بسم الله الرحمن الرحیم ما شاء الله لا قوۃ الا بالله یا حی یا قیوم

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا حبیبنا محمد النبی الامی

وعلی آلہ واصحابہ وبعدد بدیعہ وکل معلوم لک زنۃ وعدد خلقک ورضی نفسک

وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر الله الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

یا حی یا قیوم

مکشوفاتِ

منازلِ احسانؒ

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت

دار الاحسان

احقر برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام الثابت الصحاف لقبول المصطفین دار الاحسان لائلپور پاکستان

تاریخ اشاعت ——— ۲۲ رمضان المبارک، سہ شنبہ، ۱۳۹۵ھ

جلد دوم

طبع: ——— اوّل
مطبع: ——— نثار آرٹ پریس - لاہور
طابع: ——— دارالاحسان - لائل پور

ناشر

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین
دارالاحسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَحِزْبِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ

مُنَاجَاتْ

١٦١٧

سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ ۔ سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۔
سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
وَبِحَمْدِهٖ ۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ ۔ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ
سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى ۔ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى

ایک نے کہا کہ جب وہ توبہ کے دروازے میں داخل ہوا تو دربانِ الٰہی نے اس کی بڑی ڈانٹ ڈپٹ کی۔ جب وہ گھبرا گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ حکمتِ الٰہی کے اصول کے تحت یہ ڈانٹ ڈپٹ تیرے رب کی تجھ پہ عنایت ہے، اس عنایتِ الٰہی کا شکر کر!

الحمد للحیّ القیوم

يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ! يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ ! يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ !

تیری یہ عنایت تیرے اس بندے پر بھی ہو ! اس پر بھی ہو اور اس پر بھی ۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ؛ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؛

یہ پڑھو !

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

ہر نماز کے بعد اور رات کے آخر حصہ میں حسب قوت و گنجائش وقت ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؛ اٰمِیْنَ ؛ اٰمِیْنَ ؛ اٰمِیْنَ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۱۸ میرے مولائے کریم رؤف رحیم روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف باسٹھ یا تریسٹھ سال تھی ۔ طریقت الاسلام کی سلوک کی منزل میں صاحب سلوک کی عمر جب باسٹھ یا تریسٹھ سال سے تجاوز کر جاتی ہے اس وقت اس کا ہر دم آخری دم متصور ہوتا ہے اور وہ اپنی کمی کو پورا کرنے کے لیے اسے غنیمت سمجھا کرتا ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۱۹ تیری دنیا گوناگوں ! اور میری دنیا تو ہی تو ہے ۔ محبت تلقین کی محتاج نہیں ہوتی ، تلقین محبت کی محتاج ہوتی ہے !

تیری محبت کی قسم ! میری محبت تیرے لیے ہے !

مَاشَاءَ اللّٰہُ ؛ وَاللّٰہِ ! بِاللّٰہِ ؛ تَاللّٰہِ ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۲۰ دل کے دروازے ہر کسی کے لیے ہر وقت کھلے نہیں رہتے کبھی کبھی اور کسی کسی کے لیے کھلتے ہیں۔ دل اپنے دلبر کے سوا کسی دوسرے کو اپنے اندر رہنے نہیں دیتا۔ دل جب دلبر کو پالیتا ہے، دروازے بند کر لیتا ہے پھر کبھی نہیں کھولتا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۲۱
سُکَرَاتُ الموْت:

حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ السلام نو سو پچاس برس لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ آپ نے اپنے رہنے کے لیے کوئی مکان نہیں بنایا۔ شب و روز دعوتِ حق میں مصروف رہے۔ جب ملک الموت آیا تو آپ کو ایک ٹپری کے سایہ تلے پایا۔ اس نے سلام کے بعد عرض کیا کہ یا نجی اللہ! آپ اتنی مدت دنیا میں رہے، اپنے رہنے کے لیے کوئی گھر کیوں نہیں بنایا؟ فرمایا، تیرے انتظار میں! مجھے ہر دم تیرا انتظار رہا کہ ابھی آیا ابھی آیا اور ابھی آیا۔

واضح ہو کہ اللہ نے پہلے موت کو پیدا کیا، پھر حیات کو، اور موت و حیات میں دم بھر کی دوری ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۲۲ صدیق کبھی زندیق نہیں ہوتا اگرچہ لوگ اسے زندیق کہیں۔ بے شک کسی صدیق کو زندیق کہنا صدق کے مقام کی بلندی کا موجب ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیرُ الرَّازِقِینَ

۱۶۲۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا کہا۔ آپ اس کے برا کہنے کو سنتے تھے، تعجب کرتے ہنسے اور مسکراتے تھے۔ جب اس شخص نے زیادہ برا کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پیچھے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: وہ شخص مجھ کو برا کہہ رہا تھا اور آپ تشریف فرما تھے۔ جب میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ غضبناک ہوگئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو اس کو جواب دے رہا تھا۔ جب خود تم نے اس کو جواب دینا شروع کیا تو شیطان درمیان میں کود پڑا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ تین باتیں ہیں اور سب حق ہیں۔

ایک تو یہ کہ جس بندہ پر ظلم کیا جائے اور وہ محض اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے خاموش رہے اللہ تعالیٰ اس کی زبردست مدد کرتا ہے۔

دوسرے یہ کہ جو شخص اپنی بخشش کا دروازہ کھولے اور اس کے ذریعہ اپنے قرابتداروں اور مسکینوں کے ساتھ سلوک کرے، اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے مال کو زیادہ کرتا ہے

تیسرے یہ کہ جس شخص نے سوال کا دروازہ کھولا (یعنی گداگری اختیار کی اور اس ذریعہ سے اس نے اپنی دولت کو بڑھانا چاہا) اللہ تعالیٰ اس بھیک مانگنے کے سبب اس کے مال کو اور

کم کر دیتا ہے ۔ (الحمدؑ)

۱۶۲۴ جب اس نے کہا :

میرے آقا! اس غلام بے دام تادوام قیام کی اپنی کوئی مرضی نہیں ۔ اگر اس کی اپنی مرضی ہوتی تو اتنی طویل مدت تیری رحمت کے انتظار میں کیونکر تیرے در پر رکتا ۔ رکتا پر اتنی دیر نہ رُکتا : تیری رحمت اسے اپنے دَر سے دور ہونے نہیں دیتی ؛ ورنہ آدم زاد کسی مقام پہ اتنی دیر نہیں ٹھیر سکتا ۔

پھر اس نے کہا :

میرا یہ انتظار اگرچہ حکمت پر مبنی اور تیری ہی رحمت کی بدولت ہے اجابت کا مستحق ہے ۔ اے میرے آقا! اسے قبول فرما ، خوش ہو گیا ۔

ایک دوسرے نے کہا :

اس کی بڑی ڈانٹ ڈپٹ ہوئی اور وہ برداشت نہ کر سکا ۔ کہنے لگا اگر یہاں آنا میرے بس کی بات ہوتی تو کبھی نہ آتا ۔

پھر اس نے کہا :

یہاں آنا اور نہ آنا میرے بس کی بات نہیں ۔ میں آنے پہ مجبور ہوں ؛ ان کی بے رخی مجھے حاضری سے باز نہیں رکھ سکتی ۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۲۵ ہم نے وہاں صرف ایک وعدہ کیا تھا ؛

تیرا شکر و احسان ہے کہ ہم اپنے اس وعدے پر حرفاً حرفاً کاربند ہیں

وہ وعدہ یہ تھا کہ ،

جس دنیا کو آج ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ رہے ہیں تیری قسم جب تک ہم تیری اس دنیا میں زندہ رہیں گے ، اس دنیا کی کسی بھی چیز کو اور کسی بھی رنگ میں کبھی قبول نہ کریں گے ۔

وَاللہ ! بِاللہِ ! تَاللہِ ! یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ : (۱۳۶۲ھ)

الحَمْدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۲۶ اے او نوجوانِ مسلم !

تیرے گھوڑے کی گردن سے آگے کوئی گردن نہ ہو ، کسی اکھاڑے میں کوئی تجھے پچھاڑ نہ سکے اور نہ ہی کوئی تجھ سے آگے نکل سکے ! تیرا کردار بلند اور مقبول الی الاسلام ہو !

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ ۝

الحَمْدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۲۷ . عمل سے خودی اور خودی سے بے خودی پیدا ہوتی ہے ۔ گویا عمل تخم ، خودی پودا ، اور بے خودی پھل ہے ۔ یہی بے خودی ملّتِ مصطفویہ کی جان ہے ۔

الحَمْدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۲۸ میرے مولائے کریم رؤف رحیم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی تو یہ تمنا ہے کہ آپ کی امت کے نوجوان کردار کی مستی میں مدہوش ہوں اور یہ مدہوشی عارضی نہ ہو ، سرمدی ہو ۔

اور یہی مدہوشی ملتِ مصطفویہ کی آبرو ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۲۹ دم بدم عمل سے روحانی قوت بڑھتی اور جسمانی قوت گھٹتی رہتی ہے۔ عمل کے نور کی قوت جسمانی قوت کی کمی کو پورا کر دیتی ہے کسی بھی عمر میں محسوس ہونے نہیں دیتی۔ یا اللہ ہمیں عمل کی توفیق عنایت فرما۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ؛ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ، اٰمِیْنَ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۳۰ ذات کوئی چیز نہیں، صفات ذات پہ فوقیت رکھتی ہے۔ جیسے ہمارے ملک کا قدیم مقولہ ہے:

"ذات کسے پچھنی نہیں، او تھے عملاں نال نبیڑے ۔"

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۳۱ یا اللہ! ہماری عقل ناقص اور اعمال نامعقول ہیں لیکن اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ ہم تیری ذات و صفات میں کسی کو بھی اور کبھی بھی شریک نہیں ٹھہراتے۔ یا اللہ تو میرا رب ہے رب السمٰوٰت والارض، ذوالجلال والاکرام، کون و مکاں کی ہر شے کا خالق و مالک و رازق و حافظ و ناصر و والی و وارث ہے۔

یا اللہ! میری صرف ایک ہی دُعا ہے:

ہم میں سے کوئی بھی اپنے اعمال سے شرمندہ ہو کر قبر میں نہ جائے

آمین ! آمین ! آمین ! یاربّ العٰلمین !

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۶۳۲ جب اس سے پوچھا کہ وہ کس طرح اس طرف آیا ؟ اس نے کہا کہ اپنی مرضی سے کوئی اس طرف نہیں آسکتا۔ جسے وہ بلاتے ہیں، وہی اور صرف وہی اس طرف آتا ہے، ہر کوئی نہیں اس نے کہا کہ مدت ہوئی ایک برکت والی رات میں اس ناچیز کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسے دیکھ کر انہوں نے دستِ مبارک سے رُخِ انور کو چھپا لیا جس پر وہ بڑا کھسیانا ہوا اپنی قسمت پر رویا اور پانی پانی ہوگیا۔ ایک طاق کھلا، اس نے ایک کفِ دست میدان دیکھا اور دیکھا کہ ساری دنیا، اللہ اللہ! توبہ توبہ! کیسے کیسے کاموں میں مصروف ہے پھر اُسے تاکیدی لہجہ میں فرمایا کہ:

میں اُٹھ کر اب ان سب کو روکوں۔

اُس نے کہا:

یہ سنتے ہی اس کا دل دنیا سے دور ہوگیا، اس کے دل میں کسی بھی چیز کی کوئی طلب باقی نہ رہی اور نہ ہی کسی کام کی سکت رہی۔ اس کے دل کی کلی مرجھا گئی، کملا گئی۔ اس نے کہا، کہ اس کے بعد دن بہ دن اس کا دل دنیا سے اچاٹ ہی ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ صبح کھانے کے لیے جاتا، دسترخوان پر بیٹھ کر لوٹ آتا۔ پھر ٹانگیں گھسیٹتا ہوا بڑی مشکل سے کام پہ جاتا اور جب تک وہ اپنے اس اصل مقام پہ نہیں پہنچا، بے چین و بیقرار رہا

پھر اس نے کہا:

اس میں اس کا اپنا کوئی کمال نہیں، یہ جو کچھ بھی ہوا، اُن ہی کی توفیق و ارادت

سے ہوا، اور وہ اس عنایت الٰہی کا بے حد مشکور ہے۔ ورنہ کہاں وہ کمینہ، اور کہاں یہ زندگی؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۳۳ ایک دوسرے نے کہا کہ:

ایک برکت والی رات میں اس نے اپنے پیرِ طریقت کو اللہ کے حضور میں یوں دُعا کرتے سنا:

یا اللہ! تیرا یہ گنہگار وخطاکار بندہ صرف ایک بات سے متعجب ہے، کہ تیری اتنی بڑی دنیا میں تیرا کوئی بھی بندہ ایسا نہیں، جو تیرے حبیب اقدس واکمل اکرم واجمل، اطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی ملتِ مصطفائی کے گلستان کو تروتازگی پہنچانے کے لیے اپنی جان پیش کرے، جس کا کوئی اور مدعا نہ ہو، مگر یہ اور صرف یہ اور بس۔

اسے سنتے ہی اس نے اپنی جان اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں پیش کر دی کہا کہ یا اللہ! تیرا یہ گنہگار وخطاکار بندہ تیرے دینی کاموں کے لیے اپنے دنیاوی کاموں سے فارغ ہوتا ہے، اسے اپنے مقبول کاموں میں مصروف فرما: یا حی یا قیوم:

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ: اٰمِیْنَ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۳۴ مَرْحَبًا مُبَارَکًا مُشَرَّفًا، مَرْحَبًا مُبَارَکًا مُشَرَّفًا

پھر اس نے مجھ کو دعا دی کہ:

اے او خوش بخت بندے! تیرا اس راہ میں آنا تجھ کو مبارک ہو، ابتدا سے انتہا اور آغاز سے انجام صد درجہ بہتر ہو! یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ! اٰمِیْن

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۳۵ جب اس سے پوچھا کہ وہ کس درس گاہ کا فارغ التحصیل ہے تو اس نے کہا:

علم کا طالب بھی کبھی تحصیل سے فارغ ہوا! عمر ختم ہو جاتی ہے، علم ختم نہیں ہوتا۔

پھر اس نے کہا کہ:

وہ مکتبۂ عشق کا متعلم ہے، اور وہ جیتے جی کبھی فارغ نہیں ہوتے!

کیا آپ کو حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا حضرت خواجہ خضر سلطان البحر و البر سے ملنے کا قصہ یاد نہیں! حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم دونوں کو علم میں سے اتنا ہی دیا گیا ہے جتنا کہ سمندر میں سے ایک بوند!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۳۶ اسے دیکھ کر اس نے کہا کہ:

بیشک تو نے دنیا کی پوری مذمت کر دی، منہ کے بل گرا دیا، گلا گھونٹ دیا، پچھیاں کر کے لٹکا دیا اور ناک پر خاک ڈال دی۔ مرحبًا مکرمًا مشرفًا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۳۷ اس نے کہا کہ پھر اسے اس کی منزل دکھائی گئی ، فرمایا :

یہ تیری منزل ہے ، سعید و رشید منزل۔ یہی منزل اللہ نے اپنی راہ میں چلنے والوں کے لیے مقبول فرمائی ہے ، اس منزل پہ عزم بالجزم سے گام زن ہو تھک جاؤ ، بیٹھ جاؤ ، تھوڑی دیر سستاؤ ، پھر چل پڑو ، تیز رفتاری سے چلو ، تاکہ جو وقت بیٹھنے میں ضائع ہوا ، پورا ہو جائے ،

یہ منزل زندگی کا سفر ہے ، گھر بیٹھے نہیں ، چل کر ہی طے ہوا کرتی ہے ۔

ایک نے پوچھا کیا اسے اس سعید و رشید منزل کے متعلق پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کیا ہے ؟

اس نے جواب دیا کہ :

حضورِ اقدس و اکمل ، اکرم و اجمل ، اطیب و اطہر روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کی اتباع ہی سعید و رشید کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے اور یہ شرف کسی اور منزل کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتا :

اس نے مکرر کہا :

یہ سعید و رشید منزل حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کی عین اتباع کی منزل ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۶۳۸ ایک نے پوچھا :

ہر منزل کے خطرات ہوتے ہیں ، اس منزل کے خطرات بیان کریں ؟

اس نے جواب دیا :

رشید و سعید منزل میں خطرات نہیں ہوتے ۔ اگر خطرات ہوتے تو یہ منزل

سعید ورشید کیسے کہلاتی۔ یہ سعید ورشید منزل اللہ کے حبیب اقدس حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی منزل ہے، اس میں اگر کہیں کوئی خطرہ ہوتا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاملین منزل کی راہنمائی کے لیے ضرور مطلع فرماتے اور وضاحت سے بیان فرماتے، چونکہ ہم نے کسی خطرے کی بابت کچھ نہیں سنا۔ لہٰذا جہاں تک ہمیں علم ہے اس میں کوئی خطرہ نہیں،

اوامر و نواہی کی سختی سے پابندی ہر خطرے کا کامل سہارا ہے

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

یہ سعید ورشید منزل میرے اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل کی یاد ہی کے لیے ہے، اس کے سوا اس کی قسم، کوئی اور غرض و غایت نہیں، بالکل نہیں مطلق نہیں، اور ہے ہی نہیں! مگر یہ، اور صرف یہ کہ میرے تن کی نگری میں میرے من کی نگری کے بادشاہ کا ذکر جاری رہے اور اس قسم کا ذکر جاری ہے اور بس!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۲۹ ذاتْ ختمْ ــــ خطراتْ ختمْ

ف:۔ واضح ہو کہ دنیا، دین اور آخرت میں جسے جو بھی خطرہ ہے ذاتی مفاد ہی کے باعث ہے۔ اگر ذاتی مفادات ختم ہو جائیں، تمام خطرات ختم ہو جائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۶۴۰ یہ دو کام کبھی مت کر،

نہ اپنی جان پہ ظلم و زیادتی کر۔ نہ اپنے بھائی کی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۶۴۱ جب یہ پوچھا کہ اتنی مکار دنیا کے دلفریب منظر سے تو کیونکر بچ نکلا، کہا:

مجھے میرے اللہ نے بچایا اور وہی اپنے بندوں کے وکیل و کفیل و نصیر و حفیظ ہیں۔ میں ہر موڑ پر بھولا اور ہر موڑ پہ میری راہنمائی فرمائی، ہر گناہ پہ درگزر فرمایا، ستاری کی، غفاری کی، نہ ذلیل کیا نہ رسوا۔ جب دہکتی ہوئی آگ میں پھینکا گلزار بنا دی۔

الحمد للحی القیوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۶۴۲ پھر وہ یہ کہتا ہوا سجدے میں گر پڑا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَلَكَ — اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور

أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ سَجَدَ
وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ
فَأَحْسَنَ صُوْرَتَهٗ وَشَقَّ
سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ
اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.

تیرے آگے اپنی گردن جھکا دی اور تجھ پر ایمان لایا۔ میرے چہرہ نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور صورت بنائی تو اچھی صورت عطا کی اور اس کے کان اور آنکھ بنائے۔ اللہ بڑا ہی بابرکت ہے جو سب بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے۔

اور کہا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ
آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ اَللّٰهُمَّ
أَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَ وَجْهِيَ
لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ
وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ
تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

اے اللہ: میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے حضور میں اپنی گردن رکھ دی، اے اللہ تو ہی میرا رب ہے سجدہ کیا میرے منہ نے اس کے لیے جس نے اس کو پیدا کیا اور صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھ بنائے۔ اللہ بڑا ہی بابرکت ہے جو سب بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے۔

پھر کہا:

خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ
وَدَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ
وَعَصَبِيْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ
بِهٖ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ۔

میرے کان، میری آنکھیں، میرا خون، میرا گوشت، میری ہڈیاں، میرے پٹھے، اور وہ چیز جس کو میرے پاؤں اٹھائے ہوئے ہیں۔ سب رب العالمین کے آگے سجدہ ریز ہیں۔

آخر میں کہا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ	اے میرے اللہ! میرے (سارے ہی)
دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ	گناہ، چھوٹے اور بڑے، اگلے اور پچھلے،
وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِیَتَهٗ وَ	ظاہر اور پوشیدہ، سب بخش دے!
سِرَّهٗ۔	آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۴۳ فصل کچی ہو یا پکی، نگران کی محتاج ہوتی ہے،
سلوک کی پوری منزل نگران کی محتاج ہوتی ہے!

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ

یا یہ کہ:
بچے، فصل، فقیری، تینوں راکھی سے پلتے ہیں!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۴۴ کیا آپ نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ:
لاکھوں روپے کی سٹیشنری فضول کاموں میں روزانہ خرچ کی جاتی ہے، کیوں؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۴۵ میرے ساقیا! میرے ساقیا! تجھے مرحبا، تجھے مرحبا!
تو پلائے جا تو پلائے جا! اسی چشم سے، اسی جام سے

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۶۴۶ حیات کا ذوق اور موت کا خوف انسانی زندگی کے دو محور ہیں اور ہر کوئی انہی کے گرد گھوما کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۶۴۷ ہستی جب کردار کی مستی سے مست ہوئی، الست ہوئی اور درلست ہوئی۔ حیات و ممات کے ذوق و خوف سے مستغنی و بے نیاز ہوئی اور یہ انسانی زندگی کا بلند ترین مقام ہے ماشاءاللہ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۶۴۸ اے ہمنشین! اسے میری جان!

تجھے کون سمجھائے؟ کیا سمجھائے؟ اور کیسے سمجھائے؟ تیرے کردار کی مستی ملت کی امتیازی شان، اور یہی مستی ملتِ مصطفائی کی جان ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۶۴۹ کردار کی مستی میں عزم بالجزم کا پہلا نمبر ہے، اور جس کردار میں عزم جلوہ گر نہیں ہوتا، کسی منزل پر نہیں پہنچتا، کوئی رنگ نہیں لاتا، اور نہ ہی کوئی گل کھلاتا ہے۔

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

الحمد للحی القیوم

۱۶۵۰ مرد جب کسی بھی کام کا عزم کر لیتے ہیں، کمر کس لیتے ہیں جب تک وہ کام پورا نہ کر لیں، کبھی کمر نہیں کھولتے، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان عزم بالجزم ہی کی داستان ہے۔

مردوں کے "عزم" اور اللہ کے "کُن" میں کوئی دوری نہیں، بالکل نہیں:
عزم اور کن میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عزم اور کن دونوں میں اللہ کا امر جلوہ گر ہوتا ہے ازل تا ابد بندے کے عزم کا اللہ کے کُن نے استقبال کیا، ہر عزم کا استقبال کیا، گرم جوشی سے کیا اور کسی بھی میدان میں عزم کے علَم کو کبھی گرنے نہ دیا، عزم کی تحسین کی، داد دی، اور پایۂ تکمیل کو پہنچایا!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۵۱ اگر تیری دنیا میں تیرے ان رندوں کے کردار کے عزم کا عَلم بلند نہ ہوتا تو تیرے کسی بازار میں کوئی رونق نہ ہوتی، سنسان ہوتے، ویران ہوتے، نہ گل ہوتے نہ بلبل؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۵۲ مردوں کا بیٹھنا اور کھڑا ہونا عام نہیں، مثالی ہوتا ہے۔ جب وہ دھرنا مار کر بیٹھے، دھرتی تھرتھرانے لگی، ایک ہی نشست میں ہر شے ہار دی، ہر شے ہار کر بھی بالکل تر ہا رہے: پھر جب وہ اسے ہارنے لگے، آسمان لرز گیا، زمین و آسمان کی طنابیں ٹوٹنے لگیں۔ یہ عزم بالجزم مثالی تھا، اس قدر اللہ کو بھایا کہ اسی مقام پہ اپنی قدرت کو ظاہر فرمایا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۵۳ یہ عزم تجھ سے پہلوں کا ہے اور تیرے عزم کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتا، تیرا عزم پہاڑ اور یہ عزم رائی ہے، تیرے عزم کی بھلا کون برابری کر سکے ؟

اس میں کوئی بھی مبالغہ نہیں کہ تیرا عزم ہی اللہ کی تقدیر ہے اور تیرا عزم ہی تیرے اللہ کا کن فیکون ہے۔

اے او سونے والے بھیا :

اس غفلت کی نیند سے بیدار ہو، کوئی عزم کرے کر میدان عمل میں اتر، اور ضرور اتر! ملت کو تمہاری ضرورت ہے، اشد ضرورت۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۵۴ اللہ نے جتنی بھی قسم کی مخلوق پیدا کی، انسان کو ان سب پہ شرف بخشا ! کبھی آپ کو یہ سوچنے کی بھی توفیق عنایت ہوئی کہ ایک مردار کھانے والی گدھ وسط آسمان سے اپنے شکار کو دیکھ سکتی ہے۔ اسی طرح ایک کیڑی سات کمروں میں بند خوشبو کو سونگھ سکتی ہے۔

لیکن تیرا یہ حال کہ :

چند گز دور سے زیادہ دور نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی کسی چیز کو سونگھ سکتا ہے۔

پتہ ہے کیوں ؟ اس لیے اور صرف اس لیے کہ تو اپنے ان اعضاء کو کاریگر کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ اس لیے ان میں وہ سماعت و بصارت نہیں رہتی، جتنی کہ چاہیے گویا تیری سماعت و بصارت گدھ اور کیڑی کی بھی نہیں، نہایت ناقص اور ضعیف ہے

افسوس صد افسوس !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۵۵ کیا یہ ہزاروں سال پہلے کا واقعہ تیری غیرت کو جوش میں لانے کے لیے کافی نہیں جب وہ دونوں فریق ایک دوسرے سے لڑنے کے لیے ایک میدان میں نکلے، حدیں توڑ دیں، نئی حدیں قائم کر دیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ ؛ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ؛ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ!

کشتوں کے پشتے لگ گئے، زمین پہ خونوں کی ندیاں بہنے لگیں لیکن بہادر کسی نے اپنے قدم رکے تھے، چٹان کی طرح ڈٹے رہے، کبھی پیچھے نہ ہٹے، ان کے قدموں کو کوئی بھی طاقت اکھیڑ نہ سکی۔

جنگ میں ایک ضرور سرکرتا ہے۔ یہ ایک ہی معیار کے دو بہادروں کی جنگ تھی دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہرا۔ جنگ کے دوران حکمت الٰہی کے اصولوں کے تحت دونوں لڑنے والوں کی صلح کرا دی گئی۔

اللہ کرے، تیرے آہنی عزم کے سامنے یہ عزم کسی بھی اہمیت کا نہ ہو!

یَاحَیُّ! یَاقَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ

یَا اَللّٰہُ! یَارَحْمٰنُ! یَارَحِیْمُ! یَاحَیُّ! یَاقَیُّوْمُ! یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ!

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ! اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ! اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْاَکْبَرُ!

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۵۶ ایک نے کہا، ذرا سی شک ہے، دور فرمائیں۔

پوچھا گیا؟

کہا کہ:

کیا سچ ہے کہ اس کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں اور نہ ہی وہ کسی چیز کا طالب ہے ؟

نیز کہا :

وہ سیاح ہے ، اسے روئے زمین کی سیاحت کا شرف حاصل ہے ، دنیا کا کونہ کونہ دیکھ چکا ہے اور کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کہ وہ نہ پہنچا ہو ، اس نے ساری دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جہاں کہ دنیا نہ ہو اور جہاں کے رہنے والے جو علم رکھتے ہوں ، اس پر عمل کرتے ہوں ۔ حالاں کہ جہاں بھی وہ گیا ، ہر کسی کو یہی کہتے پایا کہ ان کے پاس کوئی دنیا نہیں حالاں کہ ساری دنیا وہاں تھی ۔

پھر اس نے کہا کہ وہ باتوں سے مطمئن نہیں ہو سکتا ۔

یہ سن کر اس نے اس کو بازو سے پکڑا اور گھر لے گیا ، کہا ،

" یہ میرا گھر ہے ، اس میں سے جو بھی چیز اس کے نزدیک دنیا ہو ، اٹھالے "

اس نے اس کی ہر شے دیکھی ، ایک ایک چیز کو اٹھا کر دیکھا ۔ جب مطمئن ہوا ، رونے لگا ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۵۰ ۔ پھر اس نے کہا کہ ،

علم پر عمل کسی کے بھی بس کی بات نہیں ہوتی ، اللہ تبارک وتعالیٰ جسے توفیق بخشا کرتے ہیں وہی اپنے علم پر عمل کیا کرتا ہے ۔ بے شک کسی کا بار بار اللہ سے توفیق طلب کرنا اجابت کا موجب ہے ۔

یوں کہہ، کہ:

یا اللہ! مجھ کو اپنے علم پر عمل کی توفیق بخش! یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ

یا اللہ! جس ذکر و طاعت کی تو نے بندوں کو تاکید فرمائی ہے اپنے اس بندے کو عنایت فرما! یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ!

توفیق کی طلب کا تکرار اللہ کو پسند ہے، اگر صدق دل سے ہو، تقدیر بدل دے، اس کی رحمت کو کھینچ لے۔

اَلحَمْدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۵۸ جب اُس سے پوچھا کہ:

اس کے شیخ کا کیا مسلک ہے؟

تو اس نے کیا خوب کہا کہ:

میرے شیخ نے مجھ سے یہ کہا ہوا ہے کہ جب بھی تجھ سے کوئی میری بابت پوچھے، برملا کہا کرو کہ:

جس اللہ کے بندے کے پاس وہ جاتا ہے، وہ شیخ المشائخ نہیں، ایک عام مسلمان ہے جو اپنے گناہوں پہ نادم ہو کر لوگوں کو گناہوں سے باز رہنے کی تلقین کیا کرتا ہے اور یہی ایک درس دیا کرتا ہے کہ یہ زندگی ناپائیدار فانی اور چند روزہ مہمان ہے اور وہ کوئی بُری یاد چھوڑ کر دنیا سے جانا پسند نہیں کرتا۔

اَلحَمْدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۵۹ نفاق سے بری اور اتفاق سے بھلی اور کوئی بات نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۶۰ جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، باطنی علم سے محروم رہتا ہے اور کسی کا باطنی علم سے محروم رہنا کوئی معمولی بات ہے؟ گویا زندگی کی بازی ہار دی، بھرے بازار سے خالی واپس لوٹا۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۶۱ جسم کا جو حصہ کمزور ہو، صحت مند بکرے کا وہی حصہ کھائیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۶۲ عمل تیری زندگی کا اثاثہ ہے کوئی چیز تیری راہ کبھی روک نہ سکے، جو چیز بھی تیرے عمل کی راہ میں حائل ہو، چھوڑ دے! اگرچہ وہ ہو اور وہ ہو اور وہ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۶۳ اعتماد و اتباع

محبت پر موقوف ہوتے ہیں، کسی اور چیز پر نہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۶۴ مخلوق کی خدمت میں خالق کی خوشنودی تلاش کر۔ خدمت میں تیرا پہلا نمبر ہو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۶۵ کسی بھولے بھٹکے راہی کو راہ بتلانا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۶۶ مفکر تعصب سے پاک ہوتا ہے۔

متعصب کو فکر عنایت نہیں ہوتا اور کبھی نہیں ہوتا۔

فکر حقیقت کا راز داں ہے،

فکر کے سوا کوئی اور شئے حقیقت کے کسی بھید کو نہیں پاسکتی؛

مفکر کا دل ہر فکر سے آزاد ہوتا ہے۔

فکر منزل کا راہنما ہے، صاحبِ منزل کو مقامِ مقصود تک پہنچنے تک پوری راہ نمائی کرتا ہے، کسی بھی منزل میں کوئی بھی معما ایسا نہیں جسے فکر حل نہ کر سکے، مادیت و روحانیت کی منازل کے تمام مدارج فکر ہی کے مرہونِ منت ہیں۔ اللہ ہمیں فکر عنایت فرمائے۔

آمین!

منزل کا عروج فکر کی بلندی پہ موقوف ہے۔

فکر کی جمعیت کو کوئی واقعہ منتشر نہیں کر سکتا۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۶۷ اے ہم نشین! ہر ایسے سوال کے جواب میں یہ کہہ؛

"اگر میرے اللہ نے مجھے میرے مولائے کریم رؤف الرحیم روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جرم میں تیرے خیال کے مطابق دوزخ میں ڈالنے کا حکم دیا تو یہ کمینہ اپنے محبوب کی محبت کو سینے میں چھپا کر لادھڑک دوزخ میں کود پڑیگا"

نیز یہ کہا کرو، کہ:

حضور اقدس واکمل، اکرم واجمل، اطیب واطہر روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نور پر کوئی نار کبھی غالب نہیں آسکتی: میرے مولائے کریم علیہ النعیم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دوزخ کی آگ کو سرد کر دے گی، یہ خیال میرے ایمان کا وہ جزو ہے جسے کوئی دلیل بھی بدل نہیں سکتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محب کو، اگرچہ رذیل وکمین ہو۔ دوزخ نہیں جلا سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی و سُچی محبت عنایت فرمائے! آمین!

طیب وپاک محبت

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ، بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ
کُلَّہٗ، وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ: اٰمِیْنَ:

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۶۸ مجھ کو میرے پیر قلندر نے فرمایا:

تیرا مذہب۔

رات کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا، اور

دن کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۶۹ یا اللہ! مجھ کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سی حیا اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا فقر عنایت فرما!

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ: اٰمِیْنَ:

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمُ

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۷۰ یہ کتاب کِتَابُ الْعَمَلِ بِالسُّنَّۃِ الْمَعْرُوْفُ بِہٖ تَرْتِیْبُ شَرِیْف حضور اقدس واکمل، اکرم واجمل، الطیب والطہر روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی امین ہے، اس کی تالیف میں ایک پوری زندگی شب و روز مصروف عمل رہی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۷۱ مؤلف کو اپنی تالیف پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یا اللہ! اس کتاب کے مؤلف کو اپنی اس تالیف پر عمل کی توفیق بخش!

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ!

جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے، اس پر پورے عمل کی توفیق بخش! آمین! سو فیصد عمل کی توفیق بخش: آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۷۲ مؤلف ایک حسرت لے کر قبر میں داخل ہوا کرتا ہے کہ اس نے اپنی تالیف پر عمل

کیوں نہ کیا؟ اور یہی حسرت قیامت تک اس کے گلے کا ہار بنی رہتی ہے۔ یا اللہ! ہم اس حسرت کو مٹا کر تیری دنیا سے رخصت ہوں۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ: یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ؛ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۷۳ یہ کتاب، دریا نہیں، بحر ہے بحر بیکراں اور اسے عبور کرنا انسانی استطاعت سے بعید ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق وقدرت سے ہی اسے عبور کیا جاسکتا ہے، انسانی قوت سے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۷۴ قبر میں کوئی کام نہیں کیا جاتا، بندے کے کیے ہوئے کاموں ہی کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۷۵ اے او جینے والے:

قبر میں قیامت تک پچھتاتا اور کراتا رہے گا کہ یہ میوے میرے لیے تھے، میں نے کیوں نہ ان کو کھایا، یہ پھول میرے ہی لیے کھلے لیکن افسوس: میں نے ان کو اپنی زینت نہ بنایا۔ تمام شجرات میرے لیے بنائے اور میں اپنی نادانی کے باعث عمر بھر دھوپ میں سڑا۔ اللہ نے مجھ کو دنیا میں جواہرات کے خزانوں کی کنجیاں بخشی ہوئی تھیں لیکن میں نے کسی بھی خزانے کو بالکل نہ کھولا: کاش مجھے ان نعمتوں کی دنیا میں قدر ہوتی اور میں دم بھر کے لیے بھی دنیا میں جی نہ لگاتا، کردار کی مستی میں مدہوش ہو کر اللہ کے سوا کون ومکان کی

ہر شے کو بھول جانا ۔ یا حیّ یا قیوم :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۷۶ کسی کو بھی یہ پتہ نہیں کہ کب اس نے یہاں سے چلے جانا ہے لیکن یہ پتہ سب کو ہے کہ ضرور چلے جانا ہے اور ایک بار جا کر پھر واپس نہیں آنا اور قیامت تک قبر میں پچھتانا ہی پچھتانا ہے ۔

اے او سونے والے نوجوان :

تو کیوں بیدار نہیں ہوتا ، کسی اور کے لیے نہ سہی ، اپنے لیے تو اُٹھ ، اس وقت تجھے سونا زیب نہیں دیتا ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۷۷ ایک نے کہا کہ :

اس نے ان آنکھوں سے بہت کچھ دیکھا ، اس پہ نزع طاری ہوئی ، اس کی جان قبض ہوئی ۔ اسے قبر کا خوفناک منظر دکھایا گیا ۔ جسے دیکھتے ہی اس کا دم گھٹنے لگا ، اسے دہکتے ہوئے انگاروں پہ لٹایا گیا ۔ اس نے اپنا حشر دیکھا اور نشر دیکھا ۔ اسے دوزخ کا حکم ملا جسے وہ سنتے ہی سجدہ میں گر پڑا ، صدق دل سے اللہ کا شکر ادا کیا اور یا حنان یا منان کا ذکر کرتا ہوا دوزخ کی طرف چل پڑا ۔ وہ دوزخ کی طرف اللہ اللہ کرتے اور یہ کہتے ہوئے چلا جارہا تھا کہ بے شک یا میرے اللہ ! تیرا یہ نافرمان و ناشکر بندہ دوزخ ہی کے لائق تھا ۔ یا حیّ یا قیوم ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۶۷۸ اس نے کہا:

کہ وہ یا حنان یا منان کا ذکر کرتا ہوا دوزخ کی طرف جا رہا تھا اور پیچھے مُڑ مُڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے کہ کسی کو کسی سے کوئی امید ہوتی ہے تو خدائی پولیس کے نگہبان نے اس سے پوچھا کہ وہ پیچھے مُڑ مُڑ کر کیا دیکھ رہا ہے اور کیوں دیکھ رہا ہے؟

اس نے کہا:

کہ اس کا رب ربُّ العالمین ارحم الرّاحمین اکرم الاکرمین اور احکم الحاکمین ہے اگرچہ اسے دوزخ میں جانے کا حکم مل چکا ہے پھر بھی وہ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کے فضل و کرم سے ناامید نہیں، وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کا اللہ کریم بے مثال ہے، اسے بخش دینا اس کے لیے کوئی بات نہیں۔

پھر اس نے کہا:

کہ یا اللہ! تیرا یہ گنہ گار بندہ جب تک تیری دنیا میں زندہ رہا تیری بارگاہ رب ذوالجلال والاکرام میں یہی ایک دعا مانگتا رہا کہ تو اسے اپنے ذکر و طاعت کی توفیق عنایت فرما! تیری توفیق کے بغیر تیرا یہ بندہ کسی نیکی پہ کوئی گذر نہیں رکھتا۔ نیز اس نے کہا کہ اس کے علاوہ اس نے اور بہت کچھ کہا مثلاً یہ کہ:

وہ تیری دنیا میں ایک خشک تنکے کی مانند ہوا کے حوالے تھا، جدھر وہ چاہتی، اُڑا لے جاتی اس کا نیکی کرنا اور بدی سے بچنا تیری ہی توفیق پہ موقوف تھا۔

یہ سن کر میرے اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کو میرے حال پہ

رحم آیا۔ جب اس نے تمام علائق سے منقطع ہو کر اپنے اللہ کی ربوبیت کو پکارا تو اسی وقت میرے رب کی ربوبیت، رحمت کے جوش میں آگئی اور اس کمینے کو بخش دیا۔ بے شک میرے اللہ ستار العیوب، غفار الذنوب، رحیم و ودود اور قادر المقتدر ہیں۔ جسے چاہیں بخش دیں، اگرچہ دنیا بھر کا گنہ گار ہو۔ یہی میرے اللہ کی شان اور یہی اس گنہ گار کا ایمان ہے۔ الحمد للحی القیوم:

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا و یرضی جزی اللہ عنا سیدنا محمدا ما ھو اھلہ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۷۹ دنیا میں کسی کا کوئی ایسا دوست نہیں جو دوست ہو اور بے لوث ہو:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۸۰ ہر کسی سے، دوست ہو یا دشمن احسان کر لیکن کسی سے بھی احسان کی امید مت رکھ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۶۸۱ پھر جب وہ لوٹ کر دنیا میں آیا۔ دنیا کی ہر شے سے بے نیاز تھا، اللہ کے سوا کوئی اور شے اس کے دل میں نہ تھی، اس کا دل کون و مکاں کی ہر شے سے مستغنی و بے نیاز تھا۔

اسے ہم نشین!

تو کیا جانے کہ مر کر جینے والا پھر کبھی نہیں مرا کرتا۔ نقل مکانی کیا کرتا ہے۔ دنیا کی جو بھی چیز، اور جس بھی رنگ میں ظاہر ہوئی رد کر دی۔ کسی کی بھی طرف آنکھ تک نہ اٹھائی۔ ایک ایک چیز اور ایک سے ایک بڑھ کر اس کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ لیکن اُس نے کسی کو بھی قبول نہ کیا۔ اللہ کے لطف و کرم سے دنیا اسے کسی بھی رنگ میں کبھی فریب نہ دے سکی۔

اسے پھنسانے کے لیے ایک لاکھ سے زیادہ جھنڈے ایک میدان میں ایستادہ ہوئے۔ ایک انسان کی حیثیت سے وہ کسی بھی ایک جھنڈے کے دام سے بچ کر نہیں نکل سکتا تھا۔

چونکہ وہ اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلا تھا، اللہ کی رحمت کی چادر ہمیشہ اس پہ تنی رہی۔ اللہ نے اسے ہر شر سے بچانے کے لیے اس کے گرد اپنی حفاظت کے خیمے گاڑ دیے۔ ہر جھنڈا اس کو الجھانے و ورغلانے ہی کے لیے بلند ہوا لیکن اللہ کی رحمت نے اسے کسی بھی طرف متوجہ نہ کیا۔ اس کی نظروں میں اللہ کے سوا اللہ کی قسم کسی بھی چیز کی کوئی قدر و وقعت نہیں، بالکل نہیں اور ہے ہی نہیں، اللہ کے سوا ہر شے ہیچ و بے کار ہے۔

جب اس نے ہر شے کو غور سے دیکھا، ہر شے سے دست بردار ہوا اور ہر شے سے دست بردار ہونا اور کلیتاً دست بردار ہونا بچوں کا کھیل نہیں۔

عالمین مردوں کا اکھاڑا ہے اور اس اکھاڑے میں کبھی کوئی نہیں جیتا، بڑے بڑے جوان مرد گھٹنے ٹیک گئے۔ پھر اس نے اپنے پاؤں کی ایک ٹھوکر ماری اور ایک ہی ٹھوکر سے سارے جھنڈے گرا دیے۔ صرف ایک باقی رہا۔ اسے کبھی کسی نے نہیں گرایا۔

یہ جھنڈا ازل ہی کے روز سے اسی آب و تاب سے جھول رہا ہے۔ ہر کسی نے اس کی تنظیم کی۔ کسی نے بھی اسے گرانے کی جرأت نہ کی،

چنانچہ وہ بھی سابقہ مسافروں کی طرح اللہ اللہ کرتا ہوا پاس سے گزر گیا۔ اس کے سوا

اس میدان میں کوئی بھی جھنڈا ایسا نہیں جسے کہ اس نے ٹھکرایا نہ ہو اور گرایا نہ ہو۔

اس میں اس کا کوئی کمال نہیں، بالکل نہیں، مطلق نہیں۔ یہ جو کچھ بھی ہوا، اللہ ہی کی توفیق و قدرت سے ہوا۔ اللہ ہی کے لیے ہوا۔ الحمدللہ!

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ،

اور یہ ختم الکلام ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۸۲ دل کو دنیا سے موڑ کر دین کی طرف لانا عبد کو معبود سے اور طالب کو مطلوب سے ملانا کوئی معمولی بات نہیں۔ اہم کام تھا، اس سے افضل اور کوئی فلاح نہیں! ماشاءاللہ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۸۳ لالچ انسانی فطرت اور حکمت الٰہی پہ مبنی ہے۔ اگر گوالے کو یہ لالچ نہ ہو کہ اس کا دودھ شہر میں دگنے بھاؤ بکتا ہے کبھی صبح دودھ لے کر شہر کو نہ جائے اور اگر وہ دودھ لے کر نہ جائے تو کہاں سے کوئی صبح چائے کے لیے دودھ لائے۔ میلوں بھر میں بستا ہوا شہر دودھ کو ترسے۔

اسی طرح اگر کسان کو لالچ نہ ہو، تو صرف اپنے کنبے کی کفایت تک ہی فصل کاشت کرے اور ساری دنیا بھوکی مر جائے، اور دانے دانے کو ترسے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۸۴ تیرا قول، قول حمیم، تیری زندگی کی کامیابی کا ضامن ہے۔ یہ عزم کر کہ اگر ساری دنیا کے

کام بھی رک جائیں، اگرچہ زمین و آسمان کی فضائیں تک ٹوٹنے لگیں، پھر بھی میں نے اپنا یہ عمل جسے کہ آج اختیار کر رہا ہوں، کبھی ترک نہیں کرنا اور کبھی قضا نہیں کرنا۔ ہر حال میں قبض ہو یا بسط، ہمیشہ جاری رکھنا ہے۔ سمجھ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تجھ پہ کامیابی کی راہیں کھول دیں اپنی رحمت کے دروازے کھول دیے، اپنا فضل نچھاور کر دیا۔ اللہ کرے یہ رحمت سدا برستی رہے۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ: اٰمِیْنَ:

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۰۵ عمر بھر میں کوئی بھی دم ایسا نہیں :

جو کسی کا کسی غم میں نہ گزرا ہو، یا کسی نہ کسی خوشی میں نہ گزرا ہو۔ ذہن ہر وقت کسی نہ کسی فکر میں مصروف رہا،

اس وقت نہ کسی غم کی یاد باقی ہے، نہ خوشی کی اور نہ ہی کسی مصروفیت کی، جیسے کبھی کچھ کیا ہی نہیں ہوتا اور کبھی کچھ ہوا ہی نہیں ہوتا۔ اگر غمی و خوشی سے بالاتر ہو کر اللہ ہی کے کاموں کے لیے فارغ رہتا تو کیا خوب رہتا۔

ماضی سے سبق حاصل کر،

ہر شے سے فارغ ہو،

کلیتاً فارغ ہو۔

فارغ ہو کر اس سعید و رشید منزل پہ گامزن ہو، اس سے افضل اور کوئی شغل نہیں

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہِ

الحمد للحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۸۶ مالک اپنے خادم پر اگرچہ کافر ہو، رعایت برتا کرتا ہے۔ دیرینہ خادم اگرچہ نافرمان ہو، عفوبت کا مستحق ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۶۸۷ عمدہ چیزیں استعمال کے لیے نہیں، زینت کے لیے رکھی جاتی ہیں اور جو چیز استعمال کے لیے نہ ہو، فضول ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۶۸۸ دنیا میں کوئی بلا نہیں، کوئی وبا نہیں، کوئی آفت نہیں، کوئی بیماری نہیں، بندوں ہی کے گناہوں کی شامت میں، جو بندوں کو دنیا میں دی جاتی ہیں اور جن کی بدولت اللہ بندوں کے گناہوں کو معاف اور درجات کو بلند فرماتا ہے۔ اللہ کے ملک میں ماسوا کا کیا حکم اور کیا وجود اور یہ جو کچھ بھی ہے، اللہ ہی کی طرف سے، اور تیرے ہی گناہوں کا ثمرہ ہے

وَمَا عَلَيْنَآ إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۶۸۹ میری ماں کے جہیز کا پیالہ میرے نزدیک **جام جمشید** سے افضل تھا۔ جام جمشید تو کیا، کوئی بھی جام اس کی ہمسری نہیں کر سکتا، میں جب اس میں پانی پیتا ہوں، سینہ ٹھر جاتا ہے، میری ماں کا جہیز اگرچہ چند چیزوں پہ مشتمل تھا، گھر کی ہر ضرورت کا کفیل تھا اور میں ان چیزوں کو اب بھی پہچان سکتا ہوں، اگرچہ ساری دنیا کے سامان میں بکھیر دی جائیں جو اپنائیت ان چیزوں میں تھی، کسی اور میں نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۹۰ اور چوہدری صاحب کا گھر گویا ٹھٹھیارے کی دکان ہے ، رنگارنگ کے برتن پشتوں سے چلے آرہے ہیں ، جنہیں کبھی کسی نے استعمال نہیں کیا ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۹۱ کسی کو مسخر کرنے کی بجائے (حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے لیے) خود مسخر ہو جا اور یہ بہترین اور مقبول الاسلام تسخیر ہے ۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۹۲ مجھے صاف کر دو ! مجھے پاک کر دو ، مجھے یہ کر دو ، مجھے وہ کر دو !
بغیر کچھ کیے کوئی کسے کیا کر دے ؟
کپڑے ہی کو دیکھیے ، جس کپڑے کو صاف کرنا ہوتا ہے اسے اُبلتے ہوئے پانی میں سوڈا ڈال کر خوب گرم کیا جاتا ہے ۔ پھر جب گرمی سے میل اُگل آتی ہے ، اسے ڈنڈوں اور مُکّوں سے کوٹ کوٹ کر دور کیا جاتا ہے یہاں تک کہ کپڑا میل کچیل سے پاک ہو کر صاف ستھرا ہو جاتا ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۶۹۳ ہر مرض کی دوا ہے لیکن ہر دوا میں شفا نہیں ۔ شفا میرے اللہ ہی کے بس میں

ہے۔ دوا ایک حیلہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفا کا وسیلہ ہیں۔

یا اللہ! یا صمد! یا حی یا قیوم! اپنے حبیب اقدس و اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنے اس بندے کو جسے کہ بیماری نے لاغر و لاچار کیا ہوا ہے، شفا بخش! آمین:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ! اٰمِيْنَ

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ! رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ! أَنْ يَشْفِيَكَ

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ! أَنْ يَشْفِيَكَ

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ! رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ! أَنْ يَشْفِيَكَ

اٰمِيْنَ! اٰمِيْنَ! اٰمِيْنَ!

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۶۹۴ یہ باتیں تخریبی نہیں، تعمیری ہیں، اخلاص پہ مبنی ہیں، گستاخانہ نہیں۔
قومی و ملی تعمیری کاموں میں ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کیا کریں۔ اگرچہ کوئی رذیل و کمین ہو:

مزدور و معمار کی نظروں میں شوکت نہیں جچا کرتی!

ٹی تعبیرات میں جو مقام اتحاد و ایثار کو حاصل ہے، کسی دوسری خصلت کو نہیں :
کسی کو اپنا بنانے کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے ، لیکن کسی کو اپنا مخالف بنانے میں پل بھر کی نادانی کافی ہے ۔
پیار کا بدلہ پیار ، احسان کا بدلہ احسان اور اکرام کا بدلہ اکرام ہے ۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۹۵ کوا ، باز کی کھال پہن کر باز نہیں بن سکتا ۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۹۶ قطبیت کی پرواہ مت کر ، قطبیت کا کردار پیدا کر

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۹۷ قاصد کا اکرام ، فرستادہ کا اکرام ہے ۔

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۶۹۸ حصولِ تعلیم کے لیے خط و کتابت پہ اکتفا نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر خط و کتابت کافی ہوتی تو دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایک طالب علم ایک نمائی صدی دانش گاہ میں کیوں حاضر رہتا ، گھر بیٹھے خط و کتابت کے ذریعے ہر فن کی سند حاصل کر لیتا اور دین کا علم دنیا کے علم سے کہیں زیادہ مشکل ہے ۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۶۹۹ وہی سیاح ایک دن پھر ملا ؛

جب اس سے پوچھا کہ آج کل کہاں رہتے ہو ؟ کہنے لگا کہ کیا بتاؤں ، میری جستجو مجھے کہاں کہاں لیے پھرتی ہے ۔ میں ہر جگہ گیا ، اور ایک ہی دُھن میں گیا کہ کہیں سے خصائل نبوت کی کوئی خصلت دستیاب ہو ، درس گاہ میں بھی گیا ، خانقاہ میں بھی گیا ۔ وہاں بھی گیا ، اور وہاں بھی گیا ، غرضیکہ جہاں میں جا سکتا تھا گیا ، لیکن کہیں بھی مطلوبہ خصلت نظر نہیں آئی !

پھر وہ ہم سے مشورے کا طالب ہوا ،

ہم سب نے یک زبان ہو کر اس اللہ کے بندے کو ایک ہی مشورہ دیا کہ اب کہیں مت جا اور بالکل نہ جا ، جس خصلت کا تو طالب ہے ، اپنے اندر پیدا کر ۔ یعنی جو کردار تو دیکھنا چاہتا ہے اور نہیں دیکھ پاتا اس کردار کو اپنا ، صحرا نوردی ختم کر ، اپنی مطلوبہ خصلت کو اپنے اندر پیدا کر ۔

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ ۝

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۷۰۰ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری تاریخ کا جائزہ لیں ۔

ایمان بلا کردار پست اور کردار بلا ایمان بلند رہا اور یہ پستی قدرت کی طرف سے تازیانۂ عبرت تھی ۔

لیکن کسی بھی دور میں اور کسی نے بھی کسی تازیانۂ قدرت سے کبھی

عبرت حاصل نہ کی:

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۰۱ سائنسدان:

اپنے فن کی جو تعلیم سائنس کے طالب علم کو دیتا ہے، خود بھی اس کا عامل ہے۔

الحمد للہ! معلم و متعلم دونوں اپنے فن میں کامیاب ہیں۔

دیندار:

دین کی جو تعلیم طالب علم کو دیتا ہے، اس پہ خود عمل نہیں کرتا جس علم پہ معلم کو عبور حاصل نہیں، متعلم کو کیونکر ہو سکتا ہے؟

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۰۲ سب تک اے اللہ کے نیک بندو:

ہم اپنے اپنے علم پہ حرفاً حرفاً عمل نہیں کرتے، ہماری موجودہ حالت جوں کی توں رہے گی، کبھی نہیں بدل سکتی اور کوئی نہیں بدل سکتا، اللہ کے حضور میں یوں دعا کرو:

یا اللہ! ہمارے جس گناہ کی بدولت ہم سے عمل کی توفیق سلب ہو چکی ہے، بخش دے: آمین: وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

(۱۷۰۳) اے جانِ من !

اے او سونے والے نوجوان مسلم :

تجھے کون بتائے اور کیا بتائے اور کیسے سمجھائے کہ :

اللہ رب العالمین کا سب سے بڑا حکم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی سنت

اور نبوت و رسالت کی سب سے بڑی خصلت "استقامت" ہے۔ اور استقامت یہ ہے کہ زندگی کے میدان میں جو قدم سنبھال پر رکھ دیا پھر کسی بھی حال میں پیچھے نہ ہٹے، اگرچہ ٹوٹے ٹوٹے ہو جائے۔

خرقہ و احرام ایک ہی سند کے دو نام ہیں !

ایک بار پہن کر پھر نہیں اتارا جاتا، کبھی نہیں اتارا جاتا، اگرچہ دوزخ میں ہو۔ زندگی کے میدان میں جد و جہد امکانی اور ہار جیت غیر امکانی ہے یعنی ہار و جیت انسانی بس میں نہیں، اللہ کے بس میں ہے۔ مرد میدان میں ہار سکتے ہیں، مرد میدان سے بھاگا نہیں کرتے مردوں کا میدان میں کٹ جانا مردوں کی اصل جیت ہے۔ مرد جس علم کو ایک بار بلند کر دیتے ہیں پھر جب تک جان میں جان باقی رہتی ہے، اسے کبھی گرنے نہیں دیتے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان اس حقیقت کی شاہد ہے کہ ہر مرد نے ہر میدان میں اپنے خون سے استقامت کو سینچا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحق الغیرم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۰۴ خصائلِ نبوت ولایت کے نشانِ راہ ہیں۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۰۵ خصائلِ نبوت کو اپنانے کی جدوجہد کا اصطلاحی نام طریقت الاسلام ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۰۶ آدمیت و انسانیت و بشریت کے مکارمِ اخلاق ہی خصائلِ نبوت ہیں۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۰۷ **ھُمَا:**

ایک پرندہ ہے، جنگلوں میں رہتا ہے، ہڈیاں کھا کر گزارہ کرتا ہے
دیکھا نہیں، سنا ہے کہ جس بھی آدمی پہ اس کا سایہ پڑ جائے بادشاہ
بن جاتا ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۰۸ اسی طرح **سیمرغ** دیکھا نہیں، سنا ہے کہ کوہ قاف کی وادیوں میں سُروں کے ساحلوں پر رہتا ہے اور سچے موتی جو ہم میں سے کسی کو بھی اور کہیں سے بھی دستیاب نہیں ہوتے کھا کر اپنا پیٹ پالتا ہے، اپنی جگہ، سر کے ساحل سے اُٹھ کر کہیں نہیں جاتا۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۰۹ اور اسی طرح ایشیا کی پہاڑیوں میں ایک عجیب وغریب قسم کا پرندہ **ققنس** ہوتا ہے نر ہوتا ہے نہ مادہ اور سارے جنگل میں ایک ہی ہوتا ہے۔ اس کی چونچ بہت لمبی ہوتی ہے جس میں ہزاروں سوراخ ہوتے ہیں، اس کی آواز ایسی رسیلی ہوتی ہے کہ جب اپنی مستی میں مست ہو کر راگ الاپتا ہے تو جنگل کے تمام پرندے اس کے گرد اگر د جھرمٹ بنا لیتے ہیں تمام پرندوں پر وجدانی حالت طاری ہو جاتی ہے، بہت سے پرندے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس کا یہ حال روز ہوتا ہے، جب کبھی جوش میں آ کر گانے لگتا ہے، اس کی آواز سنتے ہی جنگل میں کہرام مچ جاتا ہے، جہاں جہاں کسی پرندے تک اس کی آواز پہنچتی ہے پھڑپھڑاتا ہوا اس کی خدمت میں حاضر ہو کر بسمل کی طرح لوٹنے لگتا ہے۔ اس کی مجلس میں اکثر وبیشتر عموماً ہر قسم کا پرندہ حاضر ہوتا ہے۔

ایک نے کہا کہ ہم نے وہاں کبھی کسی کوے اور گدھ کو نہیں دیکھا، پھر جب اس نے اس دنیا سے جانا ہوتا ہے تو جنگل کی خوشبودار لکڑیوں کو اکٹھا کرتا ہے پھر اس کے بیچ میں بیٹھ جاتا ہے اور نہایت ہی خوش الحانی سے رنگا رنگ کے راگ الاپتا ہے، اور اس کی چونچ میں سے جوش کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں، جس سے لکڑیوں کو آگ لگ جاتی ہے اور وہ اس میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے، اس کی جلی ہوئی راکھ ایک انڈے کی شکل اختیار کر لیتی ہے جس میں سے ایک بچہ بن کر اڑ جاتا ہے گویا **ققنس** کی جگہ **ققنس** آ جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۷۱۰ **یہ سانس:**

جو تیرے نزدیک کوئی چیز نہیں، بڑی ہی چیز ہے، زندگی کا سارا دارومدار اس ہی

پر موقوف ہے۔

سائنس ختم، ہر شے ختم، اور اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کہ تیرے سائنس ہی کے اندر وہ پوشیدہ ہیں۔ عقل مندی یہ ہے کہ تیرا کوئی بھی سانس جستجو سے خالی نہ ہو اور ذکرِ الٰہی بہترین جستجو ہے۔ کسی اور طرح یہ گھونگھٹ کبھی نہیں اُٹھ سکتا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۱۱ ہماری کوئی شخصیت نہیں، کسی اور کا تو مجھے کوئی علم نہیں البتہ یہ بندہ گنہگار و خطاکار اور اوگن ہار ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۱۲ ہم کسی شخصیت کو نہیں، اللہ کے دین اسلام کی ایک جامع و مستند کتاب "کِتَابُ الْعَمَلِ بِالسُّنَّۃ" کو پیش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی نقص نہیں، کوئی کمی نہیں اور کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۱۳ دین پر کتابیں لکھی گئیں، لکھی جا رہی ہیں اور لکھی جائیں گی لیکن کسی کو بھی اپنی تالیف پر عمل کی توفیق نہ ہوئی، نہ مؤلف کو، نہ کسی اور کو۔

اگر ہم اپنے علم پر عمل کرتے، زیادہ نہ سہی، کسی ایک ہی خصلت کو قطعی طور پر اپناتے ہماری حالت بدل جاتی اور ضرور بدل جاتی، خصائل نبوت اپنے عامل کو عمل کے نور کی

برکت سے منور فرماتے اور ضرور فرماتے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱/۱۴ جنت میں زنگارنگ کے مشروبات ہوں گے۔ جو سرور و خمار تیرے میکدے کی مے میں ہے کسی اور مشروب میں نہیں۔ تیرا یہ میکدہ قیامت تک قائم و دائم رہے۔

یاحی یاقیوم! آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱/۱۵ اس چڑے کی طرف غور سے دیکھو!

اپنے رہنے کے لیے اپنی ضرورت کے مطابق شام تک گھونسلا تیار کر لیتا ہے۔ کسی دوسرے کی مدد کا محتاج نہیں، اپنی چونچ میں تنکا دبائے آتا ہے، تنکے پہ تنکا پہنے چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شام تک تیار کر لیتا ہے۔ بے یار و مددگار ہے اسے کسی پہ کوئی تکیہ نہیں۔ شب و روز اپنے کام میں محو رہتا ہے۔

ہم چڑے کی ہمت و استقلال کی داد دیتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱/۱۶ چڑے نے صبح مسجد کی محراب میں گھونسلا بنایا، ہم نے گرا دیا، دوپہر کو بنایا، پھر گرا دیا، شام کو پھر بنایا، پھر گرا دیا، چڑا اپنی رٹ کی عادت سے باز نہیں آیا، اللہ نے ہمیں

نیک عادت بخشی ہے ۔ ہم اس سے کیوں باز آئیں ؟

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ :

اب اسے کسی بھی طرح گرانے کی کوشش نہیں کرنی ۔ چڑے کا گھونسلا گراتے ہمیں شرم آتی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۷/۷ تُو خالق ، میں مخلوق

تُو مالک ، میں مملوک

تُو قادر ، میں مقدور

تُو ستّار ، میں مستور

تُو غفّار ، میں مغفور

تُو جبار ، میں مجبور

تُو حاکم ، میں محکوم

تُو اکبر ، میں احقر

تُو معزّ ، میں عاجز

تُو پرور ، میں پروردہ

تُو جلیل ، میں ذلیل

میرے مولا مجھے چار چیزوں سے پناہ بخش !

سکرات الموت سے

قبر کے عذاب سے

حشر کے حساب سے ۔ اور

دوزخ کی آگ سے ۔ آمین ! یا حی یا قیوم !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۰۱۸ یہ رند، یہ مست، یہ بادہ خوار، یہ خاک نشین تیرے در پہ ! اے بادشاہوں کے بادشاہ ! تیری دید کی آس کا دامن پھیلائے ایک تہائی صدی گزر چکی ، نہایت ہی عزم و استقلال سے دھونی رمائے بیٹھے ہیں ، جھرمٹ بنائے بیٹھے ہیں ! اٹھنے اور لوٹنے کی امیدیں مٹائے بیٹھے ہیں !

ہستی دہر کی ایک ایک شے کو لٹائے اور ایک ایک آرزو کو مٹائے بیٹھے ہیں ۔ یہ گرد و غبار میں لپٹے ہوئے تیرے پراسرار بندے تیری عزت و عظمت والی بارگاہِ رب ذوالجلال والاکرام میں سجدہ ریز ہیں ۔

تیرے یہ بندے تیرے طالب ہیں ، تیرے سوا کسی اور چیز سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے یہ تیرے درشن کے طالب ہیں کسی اور چیز سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے ، مطلق نہیں رکھتے اور نہ ہی کوئی شے ان کی نظروں میں کوئی وقعت رکھتی ہے ۔

اپنے ان دیوانوں کی دل جوئی فرما اور چلمن سرکا ! یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۰۱۹ ققنس جب موج میں آکر ملہار گاتا ہے ، بارش برسنے لگتی ہے ،

یہ شنید ہے !

ذاکر جب ذکر میں محو ہو کر ذکر کرتا ہے ، رحمت برسنے لگتی ہے ۔

یہ دیتا ہے :

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۲۰ اگر تو نے اے جانِ من اپنا پیرایہ رویہ نہ بدلا، تو حرفیقت کی برکت اُڑ جائے گی یقین، جو طریقت کی اصل ہے۔ بل جائے گی :

جس اللہ کے بندے کے پاس سے آئے ہو، اسی کے پاس لوٹ جا : اس سے بہتر تیری تربیت کے لیے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا :

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۝

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۲۱ فنکار کا فنکار کو دھوکا میں ڈال دینا، فنکاری کا کمال ہے۔

ایک فنکار نے کپڑے پہ انگور کی بیل بنا کر دیوار پہ لٹکا دی، آن کی آن میں وہ بیل زنگا رنگ پرندوں کی توجہ کا مرکز بن گئی۔

دوسرے دن دوسرے فن کار نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ کپڑے پہ ایک کمرے کا نقشہ بنایا اور اسے تمام آرائشی سامان سے سجایا۔ پہلے فنکار کو دعوت دی، وہ آیا، اور جوتا وغیرہ جھاڑ کر دروازے میں داخل ہو کر مسند پہ بیٹھنے لگا مگر دیوار سے ٹکرا کر رہ گیا۔ بڑا خوش ہوا، فنکار کے فن کی داد دینے لگا۔

میں نے پرندوں کو، اور تو نے مجھے، ایک فنکار کو دھوکے میں ڈال دیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۲۲ جس بندے سے جو کام لینا مقصود ہوتا ہے، اس کام کا ذوق و شوق اس بندے کے دل میں بھر دیا جاتا ہے اور وہ تلقین کا محتاج نہیں رہتا۔ اپنے کام کی تکمیل کے شوق میں مجبور لاچار ہو کر شب و روز محوِ عمل رہتا ہے اور جب تک وہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا کبھی چین سے نہیں بیٹھتا۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۲۳ تکرار انکار پہ اور کردار گفتار پہ غالب ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ؀

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۲۴ ایک مستِ مئے پندار کو، مستی کے جوبن میں مدہوش اپنے ساقی لالہ فام سے یوں مخاطب ہوتے سنا:

اے مادھو! (مدھ پلانے والے)

تو نیچے آئے گا کہ میں اوپر آؤں:

تیرے اس بندے کو، اے بندوں کے مولا، تیرے ملنے کی چاہت ہے

اس کی یہ گنہ گار آنکھیں، تیری دید کی پیاسی ہیں۔

اس کا دل تیری یاد میں بے چین و بے قرار ہے۔

نیچے آ یا اسے اوپر بلوا، ذرا سی چلمن سرکا!

اے حسینانِ جہاں، کرم بکن بر عاشقاں!

الحمدللحی القیوم

۱۷۲۵ شیر کی گرج سے جنگلی جانوروں کا نظام قائم رہتا ہے، ورنہ کبھی کسی شیر نے گیدڑ کو نہیں مارا، چوہے کو نہیں کھایا۔ چوہا بلّی کا کھاجا ہے، شیر کا نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۲۶ شیر کسی اور کا مارا کبھی نہیں کھاتا، اپنی مار مار کر کھاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۲۷ شیر کے بچے ہوئے شکار کو جنگل کے تمام جانور کئی کئی دن نوچتے رہتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۲۸ اگر جنگل میں شیر کی گرج نہ ہو جنگل کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ شیر کے خوف سے بےخوف ہو کر ایک دوسرے کو مارنے لگیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۲۹ شیر کی گرج سے درندگان و چرندگان و خزندگان پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ اپنی اپنی پناہ گاہوں میں جا گھستے ہیں، سارے جنگل پر سناٹا چھا جاتا ہے اور دنیائے جنگل میں ایک پُرسکون امن قائم ہو جاتا ہے اور یہ ہر روز ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۷۳۰ شیر کی گرج سے جنگل میں جو وحشت طاری ہو جاتی ہے، طوطی و مینا کے سُریلے نغموں سے کافور ہو جاتی ہے۔ طوطی و مینا کے سریلے نغمے جنگل میں کیف و سرور پیدا کرتے ہیں؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۳۱ شیر کی لڑائی شیر سے ہوتی ہے، گیدڑ سے نہیں، کسی نے شیر کو گیدڑ سے لڑتے نہیں دیکھا۔ گیدڑ کا تعاقب شیر کی شان کے شایان نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۳۲ شیر جب شیر سے لڑتا ہے، الامان! الامان! زمین کانپنے لگتی ہے، جنگل کے باسی، توبہ توبہ! سہم سہم جاتے ہیں! دونوں شیر، شیر ہوتے ہیں۔ لڑتے لڑتے لہولہان ہو جاتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۳۳ شیروں کی لڑائی پنجوں سے ہوتی ہے اور شیر ہی شیر کے پنجے کی تاب لا سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں، دونوں میں سے کوئی بھی میدان چھوڑ کر نہیں بھاگتا، اپنی جان کی کسی کو بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ دونوں میں سے ایک، دوسرے سے طاقتور ہوتا ہے یا تو اپنے مدمقابل کو موقع پہ ہلاک کر دیتا ہے یا گھائل کر کے فاتحانہ انداز میں اٹکھیلیاں کرتا ہوا چلا جاتا ہے۔

اسی طرح سلف صالحین کے جنگجو، زرہ بکتر پہن کر گرزوں سے لڑا کرتے تھے جسے آج ہم پہننا تو در کنار، اٹھا نہیں سکتے!

جنگِ ڈو بہادر

ایک میدان میں صف آرا ہوتے، میدان کے ارد گرد جنگ بینوں کا مجمع لگ جاتا جنگ بین جنگی کرتب کی داد دیتے، اگرچہ مدمقابل سے ہی سرزد ہو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۷۳۴ جزیروں کے باشندوں کی نظروں میں دریاؤں کی وسعت نہیں سماجاکرتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۷۳۵ جس رنگ میں پہلی بار کپڑے کو رنگا جاتا ہے دوسرے رنگ میں رنگنے سے وہ رنگت کبھی نہیں نکھرتی یہی حال دل کا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۷۳۶ **پدرم سلطان بود:**

دیکھنا یہ چاہیے کہ ہم اب کیا ہیں، حال پہ نگاہ رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

(عام مشہور بات ہے کہ رات کو گیدڑ جب روتے ہیں، کہتے ہیں "پدرم سلطان بود" یعنی میرے آبا بادشاہ تھے)

۱۷۳۷ کوئی بناوٹ کسی قدرت کی برابری نہیں کرسکتی حیوانات ہو یا نباتات، معدنیات ہو یا جمادات، بناوٹ نقل اور قدرت اصل ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۷۳۸ وضو ٹوٹنے پہ وضو لازم اور وضو پہ وضو نورٌ علیٰ نور ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۳۹ عمل دل میں سوز، نگاہ میں عفت اور کردار میں بے باکی پیدا کرتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۴۰ مسلمین و مومنین و مخلصین و صالحین کے بشیخ کا کردار ایسا نہیں، نبیوں جیسا ہو ورنہ
ایں شیخیت چیست و کجامی رساند ؟

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۴۱ نبوت کے بعض خصائل امکانی اور بعض غیر امکانی ہوتے ہیں، عبادات و معاملات امکانی
نزولِ وحی، مشاہدات و معجزات غیر امکانی ہیں۔ امکانی مدارج کی اتباع کی جد و جہد،
طریقت کی قابلِ تحسین منزل ہے۔ غیر امکانی مدارج وہبی ہوتے ہیں، عنایت کیے جاتے
ہیں۔ کسب سے حاصل نہیں کیے جا سکتے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۴۲ حاسد کبھی سردار نہیں ہو سکتا اور بزدل کو سرداری زیب نہیں دیتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۴۳ عارف موت وحیات کا رازدان ہے، اسے نہ جینے کی تمنا ہوتی ہے، نہ ہی مرنے کا خوف، وہ خوب جانتا ہے کہ جتنے دن اس نے دنیا میں جینا ہے، ضرور جینا ہے اور جس دن یہاں سے جانا ہے، ضرور ہی چلے جانا ہے۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ مر کر جینے والا کبھی نہیں مرا کرتا، کسی نہ کسی روپ میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور یہ زندگی ابدی ہوتی ہے اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۴۴ عارف ہر شے کو خیر ہو یا شر، اللہ ہی کی طرف سے اور حکمت پہ مبنی سمجھ کر کسی غیر کا خیال کبھی دل میں نہیں لاتا۔ عارف ارادتِ الٰہی کا رازدان ہوتا ہے، صدقِ دل سے تسلیم کرتا ہے کہ جو کچھ، جیسے ہو رہا ہے، ارادتِ الٰہی سے اسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ ہونا چاہیے، اور سراسر حکمت پہ مبنی ہے۔ حکیم کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور یہ طریقت کا اہم مقام ہے۔

ہر کسی کو اس پہ گزر حاصل نہیں، اگرچہ ہر کوئی اس کا دعویدار ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۴۵ ذکر سے اطمینان اور گناہ سے خوف اور حزن پیدا ہوتے ہیں۔

بندہ جب گناہ کرتا ہے اس پہ خوف طاری کر دیا جاتا ہے، غم میں مبتلا کر دیا جاتا ہے
بندہ جب سچے دل سے پکی توبہ کرتا ہے اللہ قبول فرما کر بخش دیتے ہیں، اسی وقت خوف و حزن سے نجات بخش دیتے ہیں۔

جب تک بندہ گناہ سے باز رہتا ہے خوف و حزن سے دور رکھا جاتا ہے۔

خوف وحزن کے وقت اپنا محاسبہ کر، ضمیر نشاندہی کرے گا کہ یہ ابتلا تو تیرے فلاں گناہ کے باعث ہے۔ معصوم محاسبہ کرے، ان شاء اللہ اسی وقت ضمیر غم کی وجہ بتائے گا۔ گناہ سے ہجرت کرنے والا کبھی مغموم نہیں ہوتا۔ مہاجر کا غم گناہ کے باعث ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۶۴۶ **شیطانی** کاموں سے خوف وحزن اور ہم وغم اور رحمانی کاموں سے اطمینان و سکون پیدا ہوتا ہے۔

شیطانی کام شیطان کی طرف سے اور رحمانی کام رحمان کی طرف سے ہوتے ہیں

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۶۴۷ ہر کسی نے ہر دور میں خوف وحزن کو گناہ کی پیداوار قرار دیا۔ جب بھی کوئی کسی خوف و غم میں مبتلا ہوا ضمیر نے اس کی نشاندہی کی جب اس نے دہلی والوں کی طرح سچی اور پکی توبہ کی اللہ نے اسی وقت اسے خوف وغم سے نجات بخش دی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۶۴۸ ایک نے پوچھا کہ وہ دہلی والے کون تھے؟ کہا، وہ، جو پہلے 'وہ' تھے، پھر 'وہ'"

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۶۴۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الفاتحہ کی فضیلت میں فرمایا کہ:

ایسی سورۃ نہ تورات میں ہے، نہ زبور میں، نہ انجیل میں ہے اور نہ ہی قرآن کریم

میں "

نیز فرمایا کہ :

"یہ سورۃ قرآنِ عظیم ہے، جو مجھ کو دیا گیا "

ایک اللہ کا بندہ سورۃ الفاتحہ کے عامل کی تلاش میں نکلا۔ دنیا بھر کا چکر کاٹ کر واپس لوٹ آیا۔ آخر تھک کر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ چند دن بعد ایک اللہ کا بندہ اس کے پاس آیا اور پوچھا کہ وہ کس حال میں ہے۔ اس نے اپنا حال اس کے گوش گزار کیا۔ اس پہ وہ بہت خوش ہوا۔ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ تیری مراد بر لایا۔ الحمد للہ : میں سورۃ الفاتحہ کا عامل تو نہیں ایک عامل کا خادم ہوں جو کچھ میں نے اپنے مخدوم سے پایا حاضر ہے۔ اس نے کہا کہ ساری دنیا میں گنتی کے چند بندے سورۃ الفاتحہ کے عامل ہوتے ہیں۔ گھر گھر نہیں۔

پھر اس نے کہا کہ ،

اس سورۃ کی تلاوت کے چند ضروری آداب یہ ہیں کہ :

اسے معین وقت پہ، معین جگہ پہ حاضر ہو کر، معین بار پڑھنا۔

کسی بھی حال میں کبھی ناغہ نہ کرنا

ظاہر و باطن کو صالح اعمال سے معطر رکھنا

جو کچھ اس میں لکھا ہے، اس کے عین مطابق چلنا۔

ف :

یہ سورۃ ثنا ہے، ایک جامع دعا ہے۔ اس میں اللہ اور بندے کے درمیان ایک اہم عہد اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ہے۔ شاید کسی کو ہم، بڑے بڑوں کو بھی اس پہ عبور حاصل نہیں۔

اللہ سبحانہٗ ہمیں اس سورۃ شریف کی تلاوت کی توفیق نصیب فرمائے : آمین !

یاحیُّ یاقیّوم ؛ فتقبّل

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

مدارج :

۷ بار	۲۱ بار
۴۱ بار	۷۰ بار
۱۱۱ بار	۳۰۰ بار
۵۰۰ بار	۷۰۰ بار
۱۱۰۰ بار	۲۱۰۰ بار

۱۷۵۰ ایک رند ایک میخانے میں ساقی کے انتظار میں دھونی رمائے بیٹھا تھا کہ کوکوں کی آواز سنی، جسے سنتے ہی وہ بیخود ہوگیا، بے تحاشہ دوڑ پڑا۔ نہ میخانے کی یاد رہی نہ ساقی کی۔ اس نے دیکھا کہ ایک ضعیف العمر مائی طرح طرح کی کوکیں کوک رہی ہے، کبھی کچھ کہتی ہے کبھی کچھ۔ بار بار کہتی ہے، میرے بچو؛ آپس میں مت لڑو، فرقوں میں مت بٹو، ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ ورنہ ——— جب اس نے پوچھا کہ دادی اماں تم کون ہو؟ کہنے لگی:

"میرے بیٹے میں تیرے مولا کی ملت ہوں"

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۵۱ اے ہمنشیں!

ہمیں کیا پتہ کہ ملت کسے کہتے ہیں۔ اگر ہم ملت کی اہمیت سے واقف ہوتے کبھی

کوئی ملت شکن قدم نہ اٹھاتے، یہ بندہ، جو تیری نظروں میں کچھ بھی نہیں، حقیر و رذیل و کمین ہے ملت کا ایک مزدوری اور ذمہ دار فرد ہے اور ملت قوم کا اصطلاحی نام ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۵۲/ا رات کی تاریکی میں تنگ و تنکیلی ڈنڈی پر ننگے سر پانی کا بھرا ہوا مشکا لے کر جلدی جلدی چلنا بڑا مشکل ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۵۳/ا سمندر کی تہ میں بعض موتی ایسے بھی ہوتے ہیں، جسے دنیا کی کوئی بھی طاقت، اور کسی بھی قیمت پر خریدنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ نہ ہی وہ کبھی بکنے کے لیے صراف کی دُکان پر آتے ہیں، سمندر کی تہ ہی کی زینت بنے رہتے ہیں۔

ایک نے پوچھا:

اتنے قیمتی ہیروں کا سمندر کی تہ میں کیا فائدہ ؟

جواب دیا کہ اللہ نے کوئی بھی چیز عبث پیدا نہیں کی، ہر شے کسی نہ کسی کام کے لیے پیدا کی ہے۔ پھر اس نے یہ قصہ سُنا کر سائل کی شرح صدر کر دی۔ اس نے کہا کہ:

ایک اللہ کا بندہ امیر البحر تھا۔ ایک دن بارش ہونے لگی، اس کے دل میں ایسا ہی خیال، جیسا کہ (سائل سے مخاطب ہو کر) آپ کے دل میں پیدا ہوا، پیدا ہوا۔ کہنے لگا یا اللہ! سمندر پہ بارش کا کیا فائدہ، یہی بارش اگر خشکی پہ ہوتی تو سبزہ اُگتا۔ یہ بات اللہ کو نہایت ناگوار گزری۔ اسی وقت اس کی ولایت سلب کر لی۔ فرمایا:

کیا تجھے اتنا بھی پتہ نہیں کہ سمندر پہ بارش سے صدف میں گوہر پیدا ہوتا ہے اور

گوہر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ، ایک ایک ذرّہ کروڑوں کی مالیت کا ہوتا ہے اور سبزہ کی قیمت ہم سب پر واضح ہے۔

وہ بڑا کھسیانا ہوا۔ آئندہ کے لیے توبہ کی ، یا اللہ ! بندہ تیری حکمت کو نہیں سمجھ سکتا ، صرف یہ سمجھ سکتا ہے کہ کون و مکان کی ہر شے ارادت و حکمتِ الٰہی کے تحت محوِ عمل ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۵۴ شاہین شہ رگ کا خون چوستا ہے اور گدھ مردار کھاتی ہے۔ شاہین کی پرواز اور گدھ کا پیٹ کے بل رینگ کر چلنا رزق ہی کی بدولت ہے۔

اسی طرح شیر و شغال میں شکل و شباہت کا نہیں ، رزق ہی کا فرق ہوتا ہے۔ شیر اگرچہ بھوکا مر جائے ، گھاس کبھی نہیں کھاتا اور گیدڑ کسی بھی چیز سے پرہیز نہیں کرتا۔ کوئی جانور کسی جانور کی کھال نہیں کھاتا ، گوشت کھاتا ہے۔

کھال صرف کیڑے کھاتے ہیں اور کھال میں کوئی غذائیت نہیں ہوتی۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ !

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۵۵ تعمیری کاموں میں جلدی ضروری نہیں تکمیل ضروری ہوتی ہے۔ جس کام میں جلدی کی جاتی ہے ناپائیدار ہوتا ہے اور کوئی نہ کوئی نقص رہ ہی جاتا ہے۔ بعض دفعہ سارے کا سارا دوبارہ کرنا پڑتا ہے۔ سوچ کر ، سنبھل کر آگے قدم رکھ ! جلدی کوئی چیز نہیں اور دیر کوئی بری

چیز نہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱٬۷۵۶ جسمِ خاک، عمل نور ہے، خاک میں جب نور جلوہ نما ہوا، خاک کی ماہیت بدل گئی کسی اور طرح خاک کی خصلت نہیں بدل سکتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱٬۷۵۷ ہستی میں حسد اور نیستی میں رشک ہوتا ہے۔ ہستی خودی اور نیستی بے خودی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱٬۷۵۸ استقبال کی کمی کو کوئی خدمت پورا نہیں کر سکتی لیکن استقبال ہر خدمت کی کمی کو پورا کر دیتا ہے استقبال آدمیت کا سب سے بڑا احترام ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱٬۷۵۹ کُتے کا بھونکنا بھیڑیے کو ریوڑ کے پاس آنے نہیں دیتا اگرچہ کتا بھیڑیے کا مقابلہ نہیں کر سکتا کُتے کو مالک کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱٬۷۶۰ طریقت السلوک میں مرید پیر کی اور پیر مرید کی مراد ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پیری و مریدی

چلیست: د کجا می رساند؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۶۱ صحرا کے غیور پھول کسی شاہزادی کے حضور میں کبھی پیش نہیں ہوتے۔ اپنی مہک سے جنگل کے ہر گوشے کو معطر کر کے شاخ ہی پہ خشک ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ پتی پتی ہو کر جس زمین سے نکلے تھے، اُسی میں جذب ہو جاتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۶۲ جنگل کے پھول کسی مالی کے محتاج نہیں ہوتے۔ خودرو ہوتے ہیں اور فطری نشو و نما پاتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۶۳ سالک کے سر پہ سینگ نہیں ہوتے، استغنا کا عمامہ ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۶۴ جو تمکنت استغنا میں ہے، سلطنت میں نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۶۵ اندھیرا ہر شئے کو ڈھانپ لیتا ہے۔ عقل کو بھی ڈھانپ لیتا ہے۔ اندھیرے کے شر سے پناہ مانگ۔

الحمد للحی القیوم

۱۷۶۶ مکان سے مکین کی استعداد کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ گُگّی کا گھونسلا چند تنکوں پر مشتمل ہوتا ہے اور کوئی انجینئر بیا کے گھونسلے کی طرح گھونسلا نہیں بنا سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ:

۱۷۶۷ کدورت میں لطافت نہیں، کثافت ہوتی ہے اور کثافت میں کوئی شے نظر نہیں آیا کرتی

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۶۸ غنی جس بندے کے دل میں ڈیرا جما لیتا ہے کون و مکاں کی ہر شئے سے مستغنی کر دیتا ہے ورنہ کسی اور طرح کوئی بندہ کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بھی کبھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۶۹ محب محبوب کی ہر شئے برداشت کر سکتا ہے۔ کوئی محب اپنے محبوب کی کسی اور سے محبت کی تاب کبھی نہیں لا سکتا۔

آدمی اپنی بیوی کی کج خلقی کو، اگرچہ کتنی ہی شدید ہو، برداشت کر سکتا ہے لیکن یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی اس کے سوا کسی اور کی طرف محبت تو درکنار آنکھ تک اُٹھا کر دیکھے۔

اللہ اس سے کہیں زیادہ غیرت مند ہے۔ اپنی محبت میں کسی کی ذرا سی شرکت بھی گوارا نہیں فرماتا۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۷۰ ایک نے پوچھا کہ تم نے اس اتنی طویل منزل میں کیا کچھ دیکھا، کہا میں نے اپنے تئیں دیکھا ہر شے اپنے ہی اندر دیکھی اور اپنے سے باہر کچھ بھی نہیں دیکھا۔ جو مجھ میں ہے، وہی تجھ میں، اور وہی کل عالم میں۔

یہاں تک کہ ان کو بھی اپنے ہی اندر دیکھا۔ دیکھ کر ہی اپنی نفی اور ان کی اثبات کا صدقِ دل سے اقرار کیا کہ میں نہیں، وہ ہیں، مجھے کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں دی گئی میرے بس میں کوئی شے نہیں یہاں تک کہ میرے جسمانی اعضا بھی میرے بس میں نہیں، مجھے اپنے جسم الوجود کے اندر کی کسی بھی چیز کا کوئی علم نہیں کہ جسم کے اندر کیا کیا چیزیں کیا کیا کام کرتی ہیں۔ آنکھوں کی بصارت، کانوں کی سماعت اور ذہن کی پرواز نے مجھے یہ تسلیم کرنے پہ مجبور کر دیا کہ مٹی کے اس بت میں اس کا خالق و مالک جلوہ گر ہے اور اس کی ارادت ہی کے تحت یہ نقل و حرکت پہ مجبور ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمدُ للحیّ القیّوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۷۱ ہر بندہ ہر وقت ہر قسم کی بلا کی زد میں ہے۔ بندے کی ہلاکت کے لیے ستر دہشت سی بلائیں منہ کھولے کھڑی ہیں، اللہ کا ذکر ہی ان سب کی واحد روک ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اللّٰہ حافظی، اللّٰہ ناصری، اللّٰہ حاضری، اللّٰہ ناظری، اللّٰہ معی

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ　　اے اللہ! ہم پناہ لیتے ہیں تیری مشکل آزمائش سے اور بدبختی سے اور بُری تقدیر

سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شَمَاتَتِ ـ سے ، اور دشمنوں کی ہمسائیگی ،
الْاَعْدَاءِ ـ سے ـ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱،۲،۷ یہ سعید و رشید منزل بازیچۂ اطفال نہیں ، مردوں کا اکھاڑا ہے ۔ اس منزل کے مقابل کسی بھی تیز گام کی تیزی کیا اہمیت رکھتی ہے ، اپنی منزل مت روک ، کسی بھی حال میں کبھی مت روک ، جب تک اپنی منزل طے نہ کر لو اور خوش اسلوبی سے طے نہ کر لو کسی اور کام میں مشغول مت ہو ۔ اس منزل سے گرنا گویا آسمان سے گرنا ہے اور آسمان سے گرنے والے کا کسی کو پتہ نہیں ہوتا ، کوئی پتہ نہیں ہوتا ، کہاں گرا اور کیا ہوا ؟ اور اس منزل پہ چڑھنا گویا ...... پہ چڑھنا ہے ۔

منزل کی طنابیں تن چکی ہیں ، پوری طرح تن چکی ہیں اور تنی جا رہی ہیں ، نہایت ہی تیزی سے تنی جا رہی ہیں ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

ایک نے اپنی منزل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ :

اسے سعید و رشید منزل نصیب ہوئی ۔ جب وہ منزل اپنے مقام کے قریب پہنچی تو اس نے دیکھا کہ منزل کے میدان میں ایک نقارچی نقارے کی چوٹ پہ یہ اعلان کر رہا ہے اللہ کا شکر و احسان ہے کہ ،

یہ سعید و رشید منزل نہایت عزم و استقلال سے اپنی منازل طے کرتی ہوئی عروج کے اس بلند مقام پہ پہنچ چکی ہے کہ طریقت الاسلام

میں قابلِ ذکر ہے۔

پھر اس نے کہا :

خبردار و خبردار و خبردار !

ہوشیار و ہوشیار و ہوشیار !

یہ سعید ورشید منزل انفرادی اہمیت کی حدود سے گزر کر ملّی اہمیت کے مقام کو حاصل کر چکی ہے۔ یہ میدان ایک بین الاقوامی اکھاڑے کی اہمیت رکھتا ہے، یہاں ذرا سی بھی معصیت حرام ہے۔ یہ عبادت گاہ ہے تفریح گاہ نہیں، خبردار! اگر کسی بھی معاملہ میں کوئی سستی کی، شرک ختم کفر ختم، عجز ختم، کسل ختم، عجب ختم، جبن ختم، کبر ختم، حرص ختم، بخل ختم، کذب ختم، حسد ختم، غضب ختم، کینہ ختم، قساوت ختم، شقاوت ختم، عیش ختم، راحت ختم، غیبت ختم، شقاق ختم، نفاق ختم، کثافت ختم، کدورت ختم، سمعہ ختم، ریا ختم، غرضیکہ سناوے اور دکھلاوے کی ہر شے ختم۔

اے اللہ کے بندے : اللہ تجھے اس منزل پہ چٹان کی سی استقامت عنایت فرمائے۔ یاحیّ یاقیّوم ! آمین !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۰۳ ایک نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ :

اس نے ان کے آنے کی آہٹ سن کر ان کا بے تپاک استقبال کیا، خوش آمدید کہا اور کہا کہ وہ ان کی آمد کا ایک مدت سے منتظر ہے۔ وہ یہاں سے

جانے کے لیے ایک مدت سے تیار بیٹھا ہے، آئیے، اندر تشریف لائیے اور یہاں اس کی قسمت میں جانا لکھا ہے بڑی خوشی سے لیجائیے
إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكِهِ
بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

الحمد للحی القیوم

فَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

۱۷۷۴ ایک نے کہا کہ وہ زمین سے یوں مخاطب ہوا :

میں ساری عمر تجھ پر گناہ کرتا رہا۔ آج توبہ کرتا ہوں اور سجدہ کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ گنہگاروں کی، توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرما کر بخشنے والے غفور الرحیم ہیں۔

پھر وہ یہ کہتا ہوا سجدہ میں گر پڑا،

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ :	پاک ہے میرا پروردگار بلندی والا۔
سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا وَ	تو پاک ہے اے ہمارے پروردگار
بِحَمْدِكَ	اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي	اے اللہ مجھے بخش دے۔
سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ	اے اللہ تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف
رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي	کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے بخش دے
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ	تو نہایت پاک وصاف ہے، فرشتوں
الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ	اور روح الامین کا پروردگار ہے۔
اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ	اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیرے

وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ۔

غصے سے تیری رضا کی اور پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے تیری معافی کی، اور تجھ سے تیری پناہ لیتا ہوں میں۔ تیری تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ فَاَحْسَنَ صُوْرَتَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔

اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور تیرے آگے گردن تسلیم خم کی اور تجھ پر ایمان لایا۔ میرے چہرے نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور صورت بنائی تو اچھی صورت عطا کی، اور اس کے کان اور آنکھ بنائے، اللہ بڑا ہی بابرکت ہے جو (سب) بنانے والوں میں بہتر (بنانے والا) ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔

اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے سامنے گردن رکھ دی۔ اے اللہ: تو ہی میرا رب ہے۔ سجدہ کیا میرے منہ نے اس کے لیے جس نے اس کو پیدا کیا اور صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھ بنائے اللہ بڑا ہی بابرکت ہے، جو (سب)

	بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے
خَشَعَ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَ	میرے کان، میری آنکھیں، میرا
دَمِیْ وَ لَحْمِیْ وَ عَظْمِیْ	خون، میرا گوشت، میری ہڈیاں، میرے
وَ عَصَبِیْ وَ مَا اسْتَقَلَّتْ	پٹھے، اور وہ چیز جس کو میرے پاؤں اٹھائے
بِہٖ قَدَمِیْ لِلّٰہِ رَبِّ	ہوئے ہیں، سب پروردگار عالم کے
الْعٰلَمِیْنَ ۔	آگے جھکے ہوئے ہیں ۔
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ	اے اللہ! میرے گناہ چھوٹے
دِقَّہٗ وَ جِلَّہٗ وَ اَوَّلَہٗ وَ	اور بڑے، اگلے اور پچھلے، ظاہر اور
اٰخِرَہٗ وَ عَلَانِیَتَہٗ وَ سِرَّہٗ	پوشیدہ (سب) بخش دے ۔
اَللّٰھُمَّ سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ	اے اللہ! میرے ظاہر اور باطن
وَ خَیَالِیْ وَ بِکَ اٰمَنَ فُؤَادِیْ	نے تیرے لیے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر
اَبُوْءُ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ	ایمان لایا۔ میں اپنے اوپر تیری نعمت کا اقرار
ھٰذَا مَا جَنَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ	کرتا ہوں اور یہ کہ جو کچھ میں نے اپنی جان
یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ اغْفِرْ	پر ظلم کیا۔ اے بڑی رحمت (کرنے) والے
لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ	اے بڑی مغفرت کرنے والے
الْعَظِیْمَۃَ اِلَّا الرَّبُّ	میری مغفرت کر کیوں کہ بڑے گناہوں کو
الْعَظِیْمُ ۔	پروردگار عظیم ہی بخشتا ہے ۔
سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَ	پاک ہے ملک اور بادشاہت والا پاک
الْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی	ہے عزت اور غلبہ والا۔ پاک ہے (وہ) زندہ
الْعِزَّۃِ وَ الْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ	جو مرتا نہیں میں تیری بخشش کی تیرے عذاب

اَلْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَعُوْذُ	سے اور تیری رضا کی تیری ناراضگی سے اور
بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَ اَعُوْذُ	تیری تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ تیری
بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ	ذات بزرگ (و برتر) ہے۔
اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ	
رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَ	اے پروردگار! میرے نفس کو پرہیزگاری
زَكِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ	عطا کر اور اس کو پاک کر دے تو اس کا
زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا	سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا اَسْرَرْتُ	تو ہی اس کا کارساز اور مالک ہے۔
وَمَا اَعْلَنْتُ۔	اے اللہ! مجھے بخش دے جو کچھ میں نے
	پوشیدہ کیا اور جو کچھ اعلانیہ کیا۔
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا	اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے
وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا	اور میری شنوائی میں نور کر دے
وَاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا	اور میری بینائی میں نور کر دے
وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا	اور میرے نیچے نور کر دے
وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا	اور میرے اوپر نور کر دے
وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا	اور میرے دائیں نور کر دے
وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا	اور میرے بائیں نور کر دے
وَاجْعَلْ اَمَامِیْ نُوْرًا	اور میرے آگے نور کر دے
وَاجْعَلْ خَلْفِیْ نُوْرًا	اور میرے پیچھے نور کر دے
وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا۔	اور مجھے نورِ عظیم دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ اٰمِيْن ! اٰمِيْن ! اٰمِيْن

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۷۵ جب ان سے پوچھا کہ :

کیا یہ سچ ہے ؟ کہ اس نے اس کی آمد پہ خوش آمدید کہا : کیا یہ بھی سچ ہے کہ وہ یہاں سے جانے کے لیے تیار بیٹھا تھا ؟

کہا :

اس میں کوئی شک نہیں جس دن سے اس کے دل نے یہ تسلیم کیا کہ ایک دن اس نے یہاں سے ضرور جانا ہے اور کسی بھی طرح جانے سے رُک نہیں سکتا ۔ اسی دن سے جانے کی تیاری　　　　کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ایک دن تیار ہو گیا ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۷۶ جب اس سے پوچھا کہ :

کیا یہ سچ ہے ؟ کہ اس کا دنیا میں جینا اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی اور غرض و غایت نہیں اور نہ ہی کوئی دلچسپی ہے اور کیا یہ بھی سچ ہے ؟ کہ اُس کی نظروں میں دنیا کی کوئی بھی چیز کوئی وقعت نہیں رکھتی اس کی نظروں میں اللہ کے سوا ہر شے ہیچ و بے کار ہے وضاحت کریں

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۷۷ طالب کی دنیا میں مطلوب کا راج ہوتا ہے۔ طالب کو اپنے مطلوب کے سوا کسی اور شے کی طلب نہیں ہوتی۔ طالب مطلوب کی طلب میں اس قدر محو و منہمک ہوتا ہے کہ مطلوب کے سوا، مطلوب کی قسم، کسی اور شے کی کوئی طلب نہیں رکھتا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۷۸ سُبْحَانَ اللّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ! ایک دروازہ کھلا اَھْلًا وَّسَھْلًا مُبَارَکًا مُکَرَّمًا مُشَرَّفًا یہ اس منزل کی وادی کا آخری مقام ہے نہایت ہی نازک مقام۔ اس مقام سے آگے اور کوئی مقام نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۷۹ وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن، اور یہ خلوت کا مقام ہے، یہاں کوئی تیسرا داخل نہیں ہو سکتا اور جو اس مقام پہ گیا ہی نہیں، اس مقام کی کیا خبر دے سکتا ہے؟

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۷۸۰ یہ سب کیا ہے؟ یہ راہ ہے اور راہ، راہی کو شہر کے دروازے تک پہنچا کر ختم ہو جاتا ہے۔ مقام تک پہنچنے کے لیے راہ نما کی ضرورت ہوتی ہے، راہنما کے بغیر کوئی راہی اپنے مقام پہ نہیں پہنچ سکتا، شہر میں کیا ایک مقام ہوتا ہے؟ لاکھوں ہوتے ہیں۔ اور ہر مقام کے لیے ایک راہ ہوتا ہے جسے راہ نما کے بغیر کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۷۸۱ طالب جب مطلوب کی وادی میں داخل ہونے لگا دربان نے پوچھا تم کون ہو، یہاں کیسے آئے، کس نے بھیجا ؟ اس نے کہا کہ وہ ایک گنہ گار ذلیل بندہ ہے، اپنے رب کی عزت وعظمت والی بارگاہ رب ذو الجلال میں اپنے معبود کے حضور میں سجدہ کرنے آیا ہے، سچے دل سے پکی توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کرنے آیا ہے۔ اس پہ دربان خاموش ہو گیا، اشارے سے کہا۔ یہ تیرے اپنے مولائے کریم رؤف الرحیم کی وادی ہے، جہاں چاہے چلا جا۔ تجھے کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ یہ کہتا ہوا

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ!

وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَنَا عَبْدُہٗ مُذْنِبٌ ذَلِیْلٌ

وَاَنْتَ رَبِّیْ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

فَاعْفُ عَنِّیْ

اپنے مقصود و مطلوب و معبود کی وادی میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد پھر کسی کو پتہ نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہوا، وہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں لوٹا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۷۸۲ متوکل کے پاس کوئی زاد راہ نہیں ہوتا، صرف اللہ ہوتا ہے۔ ایک متوکل جنگلوں کی سیاحت کیا کرتا تھا۔ اپنے ساتھ صرف ایک مشکیزہ اور ایک عصا رکھتا۔ ایک جنگل میں اپنے عصا کی ٹیک لگائے آرام فرما رہا تھا کہ موت آگئی۔ ایک مدت اُسی عصا کے سہارے

وہیں کھڑا رہا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۸۳ گویا حال نے عملی نمونہ دے کر حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے واقعہ کی تصدیق کر دی اور ثابت کر دیا کہ حال ماضی کا شاہد ہے جس نے ماضی کو دیکھنا ہو، حال کو دیکھے جو شے ماضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھی۔ البتہ حال کو ماضی پر فضیلت حاصل ہے۔

الحمد للحی القیوم

ایسے اللہ کے مخلص بندے کیا گھر گھر ہوتے ہیں؟ کسی کسی زمانے میں کہیں کوئی ہوتا ہے۔ ہم ان کی خدمت میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں، نیازمندانہ سلام بھی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۸۴ منصور عاشقوں کا امام تھا جب اُسے سولی پر لٹکانے کے لیے تختہ پر کھڑا کیا گیا کہا کہ کھینچ لو کھینچ لو اب احمد مختار کی خاطر۔

عرش لرز گیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۸۵ عمارات کے انجنیئر، اینٹوں کی چنائی نہیں کیا کرتے۔ معماروں کی راہنمائی کیا کرتے ہیں

الحمد للحی القیوم

۱۷۸۶ حضرت خواجہ غریب نواز کا یہ درجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، غریبوں کی خدمت اور دین کی تبلیغ کی بدولت بلند ہوا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۸۷ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی برکت سے غریبوں کی خدمت اور غریبوں کی خدمت کی بدولت دین کی تبلیغ کی توفیق عنایت ہوئی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۸۸ گویا آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے کائنات کے محبوب، غریبوں کی خدمت سے مخدوم اور دین کی تبلیغ سے معین الدین بنے۔

مُبَارَکًا، مُکَرَّمًا، مُشَرَّفًا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۸۹ یہ تینوں عناصر:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، غریبوں کی خدمت اور دین کی تبلیغ، کبھی کبھی اور کہیں کہیں جمع ہوتے ہیں اور جہاں بھی جمع ہو جاتے ہیں، برکت ہو جاتی ہے اگرچہ وہاں ہو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۷۹۰ بلّی جب شکار لاتی ہے، خود نہیں کھاتی، بچوں کو کھلاتی ہے۔ بلّی کے کئی بچے ہوتے

ہیں، اور بلی نے بچوں کی باری مقرر کی ہوتی ہے۔ جس بچے کی باری ہوتی ہے، اسے شکار دیتی ہے۔ جس بچے کو شکار دیا جاتا ہے اکھانے لگ جاتا ہے۔ باقی بچے اپنی باری کے انتظار میں صبر سے بیٹھے رہتے ہیں، ہماری طرح اس پہ نہیں جھپٹتے

والدین اور بچے بلی سے سبق حاصل کریں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۹۱ صالحیت یہ ہے کہ:
بائیں جانب والے فرشتے کو کبھی لکھنے کا موقع نہ دیا جائے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۹۲ اللہ کرے۔ تجھ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو، جسے بائیں جانب والا فرشتہ قلمبند کر سکے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۹۳ کوئل کی کُو۔ آم کے باغ کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۹۴ اسلام کے تین درجے ہیں
نیچا، اونچا، بالا۔

ہم سب نچلے درجے میں ہیں ۔

اونچا درجہ اور نیچے لوگوں کو عنایت ہوتا ہے اور دین میں اونچے لوگ وہ ہیں جو اپنے علم پہ عمل کرتے ہیں، جن کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی، جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، کرتے ہیں اور ضرور کرتے ہیں۔ اور جن کاموں سے باز رہنے کو کہا جاتا ہے کبھی نہیں کرتے اور ہر حال میں کھڑے بیٹھے، لیٹے اللہ کے ذکر ہی میں لذت و راحت و سکون حاصل کرتے ہیں، دم بھر کے لیے بھی غافل نہیں ہوتے۔

یا اللہ! تیرے لطف و کرم سے ہم گنہ گاروں کو تیرے ذکر و طاعت کی ہمت و قوت و توفیق و استقامت عنایت ہو! یاحی یاقیوم! آمین!

ہمارے دل تیری یاد میں مصروف ہو کر ماسوا سے کلیتاً بے نیاز رہیں۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! اٰمِیْنَ!

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! اَنَا عَبْدٌ مُذْنِبٌ ذَلِیْلٌ وَّ اَنْتَ رَبِّیْ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ! اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ الْاَکْبَرُ فَاعْفُ عَنِّیْ! اٰمِیْنَ!

بالا درجہ بالا قسم کے لوگوں کو عنایت کیا جاتا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جو:

اپنے اللہ (رب العالمین عزّوجلّ) اور اپنے محبوب (آقا و مولا حضور اقدس و اکمل اکرم و اجمل، اطیب و اطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و ناموس پہ اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ ذرا سی گستاخی کی بھی تاب نہیں لاتے۔ ان کی شان کی آن کے مقابل میں اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور کبھی نہیں کرتے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۷۹۵ غیر مسلم معلم مسلم متعلم کی تربیت نہیں کر سکتا۔ مسلم معلم ہی مسلم متعلم کی تربیت کر سکتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۹۶ کبھی آپ نے یہ غور بھی کیا کہ:

اسلامیات کی اعلیٰ درجے کی تعلیم کی تکمیل امریکہ کی یونیورسٹی میں جہاں پروفیسر غیر مسلم ہوتے ہیں کی جاتی ہے۔ اسلامیات کی پی، ایچ، ڈی کی ڈگری کے معلم، غیر مسلم پروفیسر بعید از سمجھ ہے۔ ایک غیر مسلم معلم، مسلم متعلم کو اسلامیات کی اعلیٰ درجے کی کیا تعلیم دے سکتا ہے حالانکہ معلم خود مسلمان نہیں ہوتا۔ نہ اللہ پہ ایمان رکھتا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۹۷ معلوم ہوا، علم محض کوئی معنی نہیں رکھتا۔ علم کے ساتھ عمل لازمی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۷۹۸ سلوک کی منزل کے دو مقام اہم ہیں:

غلبۂ حال اور نظمِ ملبوت

اور یہ مدارج گنتی کے بندوں کو عنایت ہوتے ہیں، ہر کسی کو نہیں اور یہی دو مقام ہیں جن میں وہ مغلوب الحال ہو کر عالمِ ملکوت میں داخل ہو جایا کرتا ہے۔ سالکِ طریقت کیلیے کلی طور پر مغلوب الحال ہونا ضروری نہیں۔ وہ مغلوب ہوتا ہے لیکن منظوم بھی ہوتا ہے جبکہ

مجذوبِ طریقت کے لیے مغلوب الحال ہونا ضروری امر ہے۔

سالکِ طریقت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اپنی منزل کے حال کا مغلوب ہوتا ہے اور یہ غلبہ حکمتِ الٰہی کے تحت خیر پہ مبنی ہوتا ہے، کسی بھی طرح دور نہیں کیا جاسکتا سالک کا قلبوت منظوم ہوتا ہے۔ اس کا ہر قول و فعل، کھانے پینے، سونے جاگنے، اٹھنے، بیٹھنے، آنے جانے اور بولنے پہ پابند ہوتا ہے، آزاد نہیں۔ سالکِ طریقت کسی وقت مغلوک الحال بھی ہوسکتا ہے اور اپنی اس حالت میں وہ ایک قسم کا تنزل محسوس کرتا ہے کہ وہ بلندی کے مقام سے پستی کے مقام پہ آگیا ہے مگر مجذوبِ طریقت یعنی مغلوب الحال انسان چونکہ اپنی محبت کا عشق یا اپنے عشق کی محبت کسی ایسی چیز سے نہیں کیا کرتا جو اس کی ذاتی پسند کا انتخاب ہو اس لیے وہ اپنی ذات کا محسوب نہیں ہوسکتا اور نہ ہی مغلوک الحال ہوسکتا ہے جب کہ سالکِ طریقت اپنی تمام تر حالتوں کا محسوب بھی ہوگا اور محشور و منظوم ہوکر اپنی پستی اور بلندی کے مقامات کا مشاہدہ بھی کرتا ہے۔

مجذوبِ طریقت اپنے نفس کا عرفان حاصل کر کے اس میں کسی قسم کا دھوکا محسوس نہیں کرتا اور سالکِ طریقت اپنے نفس کا مکمل عرفان حاصل کر کے ذاتِ حق کی صحیح پہچان کر پاتا ہے۔

مجذوبِ طریقت اپنی ذات کا محسوب و محشور نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ حساب و حشر میں عامۃ المسلمین کے طریقے کا پابند یا مکلف ہوگا۔ اس امر کا امکان بھی موجود ہے کہ مجذوبِ طریقت کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کی مجدیت و بزرگی سے ہم کنار ہوکر بلندی اور عظمت کے اعلیٰ مقامات حاصل کر جاتا ہے بشرطیکہ وہ اپنی عقل سے بے گانہ ہوکر اس حسنِ مجوب یا حسنِ ظاہرہ میں فنا ہونے کی تمنا اور خواہش ظاہر کرے۔

اللہ تعالیٰ جن مسلمانوں کو اپنے حبیب و خلیل کی محبت کا عشق عطا کیا کرتا ہے، وہ

فنا کے مقام سے گزر کر بقا کا مقام حاصل کر جاتے ہیں۔ اسی لیے فنا و بقا یہ دو مقام ایسے ہیں جہاں پر پہنچ کر انسان کی زندگی راحتِ ابدی محسوس کیا کرتی ہے اور یہی دو مقامات اہم کہلاتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۷۹۹ دیکھنے والوں کو بتلانے کی ضرورت نہیں ہوتی جو جمعیت دید میں ہے شنید میں نہیں، دید کو شنید پہ فوقیت حاصل ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۰۰ حاسد کے لیے کسی آگ کے جلانے کی ضرورت نہیں ہوتی، اپنی ہی آگ میں جل کر بھسم ہوجاتا ہے۔ اس نے اپنے جلنے کا سامان اپنے پاس رکھا ہوتا ہے اور اسی میں وہ جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ سوکھی لکڑی کو۔"

حاسد سردار نہیں ہوسکتا، حاسد کو سرداری زیب نہیں دیتی اور حاسد کا دین میں کوئی مقام نہیں۔ دین کے جس میدان میں حسد داخل ہوجاتا ہے، ناکام ہوجاتا ہے۔

تبلیغ دین کا بہترین مقام ہے۔

یا اللہ اگر تیرے سے ورکر اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کے میدان میں بھی حسد داخل ہوگیا تو یہ بیچارے یہ سادہ دو نمبر بندے کدھر جائیں گے۔

الحمد للحی القیوم

۱۸۰۱ خبردار! تیری جدو جہد کے میدان میں کبھی حسد داخل نہ ہو۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۰۲ خود سوچیں کیا آپ حسد سے پاک ہیں؟

اگر نہیں تو کیوں؟

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۰۳ تیری تبلیغ کے میدان میں حسد داخل ہوگیا، ہائے ہائے:

یہ کیا ہوا اور کیوں ہوا؟

یہ حسد جو آج تیری نظروں میں کوئی بڑی چیز نہیں کہیں تیری برسوں کی محنت کو ضائع نہ کر دے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے باز رہنے کی بڑی تاکید فرمائی، فرمایا:

"حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو"

ہائے ہائے: توبہ توبہ:

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۰۴ سارے گاؤں کی گندم کی بھریوں کو بھسم کرنے کے لیے آگ کی ایک چنگاری کافی ہے۔ ہائے ہیں کیا ہوگیا۔ ہم ان باتوں سے عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے۔ اگر ہم نے اب بھی عبرت حاصل نہ کی، تو پھر کب کریں گے؟

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۰۵ انسانیت کی تعمیر کے معیار کا درجہ، انسانیت کی تعمیر پر موقوف ہوتا ہے اور انسانیت کی تعمیر انسانیت پر سب سے بڑا احسان ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۰۶ جو زکوٰۃ ہمیں دی جاتی ہے ہمارے ہی کام آتی ہے، جن کے لیے دی جاتی ہے یا جن کے لیے لی جاتی ہے، ان بے چاروں کو نہیں دی جاتی۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۰۷ اپنی زکوٰۃ آپ دو، دیکھ کر دو۔
بیوہ کو دو، یتیم کو دو، مسکین کو دو، بیمار کو دو، نادار کو دو، لاچار کو دو، مستحق کو دو، تسلا کر دو اور پوری دو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۰۸ وہ راہ، جس پہ کہ بندہ چل کر اپنے مولا تک پہنچتا ہے، منزل ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۰۹ ایک نے کہا کہ اسے کسی بھی عبادت کے بعد اتنی خوشی کبھی حاصل نہیں ہوئی جتنی کہ کسی غریب مخلوق کی خدمت کے بعد ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۱۰ شرم کر۔ اللہ دیکھتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۱۱ دُرست۔ اللہ تیرے ساتھ ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۱۲ تیرے لیے تیرا اللہ کافی ہے۔ یہاں اللہ کافی نہیں، وہاں کوئی کافی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۱۳ اللہ کا دوست کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوسکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۱۴ تمام القابات وخطابات ودرجات کسب کے ہوتے ہیں، نسب کے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۱۵ امن وسلامتی سے زندگی گزارنے والا بندہ کبھی ہجرت نہیں کرتا۔ جو بندہ زندگی سے تنگ

آجاتا ہے، ہجرت کرنے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔

ہجرت میں پانچ چیزیں بدل جاتی ہیں۔

وطن

پڑوس

زبان

کسب

رشتہ دار

اللہ نے ہجرت کرنے والوں کی شان میں یہ فرمایا، کہ :

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ	بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے
هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي	ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی
سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ	اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ
رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ	بخشنے والا مہربان ہے۔
رَّحِيمٌ۔	

(البقرۃ : ۲۱۸)

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا	سو جن لوگوں نے ہجرت کی، اور
مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي	اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری
سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُ	راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور قتل
كَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ	کیے گئے میں ضرور ان سے ان کے گناہ
وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي	دور کر دوں گا اور ان کو ایسے باغوں میں
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ	داخل کروں گا جن کے درختوں کے نیچے

عِنْدَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ	نہریں جاری ہیں۔ یہ بدلہ ہے اللہ کی طرف سے
حُسْنُ الثَّوَابِ ۔	اور اللہ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔

(آل عمران: ۱۹۵)

اللہ کا یہ فرمان ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے اللہ کے لیے مٹی کا ایک بے قدر گھر، بے وفا دوست اور ناپائیدار مال چھوڑا۔

سلوک کی منزل میں سالک دیارِ ہستی کا مہاجر ہوتا ہے اور مہاجر الی اللہ ہوتا ہے۔ ما شاء اللہ! اور ہجرت کے رتبے کو کوئی رتبہ نہیں پا سکتا جس نے اللہ کے لیے ہجرت کی اور اللہ کی طرف ہجرت کی، دیارِ ہستی کو خیرباد کہا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کہا۔ جن کا دنیا میں جینا اور مرنا اللہ ہی کے لیے رہا۔ اللہ کے سوا کوئی اور غرض و غایت مطلق نہ تھی، دنیا میں مسافروں کی طرح رہے اور دل کی دنیا میں اللہ کے سوا کسی اور چیز کو کبھی داخل ہونے نہ دیا اور کسی بھی رنگ میں کبھی داخل ہونے نہ دیا۔ مہاجر الی اللہ ہیں!

اور اللہ ہی اپنی راہ میں ہجرت کرنے والے مہاجرین کے مقام کا واقف ہوتا ہے واضح ہو کہ ایک معمولی دنیاوی ہجرت مہاجر کو تمام گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۸۱۶ وطن کا ترک کر دینا اگرچہ بڑی بات ہے، کوئی بات نہیں، لذات و خواہشات کا ترک کر دینا بہت بڑی بات ہے اور اللہ ہی کی توفیق و عنایت سے اللہ کے بندے لذات و شہوات و خواہشات کو ترک کیا کرتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۱۷ شفا مطب کا بہترین اشتہار ہے۔ جس دوا میں شفا ہو، اشتہار کی محتاج نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۱۸ کوئل مئی میں آتی اور اگست میں چلی جاتی ہے۔ جب آتی ہے گاتی ہے، جب جاتی ہے کرلاتی ہے۔ کوئل کی کوک سے آم کی گٹھلی میں گودا اور گودے میں رس پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئل آم کے رس کی خوشبو سے مست ہو کر ناز بھرے نغمے گاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۱۹ منڈی سے جب ناقص مال دساور جانا شروع ہو جاتا ہے، ناکام ہو جاتی ہے ورنہ جب تک مال کا معیار نہیں گرتا، منڈی کا وقار کبھی نہیں گرتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۲۰ دین کو جو گلہ دیندار پہ ہے، بے دین پہ نہیں، دین کی صفوں میں حسد داخل ہو گیا جیسے کہ بھیڑوں کے ریوڑ میں بھیڑیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۲۱ گویا گھاس کے ڈھیر میں آگ کی چنگاری گر گئی! ہائے!

الحمد للحی القیوم

۱۸۲۲ تیری نظروں میں مٹی و سونا یکساں ہوں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۸۲۳ بلند مقامات کے مقیم بے حد محتاط ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۸۲۴ عطاو ابتلا سے بے نیاز ہو کر چل۔ دونوں اللہ ہی کی طرف سے حکمت پہ مبنی اور تیری ہی بھلائی کے لیے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۸۲۵ خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ کا کردار پیدا کرو، خلافت ملے گی اِن شآءَ اللّٰہ کسی اور طرح کیسے مل سکتی ہے؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۱۸۲۶ خلفائے راشدین کے بعد پھر کسی کو اللہ کی کتاب پہ پورے عمل کی توفیق نصیب نہ ہوئی، ہر کسی میں کوئی نہ کوئی کمی ضرور رہی۔ پورے کے پورے بہت کم اسلام میں داخل ہوتے حالاں کہ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

"پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو، اور شیطان کی پیروی مت کرو"

اس امر پہ جتنا بھی غور کیا جائے کم ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۸۲۷ یہ کتاب اللہ کی کتاب ہے، بندوں کو زندگی کا پیغام سناتی ہے، کسی نے اس پیغام کو نہیں سنا، اسے پڑھا گیا، حفظ کیا گیا، قرأت کی دلکش طرزیں جاری کیں۔ لیکن اس کتاب پہ عمل نہیں کیا گیا۔ اس کتاب میں ہر شے ہے، ہم نے کسی بھی شے کو اس میں سے نہیں ٹٹولا۔ یہ کتاب اپنے قاری کو ماسوا سے مستغنی و بے نیاز کرتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۲۸ اس کتاب کے احکام پہ چل۔ تیری کوئی بھی چیز اس کے کسی حکم کے خلاف نہ ہو۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۲۹ یا حی یا قیوم! تیرے لطف و کرم سے تیرے حبیب اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو تیری کتاب قرآن عظیم و کریم و حکیم پہ عمل کی توفیق نصیب ہو۔ یا حی یا قیوم!

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! اٰمِیْنَ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۳۰ اپنی قوم کا خادم بن۔ بے لوث مخلص اور وفادار خادم! تیری قوم تیری خدمت پہ نازاں ہو

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۳۱ خادم ہر کسی کا خادم ہوتا ہے اور غیر جانبدار ہوتا ہے، تیری غیر امتیازی خدمت کبھی رائیگاں

نہیں جا سکتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۳۲ دین کی ہر بات کو دنیا کی ہر بات پر ترجیح دو اور دین کے مقابلے میں دنیا کی کسی بھی بات کو کوئی وقعت مت دو۔ گویا تونے دین کو بلند کیا۔ محض باتوں سے کبھی کچھ نہیں ہوا اور کبھی کچھ نہ ہوگا۔ زندگی کے میدان میں کردار پیش کر اور یہ ختم الکلام ہے۔

الحمد للحی القیوم

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ؛ اَنَا عَبْدٌ مُذْنِبٌ ذَلِیْلٌ وَ اَنْتَ رَبِّیْ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ؛ فَاعْفُ عَنِّیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

۱۸۳۳ دانتوں سے نکلا ہوا ریزہ جو تیری نظروں میں کچھ بھی نہیں، ہزار کیڑیوں کی خوراک ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۳۴ جب تک کسی تھیوری کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا اُس کے حسن و قباحت پر تبصرہ نہیں کیا جا سکتا۔ تھیوری کی تکمیل عمل کی محتاج ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۳۵ علم کی جو تشریح عمل میں لانے کے بعد لکھی جاتی ہے کایا پلٹ ہوتی ہے جس قوم نے بھی دنیا میں ترقی کی علم پہ عمل کر کے کی، اور علم کی تکمیل بھی عمل ہی سے کی نہ کہ مطالعہ سے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۳۶ نوجوان جب عزم بالجزم سے دین کی طرف آتا ہے دین خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتا
دین کو جو ناز ہے ، نونہالوں پہ ہے ، بوڑھا اگر اللہ اللہ کرتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا مگر
یہ اور صرف یہ کہ بخش دیا جاتا ہے اور یہ اس کے لیے کافی ہے ۔ جب نوجوان توبہ کرتا ہے
یا اللہ کی راہ میں کوئی عزم لے کر عمل کے میدان میں اترتا ہے تو اللہ کا دین ماشاءاللہ
پھولے نہیں سماتا ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۳۷ ملت کے نوجوانو !
ملت کو تقویت پہنچانے کے لیے ملت کی طرف رجوع کرو ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۸۳۸ کسی کی مخالفت کسی کا بال بیکا نہیں کر سکتی ۔ کسی بھی مخلوق کو اور کسی بھی مخلوق پہ کوئی تصرف
حاصل نہیں اور کوئی قدرت حاصل نہیں مگر اللہ کے حکم سے ۔ جب تک حکم نہیں ملتا کوئی
بھی اور کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا ۔ جو شے اللہ نے جس کی قسمت میں لکھی ہے
اسی کو ملنی ہے اور ضرور ملنی ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۳۹ کردار کی سیڑھی تیار کرو ، اللہ کی رحمت اترے گی اور ضرور اترے گی ۔ ان شاءاللہ ، خلافت
بھی سیڑھی ہی کے ذریعے اترا کرتی ہے ۔ خوب یاد رکھ ؛ خلافت اترنے کے لیے سیڑھی

کی ضرورت ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۴۰ ہیرا بچپن بھی ہو، ہیرا ہے۔ تاج میں ہو، یا گدھے کے گلے میں۔ گدھے کی مصاحبت ہیرے کی شخصیت واصلیت پہ اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۴۱ عموماً جو مخلص ہوتا ہے، مفلس ہوتا ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۴۲ جیسے کہ پہلے آپ کی خدمت میں کئی بار عرض کیا جا چکا ہے۔

یہ کتاب

قرآنِ کریم، قرآنِ حکیم، قرآنِ مجید، فرقانِ حمید، اللہ کی کتاب ہے، بندوں کو زندگی گزارنے کا پیغام سناتی ہے، زندگی کا جو ضابطہ اسلام نے پیش کیا کسی اور مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی، نہایت سادہ، سہل، مقبول الفطرت اور ہر کوئی ہر حال میں آسانی سے اپنا سکتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھا گیا حفظ کیا گیا، ریشم کے رومالوں میں لپیٹ کر الماریوں میں رکھا گیا، تفاسیر لکھی گئیں، مختلف موضوعات پہ بحث کے لیے آیات منتخب کی گئیں لیکن وائے افسوس! اس کتاب پہ عمل نہیں کیا گیا اگر اس کتاب پہ عمل کیا جاتا تو مسلمان کو ایسے دن دیکھنے کبھی نصیب نہ ہوتے مسلمان نے اللہ کو مانا، اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا، اس کتاب کو

مانا لیکن نامعلوم کیوں اس بے چارے کو اس پر عمل کی توفیق نہ ہوئی۔

یا اللہ! اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ قائم دائم رہنے والی نبوت و رسالت کی عزت و ناموس کے صدقے اپنے اس بھولے بھالے مسلمان کو اپنی کتاب پہ سو فیصدی عمل کی توفیق بخش: یاحی یاقیوم! آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۸۴۳ اتحاد اسلام کا عمود ہے۔

اتحاد دین کی بنیاد ہے۔

اتحاد ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔

اتحاد اسلام کی جان ہے۔

متحد ہو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۸۴۴ انتشار مت پھیلا۔

ملت کے نونہالو! اللہ کے لیے اختلافی باتوں کے پیچھے مت پڑو، کوئی کردار پیش کرو مسائل نہیں۔ فضائل پیش کرو۔ فضائل کے بغیر مسائل کوئی وقعت نہیں رکھتے، کسی کام نہیں آتے اور کوئی گل نہیں کھلاتے، ملک و ملت کی ترقی اتحاد پہ موقوف ہے۔ جب بھی کوئی قوم ایک مرکز پہ متحد ہوئی، کامیاب ہوئی اور انتشار، الاماں، الاماں! الاماں! قوموں کی تباہی کا موجب ہے۔

الحمد للحی القیوم

۱۸۴۵ محبت کے بغیر اِتباع اور اتباع کے بغیر محبت ناممکن ہے اور نامقبول۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۴۶ ظلم مت کر، ظالم کی حمایت مت کر۔ جہاں تک ہو سکے مظلوم کی مدد کر۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۴۷ کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں۔ ہر شے کا آغاز و انجام میرے اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، (اور آئندہ ہو گا) میرے اللہ ہی کے حکم و حکمت ہی سے ہو رہا اور اسی طرح ہو رہا ہے، جیسے کہ ہونا چاہیے۔ دنیا میں بسنے والی کوئی بھی مخلوق خود مختار نہیں ہر مخلوق کی چوٹی کے بال میرے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں اور بلا ارادتِ الٰہی کوئی بھی مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی۔ جب تک کسی سالکِ طریقت کو ایمان و یقین کا یہ مقام حاصل نہیں ہوتا، سلوک کی وادی کو کبھی عبور نہیں کر سکتا، خواہ سر کے بل کنوئیں میں لٹکے اور یہ مقام زبانی کلامی تو ہر کسی کو حاصل ہوتا ہے، عملی طور پر نہیں۔

ایک نے کیا خوب کہا۔

کہ کون کہتا ہے کہ وہ اللہ کی تلاش میں پھرتا ہے۔ وہ تو اللہ کے بندے کی تلاش میں پھرتا ہے، اور جب تک اسے اللہ کا بندہ نہیں ملتا، اللہ کی قسم، اللہ نہیں ملتا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۝

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۴۸ دنیا کی کوئی طاقت

اللہ کی رحمت کو نہیں روک سکتی اور نہ ہی کسی کو اللہ کے قہر سے بچا سکتی ہے

اَلحَمْدُ لِلحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۴۹ بددیانت دنیا میں اُبھرا، چمکا، عروج کو پہنچا، پھر زوال پذیر ہوا، غروب ہوا اور مٹ گیا
ہر بددیانت کا یہی حشر ہوتا ہے اور دیانتدار اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوتا ہے
کبھی نہیں مٹا۔ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور اللہ ہر دیانت دار کی دیانت کا تذکرہ قیامت تک
اپنے نیک بندوں کی زبانوں پہ زندہ رکھتا ہے۔

اَلحَمْدُ لِلحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۵۰ جو آدمی مکر و فریب سے دولت کماتا ہے، رذیل و کمین ہے اس کی راہ اختیار مت کر
اور کبھی مت کر، فاقہ مستی سلوک کی منزل کا ایک مایہ ناز اثاثہ ہے۔

اَلحَمْدُ لِلحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۵۱ اسے بھی عجیب ہوتے ہیں، من مانی کرتے ہیں۔

اَلحَمْدُ لِلحیّ القیّوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۵۲ ایک نے کہا:
کہ وہ کبھی خوش نہیں ہو سکتا، دنیا کی کوئی نعمت اسے خوش نہیں کر سکتی۔ اگرچہ
بظاہر وہ ہر وقت خوش رہتا ہے"

پوچھا کیوں ؟ کہا کہ سکرات الموت، عالم نزع اور قبر کی لحد میں اس کی میت کو رکھ کر ہزاروں من مٹی کے نیچے دبا دینا ہمیشہ اس کے سامنے ہے، اللہ کا شکر و احسان ہے کہ یہ تینوں خوفناک مناظر کسی بھی وقت اس کے ذہن سے دور نہیں ہوتے اور یہی تینوں اسے کسی بھی خوشی پر خوش ہونے نہیں دیتے اور نہ ہی دنیا میں جی لگنے دیتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۵۳ دیکھے بغیر لکھنے والا کیا لکھ سکتا ہے ؟ دیکھا تو کسی نے ہے ہی نہیں، لکھنا کیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۵۴ ملت اسلامیہ کی بقا اتحاد بین المسلمین پر موقوف ہے۔ اتحاد بین المسلمین، زندہ باد۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۵۵ صفر جو تیری نظروں میں کچھ بھی نہیں، ایک عجیب شے ہے گو اکیلا کچھ بھی نہیں مگر جب کسی ہندسہ کے آگے لگادی جاتی ہے تو اس کی قدر و قیمت دس گنا بڑھا دیتی ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۵۶ اسلامی، پاکیزہ، قابل رشک، قابل تقلید اور خوشگوار ماحول اور اپنی نسبت کا کردار پیدا کر۔ بلا کردار نسبت چہ معنی دارد ؟ قول بلا عمل کوئی اہمیت نہیں رکھتا جو کہتے ہو کر کے دکھاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

تم وہ بات کیوں کہتے ہو، جو کرتے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۵۷ قول جسم اور عمل روح ہے، روح کے بغیر جسم محض مٹی کا تودہ ہے۔
جس قول پہ کہنے والے کا اپنا عمل نہیں ہوتا کسی دل میں نہیں اُترتا۔ اکثر اوقات بحث کا موضوع بن جاتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۵۸ قول و عمل کے تضاد کی کمی، ملی کمی ہے، میری اور آپ ہی کی نہیں، دنیا بھر کے مسلمانوں کی کمی ہے اور جب تک یہ کمی دور نہیں ہوتی، اللہ کبھی راضی نہیں ہوتے اور جس شان و شوکت کے دینے کا اللہ نے مومن کے لیے وعدہ کیا ہوا ہے، ہماری کس کرتوت پہ عنایت فرمائیں جب تک ہم اس کمی کو پورا نہیں کرتے ہماری نام نہاد دینی جدوجہد کی انتہا کھانے کی پلیٹ تک ہی محدود رہے گی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۵۹ حدیث ارشاد مصطفےٰ اور سنت کردار مصطفےٰ ہے اور
جناب رسول اللہ علیہ وسلم کا کردار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے عین مطابق تھا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۸۶۰ تیرا کوئی غضب تیرے صبر کی فتح کو شکست نہ دے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۸۶۱ قبروں میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ قبروں والے قیامت تک پچھتاتے ہیں کہ دنیا میں کیوں کام نہ کیا اور تمام کاموں سے افضل کام اللہ کا ذکر اور اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۸۶۲ یَا اَللّٰہُ! یَا رَحۡمٰنُ! یَا رَحِیۡمُ! یَا حَیُّ! یَا قَیُّوۡمُ! یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ!

یا اللہ! تیرے یہ گناہ گار و خطا کار بندے اپنی اپنی قبروں میں اور کیسے کیسے حالوں میں بے بس و لاچار و مجبور ہیں کسی بھی طرح اِدھر اُدھر سرک تک نہیں سکتے۔

یا اللہ! تیری عزت و عظمت والی بارگاہِ ربِ ذوالجلال والاکرام میں ہر آدمی کو ہر وقت جو بھی وہ چاہے، دعا کی اجازت ہے۔ نیز یہ بھی اجازت ہے۔ نیز یہ بھی اجازت ہے اپنا مال جہاں پسند کرے، خرچ کرے۔

یا اللہ! اگر تیرے اس گنہگار و خطا کار بندے کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی جمع ہے وہ سب تیرے حبیبِ اقدس اور میرے مولائے کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مُردوں کو بخشیں اور ان مردوں کو بخشیں جو قبروں کے عذاب و فتنات میں مبتلا ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؛ اٰمِيْن اٰمِيْن اٰمِيْن

یا اللہ! میری زندگی کی تمام نیکیاں جو بھی میرے نامۂ اعمال میں ہوں، سب کی سب جناب حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مردوں کو بخشیں۔

یَا حَیُّ ! یَا قَیُّوْمُ ! تَقَبَّلْ ! اٰمِيْن اٰمِيْن اٰمِيْن !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۸۶۳ ایک یہ کتا ہوا مبتغات سے چار ہا تھا کہ۔

ہر شئے کو پی کر دیکھا، ایک ایک کر کے پی کر دیکھا کہ کسی بھی شے سے اسے کیوں نشہ نہ چڑھا؟

ایک نے بازو سے پکڑا اور کہا،

اس مائدہ پہ دستر خوان بچھا، واپس مت جا! اللہ وہ مائدہ حضرت اقدس و اکمل و اجمل و اکرم و اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مقدسہ کی اتباع و تشہیر ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۸۶۴ صدیاں گزریں۔ اس باغ کو پانی نہیں دیا گیا، نہ ہی اس کی نلائی کی گئی۔ الحمد للہ! کیسی اچھی زمین ہے، پھر بھی ہرا بھرا ہے۔ کوئی بھی پودا نہیں سوکھا، بالکل نہیں کملایا، صرف ایک کمی ہے کہ پھل نہیں لاتا۔ یہی حال علم کا ہے۔ علم پڑھا جاتا ہے، پڑھایا جاتا ہے، سیکھا جاتا ہے اور سکھایا جاتا ہے لیکن اس پہ عمل نہیں کیا جاتا۔ اس حال میں صدیاں گزریں۔

یا اللہ! ہمیں اس علم پہ عمل کی توفیق عنایت فرما؛ یا حی یا قیوم! آمین!

الحمدللحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۸۶۵ اُمید دراز مت کر، موت قریب ہے۔

الحمدللحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۸۶۶ ابتلائے ماضی پہ شکوہ کی بجائے عطائے حال پہ شکر کر۔ یہ سمجھ کر یہ نعمت جو مجھ کو عطا ہے کسی گزری ہوئی مصیبت پہ صبر کا اجر ہے

الحمدللحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۸۶۷ صفت وہ ہے جس کی اغیار صفت کریں۔

الحمدللحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۸۶۸ حال خاص، قال عام ہے۔ حال کا اخفا، اور قال کا اظہار ضروری ہے۔

الحمدللحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۸۶۹ کیا تم نے مرنا نہیں، قبر میں نہیں جانا، کسی کو حساب نہیں دینا جو ایسی باتیں کرتے ہو۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کی طرف رجوع کرو۔ یہاں سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ وَمَا عَلَیۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ

الحمدللحی القیوم
فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

١٨٧٠ اوّل تو کچھ مت بن اگر بننا ہی ہے تو خاک بن۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

١٨٧١ جو بننا چاہتے ہو وہ کردار پیدا کرو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ہر روز ایک مرتبہ پڑھا: سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ ط سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ط سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى ط تو وہ شخص موت سے پہلے اپنا ٹھکانہ جنت میں دیکھ لے گا یا کسی اور کو دکھایا جائیگا

(کنز العمال جلد اوّل صفحہ ٢٠٥ شمارہ ٣٨٩٨ / ترتیب شریف جلد چہارم صفحہ ١٢٢)

١٨٧٢ انسان کا مقام بہت بلند ہے۔ اللہ نے ہر شئے کو کن سے اور انسان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اپنی صورت پہ پیدا کیا۔ اپنے لیے پیدا کیا ہر شئے اس کے لیے پیدا کی اور اسے اپنے لیے تمام فرشتوں کو سجدے کا حکم دیا گویا میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو جبرئیل نے بھی سجدہ کیا، میکائیل نے بھی کیا، اسرافیل نے بھی کیا پھر اپنا خلیفہ بنایا، خلیفہ کو علم و مقام و اختیار کا ہونا ضروری ہے جسے علم و مقام و اختیار نہیں، وہ خلیفہ کیسا، گویا بندے کو دنیا میں امن و سلامتی قائم کرنے کے لیے بھیجا۔ پھر بندوں کی رہنمائی کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار رسولؑ بھیجے۔

ہر رسولؑ نے یہی تعلیم دی۔

اللہ پہ ایمان لاؤ، نیک عمل کرو، جو میرے بعد رسولؑ آئے، اس پہ ایمان لاؤ،

جناب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتوں کی تعلیم دی۔ توحید و عمل صالح تیسری، حجۃ الوداع کے دن فرمایا:

میں آخری نبی ہوں، تم آخری امت، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ گویا میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت اور یہ شرف کسی اور اُمت کو نہیں نصیب ہوا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۸۷۳ پھر ساری دنیا میں سے اپنے خاص تعلق والے بندے منتخب فرمائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مخلوق میں سے ۳۰۰ بندے ایسے ہوتے ہیں، جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور ۴۰ بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور ۷ بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور ۵ بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور ۳ بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور ایک بندہ ایسا ہوتا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتا ہے۔

جب ایک فوت ہوجائے تو اس کے بدلہ میں تین میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے۔ اور جب تین میں سے ایک فوت ہوجائے تو اسکی جگہ پانچ

میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب پانچ میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ سات میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ چالیس میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ تین سو میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عام لوگوں میں سے ایک شامل کیا جاتا ہے پس ان کے سبب اللہ تعالیٰ زندگی، موت، بارش، پیداوار اور مصیبتیں دور فرماتا ہے۔ اللہ کے چنے ہوئے بندوں کی تعداد ہمیشہ قائم رہتی ہے اور جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اسی تعداد میں سے ترقی کر کے اس کی جگہ کو پُر کیا جاتا ہے پھر اللہ اپنی ساری خدائی میں سے کسی ایک خوش نصیب بندے کو تین سو کی کمی کو پورا کرنے کے لیے چنتا ہے۔ اللہ اللہ ماشاءاللہ ان بندوں کی شکلیں تو ہم ہی سی ہوتی ہیں۔ دل ہمارے سے جیسے نہیں ہوتے اور انسانیت کی ہر شے دل کے حال پہ موقوف ہے شکل و صورت پہ نہیں اللہ نے اپنی رحمت، برکت، فتح، نصرت کے نزول کے تین اصول وضع فرمائے اور وہ کردار و خصائل ہیں فرمایا " یہ اخلاق پیدا کرو، یہ کردار پیدا کرو، یہ خصائل پیدا کرو" بے شک کردار کے بغیر ایمان مردوں کی منڈی میں کوئی قیمت نہیں پاتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۸۷۴ خصلت انسانیت کی وہ صفت و سفارش ہے جو کبھی نظر انداز نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۸۷۵ خصلت باقیات الصالحات ہے جس کا تذکرہ اللہ کے نیک بندوں کی زبانوں پر قیامت تک جاری رہتا ہے۔ کسی بھی زمانے میں کبھی بند نہیں ہوتا۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۷۶ طریقت کے معنی شریعت کی اتباع اور شریعت کی اتباع تلوار کی دھار پہ چلنے کے مترادف ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۷۷ شریعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور طریقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ گویا شریعت، طریقت کی جڑ ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۷۸ کلام متکلم سے عمل کا مطالبہ کرتی ہے جس کلام پہ متکلم کا عمل نہیں ہوتا، فتنے کا موجب ہوتی ہے، اپنے فعل سے اپنے قول کی تصدیق کر ورنہ چپ رہ۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۷۹ اپنے عقیدہ کی تصدیق میں اپنا عمل پیش کر۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۸۸۰ خالق و مخلوق اور مالک و مملوک کے معاملات میں مخل ہونا عبدیت کی حماقت ہے۔

اللہ خالق و مالک اور ارض و سماء کی ہر شئے حیوانات و نباتات و معدنیات و جمادات مخلوق و مملوک ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۸۱ اپنی غلاظت سے کسی کو کراہت نہیں ہوتی۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۸۲ ہمارا اپنے محسن اعظمؐ کی شان میں بحث کرنا ہماری بہت بڑی کمی اور بہت کم نصیبی ہے۔ اللہ رب العالمین کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہو گی اور کون بیان کر سکتا ہے؟

نبوت و رسالت کے مدارج ہمارے فہم و ادراک میں پوری طرح نہیں آ سکتے ہمارے قیاس و گمان سے کہیں اولیٰ و بالا ہیں۔ پھر ہم نبوت و رسالت کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں۔ ہر محب اپنے حبیب کی شان پہ خوش اور نکتہ چینی پہ ناخوش ہوا کرتا ہے اگرچہ گنگار ہو۔ اللہ رب العالمین کے حبیب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے تو کیا کہنے۔

یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم، یا حی یا قیوم، یا ذالجلال والاکرام ہمیں اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و سیرت بیان کرنے کی توفیق مرحمت فرما! آمین۔

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۸۳ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مخلوق کو توحید سے متعارف فرمایا۔ اس سے

افضل اور کیا مقام ہو سکتا ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمایا کہ، یہ کلام قرآن کریم اللہ کی کلام ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۸۴ رب کے معاملات سبب کے محتاج نہیں ہوتے اور کائنات کے تمام معاملات دینی ہوں یا دنیوی، ظاہری ہوں یا باطنی حقیقتاً اسے جانِ من! میرے رب ہی کے معاملات ہیں اور میرا رب، رب ذوالجلال والاکرام، اپنے جس معاملے کو جس بھی سبب سے جیسے چاہے کرواتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

۱۸۸۵ کل کائنات کُن کہہ کر پیدا کی اور امر کن ہی کے تحت نقل و حرکت پہ گامزن ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۸۶ لطافت میں پرواز اور کثافت میں پستی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۸۷ ہوا نیچے سے اوپر کو اور بارش اوپر سے نیچے کو گرا کرتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۸۸۸ انسانیت نے جور و ستم کے کیا کیا دور دیکھے۔ ایک دور یہ بھی دیکھا کہ سکھ سردار آٹے میں مکھیاں گوندھ کر مسلمانوں کو کھلاتے پھر جب ان بے چاروں کو الٹیاں شروع ہوتیں تو قہقہے لگا لگا کر اپنا دل بہلاتے۔ اللہ اللہ! توبہ توبہ!

راستہ چلتے کسی سکھ کو کوئی مسلمان مل جاتا، کام تو نہ ہوتا، اس کے کندھے پہ بازو رکھ کر کہتے "چل اوئے! بانہہ سیہوں ٹنگی چل۔"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللّٰھم انصرنا علیٰ کلّ عدوّ صغیرًا او کبیرًا کان ذکرًا او انثیٰ حرًّا وعبدًا و شاھدًا و غائبًا وضعیفًا و شریفًا مسلمًا وکافرًا و لا تسلط علینا من لا یرحمنا و لا یخاف منك یا اللہ یا احد یا صمد یا رب یا شکور یا غفور برحمتك اغثنی یا من ھو یا لا الہ الا ھو بسم اللہ مجرٖھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین ط برحمتك یا ارحم الراحمین

اے اللہ! ہمیں ہر دشمن پر غالب کر دے خواہ دشمن چھوٹا ہو یا بڑا مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، حاضر ہو یا غائب، کمزور ہو یا شریف، مسلمان ہو یا کافر اور ہم پر کسی ظالم کو مسلط نہ فرما کہ وہ تجھ سے خوف نہیں رکھتا۔ اے اللہ! اے احد! اے بے نیاز! اے پروردگار! اے شکر قبول کرنے والے! اے بخشنہار! اپنی رحمت سے میری فریاد رسی فرما۔ اے وہ ذات کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں! اللہ کے نام سے چلنا ہے

اور اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں ۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے
اور اللہ اپنی افضل مخلوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل
پاکؑ اور صحابہ کرامؓ سب پر اپنی رحمت سے صلوٰۃ بھیجے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۸۹ کفایت شعاری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ؟
ایک نانی جی نے ایک سیر کھانڈ پانچ سال رکھی اور مرتے وقت بہو جی
کو رپورٹ میں دے کر مری ۔

فَاعْفُ عَنَّا فَاِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ ۔ یَا عَظِیْمَ الْعَفْوِ یَا نِعْمَ النَّصِیْرِ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۹۰ ہمارے اباؔ تین سال بعد جب پہلی چھٹی آئے پچیس روپے لائے ۔ دادا جان لوٹ
پوٹ ہو گئے ۔ سارے پنڈ میں مشہور ہوا کہ فلاں لڑکا آج چھٹی آیا ہے اور پچیس روپے
لایا ہے ۔
اس وقت سپاہی کی تنخواہ سات روپیہ ماہوار ہوتی جس میں سے کھانا اور
پہننا اس کا اپنا ہوتا تھا ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۸۹۱ ہمارے حضرت صاحب سالانہ دورے پر تشریف لاتے بستی میں ان کا پرتپاک استقبال
ہوتا جس گھر میں مہمان ہوتے مرید ایک دونی نیاز پیش کرتا حضرت صاحب قبول

فرما کر دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہو جاتے اور آج سے ستر سال پہلے ایک دونی بڑی چیز ہوتی۔

میرے باپ نے میرے لیے ایک گائے چودہ روپے میں خریدی جو تین سیر دودھ دیتی۔

چمار یہ کہتے کہ کوٹھے کی چھت کے موگھے بند کر لو کہیں کوئی زمیندار مکئی نہ پھینک جائے۔ ایک روپے میں دو من مکئی عام بکا کرتی۔

ایک بازار میں ایک چھکڑا اخربوزوں کی قیمت بارہ آنے پڑی۔

ایک گڈا سوکھی لکڑیوں کا چار روپے میں بکا۔

ڈھائی آنے مرغی کی اور چار روپے بکری کی عام قیمت ہوتی۔

عام بیل کی قیمت چالیس، بھینس کی پچاس اور گھوڑی کی زیادہ سے زیادہ ساٹھ روپے ہوتی۔

ایک بانسلی میں ایک سو روپیہ آتا اور ایک سو روپیہ بڑی مالیت ہوتی۔ کمر پہ باندھ کر چلتے اور فخر سے کہتے کہ کمر کو بانسلی باندھ کر فلاں کام کے لیے چلا۔

بڑے بڑے گھروں کے سرمایہ کا معیار سینکڑوں تک ہی محدود ہوتا۔

تین آنے سیر گوشت اور آٹھ آنے سیر خالص گھی عام ملتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

۱۸۹۲ بندہ جب صدقِ دل سے یہ تسلیم کر لیتا ہے کہ اس کے مطلب کی کوئی بھی شے اس کے اللہ کے سوا کسی کے بھی پاس نہیں اور نہ ہی کسی کے مطلب کی کوئی شے اس کے پاس ہے۔ اللہ کا بندہ بن جاتا ہے۔ پھر اللہ اس کے ایمان کی تکمیل فرما کر اسے اپنے پاک

پردوں میں چھپا لیتے ہیں۔اس کے وکیل وکفیل ونصیر بن جاتے ہیں اور جس بندے کو اللہ کی وکالت وکفالت ونصرت نصیب ہو۔سبحان اللہ! ماشاء اللہ! گویا ہر شے نصیب ہوئی۔بندے بندوں کو اللہ کے لیے دوست رکھا کرتے ہیں۔صرف اللہ کے لیے۔جو دوستی اللہ کے لیے نہیں ہوتی، عارضی، بے بنیاد اور پریشانی کا موجب ہوتی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

اللہ کے لیے دوستی رکھنے والے بندے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اور ان کے مقام پر جو اللہ نے انہیں اپنی دوستی کی بدولت عنایت فرمایا ہوتا ہے۔شہداء، انبیاء علیہم السلام تک رشک کریں گے۔گویا بندوں کا بندوں سے اللہ کے لیے دوستی رکھنا سب سے بڑا مقام ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۸۹۳ ایک بندے کی ایک بندے سے اللہ کے لیے دوستی ایک حکایت ہوتی ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۸۹۴ اللہ کے لیے دوستی کی حکایت کی روئیداد جب اخلاص کے دفتر میں تصدیق کے لیے پہنچتی ہے۔دھوم مچ جاتی ہے۔چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑی بڑی بحث ہوتی ہے۔دنیا بھر کی داستانوں میں کبھی کوئی داستان قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے ہر کوئی نہیں اور اہل داستان کسی کی بھی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ہر حال میں اپنی منزل پر گامزن، اور مہرو ماہ کی طرح ثابت قدم رہا کرتے ہیں۔

الحمدللہ الحی القیوم

۱۸۹۵ اَلْعَالِمُ مَنْ یَّعْمَلُ عَلٰی عِلْمِہٖ ؕ

عالم وہی ہے جو اپنے علم پر عمل کرے

اخبرنا الحسن بن بشر قال حدثنی ابی سفیان عن ثوبر عن یحیی بن جعدۃ عن علی قال یا حملۃ العلم اعملوا فانما العالم من عمل بما علم ووافق علمہ عملہ وسیکون اقوام یحملون العلم لا یجاوز تراقیھم یخالف عملھم وتخالف سریرتھم علانیتھم یجلسون حلقا فیباھی بعضھم بعضا حتی ان الرجل لیغضب علی جلیسہ ان یجلس الی غیرہ ویدعہ اولٰئک لا تصعد اعمالھم فی مجالسھم تلک الی اللہ ؕ

حضرت حسن بن بشر، ابوسفیان، ثوبر، حضرت یحییٰ بن جعدہؒ سے منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اپنے علم پر عمل کرو کیونکہ عالم وہی ہے جو اپنے علم پر عمل کرے اور اس کا علم اس کے عمل کے موافق ہو اور قریب ہے کہ ایسی قومیں ہوں گی کہ وہ لوگ علم حاصل کریں گے لیکن ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہوگا اور ان کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف ہوگا۔ حلقے حلقے ہو کر بیٹھیں گے اور وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں فخر کریں گے یہاں تک کہ آدمی اپنے ہم مجلس پر اس وجہ سے ناراض ہوگا کہ وہ اور شخص کے پاس بیٹھنے لگا اور اسے چھوڑ دے گا۔ ان لوگوں کے اعمال جو اُن لوگوں کے جلسوں میں ہوتے ہیں اللہ سبحانہٗ کے پاس نہیں جائیں گے۔

(سنن الدارمی الجزء الاول صفحہ ۸۹ شمارہ ۳۸۸)

۱۸۹۶ حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ :

جب تخت و تاج سے دست بردار ہو کر اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں نکلے آپ نے اپنے راستے میں ایک پتھر دیکھا اس پہ لکھا تھا "مجھ کو الٹ کر پڑھ" جب

انھوں نے الٹا، یہ لکھا دیکھا :

" اپنے علم پر عمل کر "

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۸۹۷ نسب مت بدل ۔ کسب مت بدل ۔ قصد مت بدل ۔ عزم مت بدل ۔ طلب مت بدل مطلوب مت بدل اور محبوب مت بدل ۔ کامیاب ہو گے ! ان شاءاللہ ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۸۹۸ ایک اللہ کے بندے سے پوچھا کہ کس طرح اس نے دنیا سے فراغت حاصل کی ! کہا کہ اس نے ماں سے پوچھا کہ " اگر وہ آج مر جاوے تو کیا کرے " کہنے لگی کہ " میں نے کیا کرنا ہے ، رو دھو کر صبر کر لوں "

یہ سُن کر اس نے اپنی ماں سے کہا کہ :

" میری ماں ! سمجھ کہ تیرا اکلوتا بیٹا آج مر گیا اور مجھے اسی طرح بھول جا جیسے کہ مرنے پر بھولنا تھا ، مجھے میرا شوق پورا کرنے دے ، تیری مامتا میری راہ میں مخل نہ ہو "

سبحان اللہ ! الحمدللہ ! کیسی بڑی ماں تھی ، ہنسی خوشی سے اور ہمیشہ کے لیے اکلوتے بیٹے کو اللہ کے حوالے کر دیا ۔

صرف ایک بات پوچھی " کہ کب واپس لوٹو گے " ! اس پہ اُس نے کہا " کہ اگر اسے کبھی بھی لوٹنے کا حکم نہ ملا تو وہ کیا کر سکے گا "

اکلوتے بیٹے کو جیتے جی اللہ کے حوالے کر دینا کافی ہمت کا کام ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

1899 کل سے آج اور آج سے کل کے لیے عبرت حاصل کر۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

1900 ہم نے کوئی ترقی نہیں کی، بالکل نہیں کی، ذرّہ بھر بھی نہیں کی، اگر یہی حال رہا آئندہ بھی نہیں کر سکیں گے۔ تیرہ سو پچانوے سال گزر چکے، ابھی تک ہم اس بات پہ متفق نہیں کہ ذکرِ الٰہی اونچی آواز سے ہو یا نیچی سے اور ذکرِ الٰہی دین کا وہ ضروری امر ہے جو ہر کسی پہ ہر وقت لاگو ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

1901 ذکرِ الٰہی دین کا ابتدائی قدم اور معرفت کی سیڑھی کا پہلا ٹنبہ ہے۔ نامعلوم، ہم اس بات پہ ابھی تک کیوں متفق نہیں کہ ذکرِ الٰہی ہر طرح درست ہے۔ اونچی آواز سے بھی، اور نیچی سے بھی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

1902 اہلِ ذکر، ذکر میں محو و منہمک ہوتے ہیں، کسی اور طرف کوئی التفات نہیں رکھتے اور ذکرِ الٰہی کی برکت سے شرحِ صدر ہو جاتی ہے۔ کسی پہ کوئی اعتراض نہیں کرتے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۰۳ ذکر مذکور کے سوا، ماسوا کو ذہن سے محو کر دیتا ہے اور نسیان نہیں، ذکر کے نور کی برکت ہوتی ہے۔ یا اللہ تیرے ذکر کی گونج سے تیری دنیا کا کونہ کونہ گونج اُٹھے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! آمین

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۰۴ ذکرِ نعمت کا شکر، اطمینان کی واحد سبیل، مزید انعام کا موجب اور معرفت کا انسب معمول ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۰۵ ذکر کی توفیق پر شکر کی بدولت استقامت عنایت ہوتی ہے اور استقامت عین کرامت ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۰۶ جہاں ذکر ہوتا ہے، مذکور ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۰۷ ذکر، ذاکر و مذکور ایک ہوئے جیسے دودھ میں پانی مل کر دودھ ہوا اور آگ کی آغوش میں لوہا آگ، اور یہ ذکر کا اصلی اور انتہائی مقام ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۰۸ حال ضروری نہیں، یاد ضروری ہے، مقام ضروری نہیں، اطاعت ضروری ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۰۹ کشفِ روحی۔ حق اور من الحق کشفِ قلبی۔ عموماً سراب و فریب

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۱۰ جمال ضروری نہیں، محبت ضروری ہے۔ کرامت ضروری نہیں، استقامت ضروری ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۱۱ غیر ضروری امور غیر امکانی، اور ضروری امکانی ہوتے ہیں۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۱۲ ذکر کرتے (ذکر کی توفیق پہ) اترا، بڑائی کرتے شرما۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۱۳ بوجھ کو اُٹھانا مشکل اور گھسیٹنا آسان ہے۔ جو اٹھا نہیں سکتا، گھسیٹتا ہے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۱۴ جب تک پودے کی جڑ نہیں کٹتی، کبھی نہیں سوکھتا۔

الحمدللہ الحی القیوم

۱۹۱۵ جو لوگوں کو کہتے ہو، خود بھی کرو اور ضرور کرو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۱۶ اے ہمنشیں! بتا ہم سے دین کو کیا تقویت پہنچی؛ اور ہم نے دین کی کیا خدمت کی؛ اللہ کے دین کے داعی کو اللہ کا حکم سنانے سے روک دیا۔ گویا اللہ کے دین کی تبلیغ کو جس کا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ پوری طرح روک دیا۔

یہ معاملہ جو آج تیری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا، اہم معاملہ ہے وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۱۷ دین کے داعی کی مخالفت دین کی مخالفت ہے۔ دین دار بھی کبھی دین کی مخالفت کیا کرتے ہیں؟ دین دار کبھی دین کی مخالفت نہیں کیا کرتے۔ دین اپنے داعی کا حمائتی ہے بے شک دین کے داعی کو دین کی حمایت حاصل ہوتی ہے اور دین کی حمایت سے بہتر اور کس کی حمایت ہو سکتی ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے دین کی چالیس باتیں آتی ہیں فقیہ ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۱۸ ہم اپنے وکیل کی وکالت پہ مطمئن بھی ہیں اور نازاں بھی۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا مَا شَآءَ اللّٰہُ

اللہ میرا وکیل ۔۔ دنیا، دین اور آخرت کے ہر معاملہ میں کافی و وافی ہے ہم نے اپنا وکیل کبھی نہیں بدلنا، چاہویں کوئی بھی مراد کبھی بر نہ آئے۔ پھر کوئی نامرادی، نامرادی نہیں

ہر نامرادی عین مراد ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۱۹ علم جسمانی نقص کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۲۰ حال اور زمانہ کبھی ایک سا نہیں رہتا، ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور جس طرح اللہ چاہتا ہے، بندوں کے حال اور زمانے کو بدلتا رہتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۲۱ اللہ صمد ہے۔ اپنی مخلوق میں سے اگر کسی کو کوئی شے عنایت فرماتا ہے۔ صمدیت ہی کے عالم میں عنایت فرماتا ہے اور جب کسی سے کوئی شے چھینتا ہے، اسے بھی صمدیت ہی کے عالم میں چھینتا ہے۔ دونوں حالتیں حکمت ہی پر مبنی ہوتی ہیں۔ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

اَلْحَمْدُ للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۲۲ جو کرتا ہے، اللہ کرتا ہے۔ اللہ حق ہے، کبھی ناحق نہیں کرتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۲۳ صمدیت کا عالم سرمدی ہے۔ سدا طاری رہتا ہے!

1924 ایک نے کہا کہ :

جب وہ دنیا کے بازار میں سے گزرا، سارا بازار اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا پرتپاک استقبال کیا، بازار کی ہر شئے لاکر اسے پیش کر دی۔ موتی پیش کیے، ہیرے پیش کیے، لعل پیش کیے۔ گو ہر پیش کیے۔ اس نے اخلاص کے دفتر میں قسم کھا کر کہا کہ: اُس نے کسی بھی چیز کی طرف مطلق نہیں دیکھا، اس کے دل میں اللہ کے سوا اللہ کی قسم، کسی بھی شئے کی کوئی طلب باقی نہ تھی، اس کا دل ہر شئے سے خالی اور بالکل خالی تھا جس طرح خالی ہاتھ بازار میں داخل ہوا تھا، اسی طرح خالی ہاتھ لوٹ گیا اور یہ اُس پہ اس کے اللہ کا خاص انعام تھا ورنہ دنیا کے بھرے بازار میں سے کبھی کوئی سلامت نہیں لوٹا۔

بڑے بڑے آدمی چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُلجھے، اور اس بازار سے وہی بچ کر نکلا، جسے اللہ نے بچایا۔

اے او ہمنشیں :

یہ دنیا اور اس کی ہر شئے ناپائیدار، فانی اور چند روزہ مہمان ہے۔ اس میں جی مت لگا۔ بالکل نہ لگا۔ یہ تیرے سدا رہنے کا مقام نہیں، عارضی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

1925 مُرغ نے تیمم کیا اور بانگ دینے کے لیے اپنے پروں کو سنوارنے لگا کہ مسافر اُٹھا اور اپنے گھوڑے پہ زین کسی، سوار ہوا اور ایڑ لگادی۔ وہ جس حال میں داخل ہوا تھا، اُسی حال میں نکلا، شہر کی کوئی بھی چیز اس کے پاس نہ تھی، وہ یہ کہتا ہوا گیا کہ یہاں کوئی بھی کسی کا نہیں اور یہاں کی ہر شئے فریب و سراب ہے اپنی منزل پہ گامزن ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم ؛ سُبْحَانَ اللّٰہِ !

صبح کا کیا ہی سہانا وقت تھا، پرندوں کی چہچہاہٹ نے جنگل کی خاموش فضاؤں کو پر کیف بنایا ہوا تھا۔ اس نے کیا کیا بول بولا اور کیسے کیسے پردوں کو کھولا۔

یہ زمین عارضی ۔۔۔ یہ سماں عارضی، یہ زندگی کا سارا سامان عارضی، عشق و مستی، راز ہستی اور نام و نمود، ہیچ و نابود ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۲۶ مبصر نے مسافر سے پوچھا، کوئی بات بتا کر جا

کہا کہ کیا بتاؤں اور کیسے بتاؤں

سوچ سوچ کر بولا، کہ

منصور پہ لوگوں نے پتھر مارے منصور نے اُف تک نہ کی مگر حبیب شبلی نے پھول مارا منصور کی ڈھائیں نکل گئیں یہ کہہ کر اس نے تازی کو ایڑ لگا دی ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۲۷ دن بھر کام کیا۔ رات کا کھانا کھایا۔ عشاء کی نماز پڑھی، گویا دن کے کام ختم ہوئے، صرف تین باقی رہے ۔

۱ ذکرِ الٰہی

۲ کل کے کام کی تیاری

۳ سونا

ان تینوں میں سے جو نا پسند ہو کرو ۔ کسی کو کیا پتہ، رات کو کیا ہونا ہے اور جسے کوئی کام نہیں ہوتا فضول باتوں میں رات ضائع کرتا ہے ۔ فضول باتوں سے سونا بہتر

بہتر ہے۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۹۲۸ دُرست، اللہ تیرے ساتھ ہے۔ دیکھتا ہے، سنتا ہے، جانتا ہے اور کافی ہے

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۹۲۹ غلاظت ظاہری ہو یا باطنی، رُوح و نفس دونوں کی تکلیف کا موجب ہوتی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۹۳۰ غلاظت کو دور کر کے ہی ہر بندے کا جی خوش ہوتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۹۳۱ کاروبار ترک کرنا ترکِ دنیا نہیں، کاروبار کرتے دنیا سے دور رہنا عین ترک ہے۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۹۳۲ کسی ناپسند چیز کو ترک کر کے اِترانا نہ کہ پچھتانا۔

الحمدُ للحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۱۹۳۳ تارکِ ترک پر کبھی نہیں پچھتاتا۔ جو پچھتایا تارک نہیں مجبور ہے۔ کبھی غلاظت کو دھو کر بھی کوئی پچھتایا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۳۴ غلاظت کو دور کرنا، روح و نفس دونوں کی راحت کا موجب ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۳۵ جس نے کسی چیز کی حقیقت سے واقف ہو کر ترک کی کبھی نہیں پچھتایا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۳۶ جب اسے سکھوں نے نرغے میں لے لیا اور کہا:

تیرے آبا ساڈے بھائی تھے، مغلوں کے دورِ حکومت میں مسلمان ہوئے، اب پھر اپنے پہلے مذہب کی طرف لوٹ آ۔ ساڈا بھائی بن کر رہ، یہیں اپنے گھر میں رہ:

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ اس وقت وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرایا اور موت وحیات سے بالکل بے خطر ہو کر بولا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ط

ہم اب کسی بھی طرح اپنے دین سے نہیں پھر سکتے اور کبھی نہیں پھر سکتے۔ جو کچھ بھی اللہ نے ہمارے لیے لکھا ہوا ہے ہم خندہ پیشانی سے تسلیم کریں گے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلمۂ طیبہ کے نور کی برکت سے اس کے دل میں یہ جلیل القدر کلمہ ڈالا، اور یہ کہتا ہوا

بِسۡمِ اللّٰهِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰهِ لَا

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

"اللہ کے نام سے بھروسہ کیا میں نے اللہ پر، نہیں کوئی تدبیر، اور نہ کوئی طاقت مگر اللہ کی مدد سے"!

وہاں سے چل پڑا، حاضرین میں سے کسی نے بھی اس میں مداخلت نہ کی اور وہ اللہ اللہ کرتا اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہتا ہوا اپنی نئی منزل پہ گامزن ہوا۔ نہ کسی نے اس کا تعاقب کیا نہ ہی کوئی حرکت، جب وہ دور نکل آیا تو دیکھا کہ سکھوں کی ایک جماعت راجباہ کے پُل پر کھڑی ہے، وہ وہاں رُک گیا۔ سوچنے لگا کیا کروں، نہ پیچھے جا سکتا ہوں نہ آگے۔ پھر اس نے اپنی ماں سے کہا کہ اللہ کے توکل پہ چلیے جو ہونا ہوگا، ہو کر رہے گا۔ ابھی اس نے پہلا ہی قدم اُٹھایا تھا وہ سکھ نامعلوم کیوں وہاں سے بھاگ نکلے، اس نے اپنی ماں سے کہا کہ ان کے بھاگنے کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ اپنے دیگر ساتھیوں کو بلانے کے لیے بھاگے ہیں یا پھر ہم ہی انہیں بھاری تعداد میں نظر آئے ہیں۔

بہرحال جب تک ہم اپنی منزل پہ نہیں پہنچے، کوئی سکھ ہمیں راہ میں نہیں ملا۔

ہمارا عافیت سے سفر طے کر کے اپنی منزل پہ پہنچنا یقیناً اس کلمہ بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی برکت تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب آدمی گھر سے باہر نکلے تو کہے بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جس وقت وہ یہ کلمات کہتا ہے تو فرشتہ اس کے جواب میں کہتا ہے، ھدیت وکفیت ووقیت (یعنی اے اللہ کے بندے، ہدایت دیا گیا تو، اور کفایت کیا گیا تو، اور محفوظ رہا تو) (پس یہ سُن کر) شیطان ہٹ جاتا ہے

اور دوسرا شیطان اسے کہتا ہے تو کیونکر اس شخص پر قابو پا سکتا ہے جو ہدایت دیا گیا ، کفایت کیا گیا ، اور محفوظ رہا بُرائیوں سے ۔

(ابوداؤد ، ترمذیؒ ، عن انس رضی اللہ عنہ)

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

1924 کرنا چاہتے ہو تو نیک کام کرو !

بننا چاہتے ہو تو کچھ مت بنو !

کھانا چاہتے ہو تو غم کو کھاؤ !

پینا چاہتے ہو تو غصّہ کو پیو !

ڈرنا چاہتے ہو تو اللہ سے ڈرو !

مخالفت کرنا چاہتے تو نفس کی کرو !

آنا چاہتے ہو تو دین کی تبلیغ کے لیے آؤ !

جانا چاہتے ہو تو حج کے لیے جاؤ !

لینا چاہتے ہو تو والدین کی دعائیں لو !

دینا چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں دو !

بولنا چاہتے ہو تو سچ بولو !

تولنا چاہتے ہو تو اپنی بات کو تولو !

رونا چاہتے ہو تو اپنے اعمال پہ رو !

دھونا چاہتے ہو تو بدیوں کو دھو !

بیٹھنا چاہتے ہو تو نیکوں کی صحبت میں بیٹھو !

لڑنا چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں لڑو!

الحمد للحی القیوم

۱۹۳۵ مجھے یہاں سے جانے کا کوئی غم نہیں، میری کسی بھی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں اور زیادہ یہاں رہنا نہیں چاہتا۔ میری یہ حالت یہاں سے جانے کی جدائی کی بدولت نہیں، وہاں کی دشوار گھاٹیوں کی بدولت ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۳۶ کوئی کسی عمل اور کسی نیکی کی بدولت جنت میں جانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ بندوں کا جنت میں جانا اللہ ہی کی رحمت پر موقوف و منحصر ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۳۷ صبح ٹھنڈے پانی سے بلاناغہ نہانا ہزار مرضوں کا علاج ہے۔ دائمی صحت کے لیے تریاق ہے۔ روزانہ صبح کنوئیں یا نلکے کے پانی سے بلاناغہ ایک ماہ نہا کر دیکھو۔ سارا دن تر و تازہ رہو گے۔ ایک ماہ کے عمل کے بعد صبح کا نہانا عادت بن جائے گا۔ بے شک یہ عمل صحت کے لیے مژدۂ جانفزا اور پٹھوں کی چستی و توانائی کا موجب ہے۔ ماشاءاللہ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۳۸ امارت: غربت کی برابری نہیں کر سکتی۔

امارت: غربت کی محتاج ہے اور ہر معاملہ میں محتاج ہے!

امارت: کا ظاہر دلکش اور باطن دلسوز ہے۔

امارت: مجبوری و رنجوری

امارت: بیماری و لاچاری

امارت: بے چینی و بیقراری ۔ ۔ ۔ اور

غربت: ماشاء اللہ کونین کی کارکن ۔

مُبَارَکًا مُکَرَّمًا مُشَرَّفًا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۳۹ امیر تن آسان، آرام طلب، آسائش و استراحت کا دلدادہ اور غریب۔ اللہ اللہ ماشاء اللہ: کونین کی جدوجہد کا عمود ہے!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۴۰ ایک نے کہا:

کہ وہ کسی کا ملازم تھا۔ اسے بارہ بجے چھٹی ملتی، وہ گھر آنے کی بجائے سیدھا وہاں چلا جاتا۔ راستے میں نہر کے کنارے پتھر کی سل پہ ایک اللہ کا بندہ جبیٹھ ہاڑ کی دھوپ میں لحاف اوڑھے لیٹا ہوتا اور اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتا وہ ایک ذمہ دار اسامی پہ فائز تھا اور وہ کسی بھی طرح رات کو غیر حاضر نہ ہو سکتا تھا۔ اس کا رات کو غیر حاضر رہنا جرم تھا۔ وہ اپنی ذمہ داری ایک غیر ذمہ دار آدمی کو سونپ کر مغرب کے وقت وہاں جانے کے لیے چل پڑتا یہ معاملہ برسوں جاری رہا۔ بچے بچے کو معلوم تھا کہ وہ رات کو یہاں نہیں ہوتا اور اس کے فرائض فلاں شخص سر انجام دیتا ہے۔ کسی نے کبھی بھی کوئی خلاف بات نہیں سوچی۔ بعض اوقات وہاں جانا سب کے لیے ممنوع قرار دیا جاتا،

وہ تب بھی جاتا۔ کبھی ناغہ نہ کرتا۔ سب کو پتہ ہوتا، کوئی کچھ نہ کہتا۔ یہاں تک کہ مالک کو بھی پتہ ہوتا، کوئی اعتراض نہ کرتا۔

کیا وہ محض قبر کی زیارت کے لیے جاتا تھا۔ قبر کا ظاہر مٹی اینٹ اور گارا ہوتا ہے؛ اگر وہاں محض قبر ہوتی تو چند دن جانے کے بعد جی بھر جاتا، کبھی کبھی جاتا، اتنی باقاعدگی سے نہ جاتا۔ حال یہ تھا کہ وہ شب و روز وہاں جانے کے لیے بےقرار رہتا۔ ان کا درِ جاناں تھا اور اسے وہیں پہنچ کر قرار آتا۔ وہ جہاں بھی ہوتا دل وہاں ہوتا حتیٰ کہ:

ایک دن اُس نے ہتھیار پھینک ہی دیے۔

الحمدللہ الحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۱۹۸۱ میرے دلبر، میرے آبا جب جاں بحق ہوئے۔ شمس الارض نے جنازہ کے لیے جسدِ اطہر کو رکھا اور امام کے انتظار میں دست بستہ کھڑا ہوا۔ ایک نقاب پوش سوار آیا اور جنازے کی نماز کی امامت فرمائی۔ شمس الارض نے دیکھا کہ شمالاً جنوباً جہاں تک بھی اُن کی نظر پہنچتی تھی، جنازہ پڑھنے والے صف آرا تھے۔

جب نماز پڑھ چکے تو شمس الارض نے عرض کی کہ:

لوگ مجھ سے پوچھیں گے، تیرے آقا کے جنازے کی نماز کس نے پڑھائی، تو وہ کیا جواب دے گا۔

اس پہ وہ مسکرائے، چہرۂ انور سے نقاب سرکائی اور فرمایا:

شمس! تو مجھ سے دنیا میں فنا و بقا کے بارے میں پوچھا کرتا تھا، اُس وقت میں تجھے کیا سمجھاتا اور کیسے سمجھاتا! پھر میرے آبا نے اپنے جسدِ اطہر کی طرف اشارہ فرمایا:

وہ فنا ہے، یہ بقا

یہ کہہ کر میرے آقا، میرے دلبر، میرے آبا، ان ظاہری نظروں سے جنگل کی وادی میں روپوش ہو گئے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۱ میرے آقا۔ اللہ کے محب العاشق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب العاشق تھے اور محب ومحبوب میں تیرا میرا نہیں ہوتا! میرے آقا کی رحلت کا یہ قابلِ رشک واقعہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ کے مخلص بندے مرا نہیں کرتے، نقل مکانی کیا کرتے ہیں! عشق کبھی فناہ نہیں ہوتا۔ ابدی حیات کا امین ہوتا ہے اللہ اپنی محبت کے محب کا تذکرہ اپنے مخلص بندوں کی زبانوں پہ ہمیشہ زندہ رکھتا ہے۔

اے ہمنشیں! سدا رہ بہ عشق اللہ۔ دنیا ہیچ و بیکار است

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۲ یہ خبر الکتابی علم کے طالب کے لیے ایک معمہ، اور صاحب نظر کے لیے تقویۃ الایمان ہے

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۳ خبر کتاب سے اور نظر نظر سے حاصل ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۴ خبر ظاہر اور نظر باطن ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۱۹۴۴ ظاہر باطن کے تابع ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۵ عرفان کی تکمیل کے لیے خبر و نظر دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۶ خبر کسبی اور نظر وہبی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۷ یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! یا حیّ یا قیوم! یا ذاالجلال والاکرام! جیسے تو نے خبر بخشی ہے نظر بھی بخش: خبر محض رہنمائی کے لیے کافی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۸ خبر نمائندہ ہے۔ خبر کو جب نظر ملی نمونہ بن گئی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۴۹ کسی پہ اپنی پیاری چیز کو قربان کر دینا وفا کی حد اور اپنی جان کو قربان کر دینا فدا کی حد ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۵۰ جو جان اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں اللہ کے کاموں میں اللہ ہی کی محبت میں قربان کی جاتی ہے۔ اللہ اللہ! اللہ کے ہاں بڑی قیمت پاتی ہے۔ اللہ اپنی راہ میں قربان ہونے والوں کو حیات جاوداں بخش دیتا ہے۔ ایک نے کہا کہ وہ اُمر ہو جاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں، جاتے ہیں۔

الحمد للحق القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۵۱ جو جان صدق دل سے اللہ کی راہ میں قربانی کے لیے وقف کر دی جاتی ہے، اللہ کی امانت ہوتی ہے، اللہ اسے اپنی امان میں محفوظ رکھتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۵۲ جو جان اللہ کے لیے قربان کی جاتی ہے، سارے جہان کی جانوں سے افضل ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۵۳ شہید جب شہادت کے میدان میں اپنی جان کی بازی کے لیے آتا ہے۔ عرشی عرش اور فرشی فرش پہ اس کی جان کی بازی کے کرتب دیکھنے صف آرا ہوتے ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۵۴ ایک اللہ کا بندہ ایک قبر پہ فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوا۔ صاحب قبر نے فرمایا "کسی مرے

کی قبر پہ جاکر فاتحہ پڑھو، یار تو یہاں زندہ بیٹھے ہیں، پھر اس نے گردونواح کے لوگوں سے پوچھا کہ فلاں قبر کس کی ہے؟ کہنے لگے:
کسی شہید کی ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۵۵ بندہ چیست؟ فقیر و حاجت مند!
بندہ پرور چیست؟ غنی و قاضی الحاجات!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۵۶ خالق اپنی ہر مخلوق کی ہر حاجت کا قاضی الحاجات ہے۔ مخلوق کا مخلوق کی حاجت روائی کرنا خالق ہی کے امر و ارادہ سے ہوتا ہے اور مخلوق کی حاجت روائی خالق کو محبوب اور حاجت روائی کرنے والے کے درجات کی بلندی کا موجب ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۵۷ کسی کا کسی کی حاجت روائی کے لیے اپنے نفس کو سوال کی ذلت میں ڈالنا مذموم نہیں، مستحسن ہے اور یہی خدمت نفس کی مقبول الخالق عزت ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۵۸ اپنے لیے سوال کرنا ممنوع و مذموم۔ محتاج کی حاجت روائی کے لیے سوال کرنا جائز و ضروری ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۵۹ اللہ کے بندے اپنے نفس کی پرواہ نہیں کیا کرتے، وہ جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں، آپ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۶۰ فقیر کی گدڑی خدائی خدمت کی امین ہوتی ہے اور خدائی کی خدمت خدا کو پسند ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۶۱ خلق کی خدمت اہم کام ہے۔ اہلِ خدمت کو خالق کی طرف سے عنایت ہوتا ہے، ہر کوئی کیونکر کر سکتا ہے۔ اللہ ہمیں اپنی مخلوق کی خدمت کی توفیق بخشے! آمین۔ بے لوث خدمت کی توفیق: یا حیّ یا قیوم! آمین!

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۶۲ کبر اللہ کی چادر ہے، جب مخلوق اوڑھتی ہے، چاک کر دی جاتی ہے۔ مخلوق کی چادر عجز و انکساری ہے۔

الحمدللحی القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

۱۹۶۳ ہر تصویر کی ہر شے ایک دوسرے سے نہیں ملتی۔ یہ مصوری ہے۔

الحمدللحی القیوم

١٩٦٤ پتھر میں کیڑے کو بھی نہیں بھولتا۔ یہ رزّاقی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

١٩٦٥ تیری عافیت ہم گناہگاروں کی امان ہے۔ فاعف عنّی فانک عفوٌ کریمٌ
یاعظیم العفو یا نعم النصیر: آمین:

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

١٩٦٦ تیرے حکم و ارادہ ہی کے تحت ارض و سما کی ہر شے نقل و حرکت پہ گامزن ہے:
یاحی یاقیوم! کسی کی بھی کوئی تدبیر تیری تقدیر کو کیسے ٹال سکتی ہے مگر دعا اور صرف
دعا!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

١٩٦٧ میرے کپڑوں کی طرف کیا دیکھتی ہو خربوزوں کی طرف دیکھ اُن میں اگر نقص ہو تو بتلا!
اگر تیری طرح میں بھی سج دھج کر پرتکلف کمروں میں آرام فرماتی، تو تجھے کون ایسے شیریں
خربوزے پیش کرتا، اور پھر ایسی گرمی میں:

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

١٩٦٨ تنظیم حسب حد سے تجاوز کر جاتی ہے، فتنہ بن جاتی ہے:

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۶۹ فتنہ چیست ؟

فتنہ چیزے نیست، ثمر عصیاں است
شجرِ عصیاں بیخ کُن، فتنہ نابود باشد

ہر شجر برگ و بر می دارد۔ شجرِ عصیاں فتنہ دارد۔ قبر فی الحقیقت ریاضِ جنت است
مُردہ فتنہ ہائے خود ہمراہ آورد، بایں وجہ قبر قعرِ دوزخ می گردد ؛

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۷۰ تجھے سمجھانے کے لیے قلم چلے، زبانیں چلیں، تو نے کسی کی بھی پرواہ نہ کی ؛ بتا ؛ جس دنیا کے لیے تو نے دین کو بالائے طاق رکھا، کہاں ہے ؛ تیرے کس کام آئی ؛ تیری نجات کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ کوئی تیرے لیے کچھ کرے اور اللہ اپنی رحمت سے تجھ کو بخش دے تو اب اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتا ؛ تیرا کرنا ختم ہو چکا ؛

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۷۱ اے او جینے والو ؛ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو ؛

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۷۲ دنیا میں اُلجھ کر آخرت کو برباد مت کرو ؛

الحمد للحی القیوم
فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۱۹۷۳ دنیا میں اصلاحی و تعمیری کام کرو ؛ انسانیت کو بلند کرنے کے لیے بلند کردار کا نمونہ دو ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۷۴ تیرا کردار ایک نمونہ ہو اور ساری دنیا کے لیے ہو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۷۵ دین تیری نظروں میں کوئی چیز نہ تھی۔ تیری ساری جد وجہد دنیا ہی کے لیے تھی، کاش تجھے آج کا پتہ ہوتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۷۶ جس دنیا کو دنیا میں چھوڑ کر آیا ہے، ساتھ لاتا، تیرے کام آتی۔

اے او ویرانے کے مقیم!

تجھے تو جہاں میں جہانبانی کے لیے بھیجا تھا ویرانی کے لیے نہیں، وائے افسوس! تو نے اندازِ جہانبانی نظر انداز کر دیے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۷۷ تیرے اندازوں کی نظیر کہیں نہیں ملتی، تیرے سارے انداز پُر اسرار تھے، پُر انوار تھے اور تو اپنے انداز اپنے ساتھ ہی لے گیا، کوئی تو چھوڑ کر جاتا!

تیرا ایک غلام کو اونٹنی پہ سوار کر کے نکیل تھامے پیدل چلنا۔

مساوات کی حد اور اندازِ جہانبانی کی انتہا تھی!

یہ کیا تھا؟ میکدۂ نبوت کے جام کی مدہوشی تو نے اتنی پی اور ایسی پی کہ پی کر اپنے

نفس کو لتاڑ دیا اور شیطان کو پچھاڑ دیا:

مرحبًا مکرمًا مشرفًا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۷۸ مسلمانی کے یہ مقامات پھر کسے نصیب ہوئے:

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۷۹ یہ مقامات جن میں تو کھویا ہوا ہے کیا ہیں؟ اور تجھے کہاں پہنچا سکتے ہیں؟

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۰ کمالات نبوت کی حقیقت یہ مقامات نہیں اوامر ونواہی پہ ثابت قدمی ہے: جب تک کسی کو یہ بنیادی مقام حاصل نہیں ہوتا کوئی اور مقام کبھی حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے: فَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۱ جب وہ جہانبان طریقت کے میدان میں اترتا۔ اللہ! اللہ! نفس کی دھجیاں اڑا دیتا۔ کسی بھی معاملہ میں کبھی نہ شرماتا؛ جس طرح بھی اسے کرنا ہوتا کر کے رہتا: اللہ نے اپنے بندوں کو رنگارنگ کے درجات مرحمت فرمائے ہوتے ہیں۔ یقیناً ہم وہ نہیں:

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۲ لذت وراحت وزینت وشہرت نے ہمارا خانۂ طریقت خراب کر دیا

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۳ یہ وہ زمانہ نہیں، بدلا ہوا ہے۔

اگر ہم نے اپنے انداز نہ بدلے، زمانہ ہمیں بدل دے گا۔ زمانہ کورانہ تقلید سے نالاں اور کسی نمونے کا طلب گار ہے۔

میدانِ عمل میں کوئی نمونہ پیش کر! وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۴ کہا، مگر اتنا مست کہا! پی مگر اتنی مست پی اور یہ مست پی! پہن مگر ایسا مست پہن سو مگر اتنا مست سو! جی مگر ایسے مست جی! تیری زندگی کے ہر شعبے میں نبوت کی اتباع کارفرما ہو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۵ لے، مگر محتاج کے لیے، دے مگر محتاج کو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۶ پرندوں کا گوشت پٹھوں کی توانائی کے لیے لاجواب ہے:

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۷ اے دینِ اسلام کی عظمت رفتہ! باز آ
ناموسِ نبوت و رسالت کے صدقے باز آ
اور یہ وقت کی اہم پکار ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۸ ہمیں کس نے پکارا، کیوں پکارا؟ کون فریادی آیا؟
فریادی نے عرض کی:
یہ فریادی فریاد دے کر نہیں، یاد دے کر آیا ہے۔
تیری یاد میرے دل کا قرار، اور میری زندگی کا انمول سرمایہ ہے۔ میرا تجھ کو پکارنا محبت کی بدولت ہے، کسی اور مطلب کی بدولت نہیں! میں نے جب بھی تجھے پکارا محبت ہی کے تحت پکارا! تیری محبت میری سب سے بڑی مراد ہے۔

الحمدللحیّ القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۱۹۸۹ ہٹی بھاویں منہ تک بھری ہو، دساور کی محتاج ہوتی ہے۔ جب تک سودا باہر سے نہیں آتا کیسے چل سکتی ہے؟ بکتے بکتے سودا اوڑک مُک جاتا ہے۔ ہٹّی کا سودا باہر ہی سے آیا کرتا ہے!
طریقت کے سودوں کا دساور مدینہ ہے، اور ہر سلسلۂ طریقت قادری ہو یا چشتی نقشبندی ہو یا سہروردی حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض سے فیض یاب ہے اور حضور اقدس و اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض فیضِ سرمدی ہے، سدا جاری رہے! یاحی یاقیوم! آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۹۹۰ جس کنوئیں کا پانی تہہ سے نہیں اُبلتا۔ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کلوں کے ذریعے نکالا جائے، گھنٹہ بھر بھی نہیں چل سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۹۹۱ ہٹی کا سودا باہر سے آتا ہے اور کنوئیں کا پانی کنوئیں کی تہہ سے اُبلتا ہے۔ ہٹی ظاہر، اور کنواں باطن ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۱۹۹۲

قضائے عُمری

اصطلاح میں یہ اُن نمازوں کی قضا ہوتی ہے جو بالغ ہونے کے بعد فرض ہوتی ہیں۔ مگر انہیں اپنی غفلت کی وجہ سے روزانہ ادا نہ کر سکا۔ یا ایسی نمازیں جن کے متعلق یہ معلوم نہیں، آیا وہ پڑھی ہیں یا نہیں۔ چنانچہ ایسی نمازوں کی ادائیگی کے لیے شریعت نے دو قاعدے مقرر کیے ہیں:

یا تو فی نماز پونے دو سیر گیہوں ادا کرے۔ اس لحاظ سے ایک دن کے گیہوں ساڑھے دس سیر بیٹھتے ہیں۔ پانچ نمازیں فرض ہیں اور ایک نماز وتر واجب ہے۔ ان چھ نمازوں کی قضا ضروری ہے۔ سنت و نفل معاف ہیں۔ ان کی قضا ضروری نہیں۔

دوسری ترکیب ادائیگی یہ ہے کہ روزانہ کسی بھی غیر مکروہ وقت میں ایک دن کی

نمازوں کو ادا کرلے۔ خواہ ہر نماز کے ساتھ اس وقت کی نماز کو پڑھ لیا کرے مثلاً فجر کی نماز کے ساتھ ایک دن یا کئی دنوں کی فجر کے فرض ادا کرلے۔ ظہر کی نماز کے ساتھ ایک دن یا کئی دنوں کے ظہر کے فرض ادا کرلے علیٰ ہذا القیاس عشا تک یہ سلسلہ قائم رکھے یا ایک وقت پر ایک یا کئی دنوں کی تمام نمازیں پڑھ لے یا فرض نماز کے علاوہ کسی وقت مثلاً اشراق چاشت یا رات دن کے کسی حصہ میں اکٹھی کئی کئی دنوں کی نمازیں ادا کرلیا کرے یا ایک دن کی تمام قضا نمازیں پڑھ لیا کرے۔

غرض یہ اپنے اختیار کی بات ہے کہ ہر نماز کے ساتھ اس وقت تک قضا فرض بھی پڑھ لیا کرے یا کئی دنوں کے اسی وقت کے فرض ادا کرلیا کرے یا ایک دن کی تمام نمازیں یا کئی دنوں کی تمام نمازیں ادا کرلیا کرے یا نماز کے اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت میں قضائے عمری کی نمازیں ادا کرلیا کرے۔ گویا شریعت نے بڑی سہولت دی ہے جب یہ سمجھے کہ اس پر فرض شدہ نمازیں ادا ہو چکی ہیں تو وہ قضا کے عمل کو چھوڑ دے اور آئندہ باقاعدہ پابندی سے وقت پہ ہر نماز ادا کیا کرے۔ قضائے عمری کرنے والا صاحبِ ترتیب نہیں کہلاتا۔ اس لیے قضا کی ترتیب ضروری نہیں۔

واضح ہو کہ ایک فرض نماز کے عوض لاکھوں نوافل کافی نہیں۔ جو شخص لاکھ نوافل پڑھے مگر اس پر ایک نماز کا فرض اگر باقی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں تاہنوز وہ قاصر سمجھا جائیگا۔ اس کے برعکس اگر کسی کے ذمہ فرض نماز نہیں رہی مگر وہ ایک نفل بھی نہیں پڑھ سکا تو وہ شخص حقوق اللہ میں قاصر نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا کرے! آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۱۹۹۳ شیطان نے اپنی مرضی سے بے شمار سجدے کیے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک سجدے کا حکم دیا، اس نے انکار کیا۔ ایک سجدے کے انکار سے اس کے تمام سجدے اکارت گئے۔ فرض کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۹۴ ہم اس معاملہ میں اگرچہ کتنے بڑے دیندار ہوں، محتاط نہیں، ہمیں اپنی گزری ہوئی عمر کی قضا نمازوں کی کوئی خاص پرواہ نہیں۔ اور بعض کے نزدیک جب تک وہ ادا نہیں کی جاتیں، آگے قدم نہیں اٹھ سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۹۵ بندہ جب قضائے عمری کو ادا کرنے کا عزم بالجزم کر لیتا ہے اُسی وقت اللہ کی رحمت برسنے لگتی ہے اور قضائے عمری کی شامت دور ہو جاتی ہے۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۱۹۹۶ ہر نباتات خاک سے اُگتی اور سبز رنگ لیے ہوتی ہے۔ سبز رنگ فطری ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز رنگ کو پسند فرمایا۔ سبزے کو دیکھنا آنکھوں کی ٹھنڈک اور سبزہ پہ ننگے پاؤں چلنا، دل و دماغ کے لیے فرحت کا موجب ہے۔

سبزہ رحمت ہے اور پاکستان پہ سدا سبز پرچم لہراتا رہے! یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ! یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَ

لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الْمُلْکُ وَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

الحمد للحیّ القیوم

فَاللہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۹ حال و مقام کی دنیا میں اپنی حالت کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے جب تک کوئی اپنے حال و مقام سے پوری طرح واقف نہیں ہوتا کسی کا حال بھی کبھی نہیں بدلتا۔

ایک نے کہا کہ :

وہ ایک مدّت اپنے نفس کی سرکشی پہ بیزار رہا۔ ایک مدت کے بعد اُس نے سوچا کہ اس کی روح بھی، جسے کہ وہ امرِ ربّی تسلیم کرتا ہے، برابر کی شریک ہے۔ پھر اس نے اپنی روح کا محاسبہ کیا اور روح کی طرف متوجہ ہوا کہ تو کس قدر آزاد و آوارہ ہے۔ رات بھر نامعلوم کہاں کہاں اور غیر ضروری مقامات پہ سیاحت کے لیے بھاگی پھرتی ہے، جہاں تجھے جانا چاہیے، وہاں جانے کا نام تک نہیں لیتی۔ یہ تیری حیوانیت کی حد ہے اور فوراً بند ہو۔ تیری آوارگی ختم ہو تو میری اُس منزلِ مقصود کی جانب کیوں پرواز نہیں کرتی؟ جو مقام میری منزل کا مقصود نہیں، وہاں کیوں بھٹکتی ہے؟ تو جب بھی اس جسم سے سیر کے لیے نکلے، تو وہاں جانے کے لیے نکلے! تیری منزل میری منزل کی معاون ہو! مجھے میری منزل کی خبر لا کر دے۔ تیری پرواز میری قاصد ہو، مجھے میری راہ کی نشاندہی کرے! کہ یہاں سے آگے میں نے کہاں سے گزرنا ہے! میری راہ کے خطرات سے آگاہ کرے۔ میرا نفس بے غیرت تھا، ایک مدت کے بعد اللہ نے اسے غیرت بخشی اور غیرت کا بلند ترین مقام بخشا۔ اب وہ اپنے مرکز سے بال بھر بھی دور نہیں ہٹتا۔ تو میرے نفس سے عبرت حاصل کر! اپنے محور اور مرکز سے باہر مت جایا کر۔ تیرے جانے کے صرف چار مقامات ہیں تو وہاں کے بغیر کہیں اور مت جا :

تو وہاں جا : یا وہاں جا : یا وہاں جا ! یا وہاں جا !
اگر تو غیرت مند ہے تو پہلے صرف وہاں جا۔ وہاں سے باہر کہیں مت جا؛ جہاں حکم ملے، وہاں جا :

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۹۸ اندر جانا ضروری نہیں، در تک جانا ضروری ہے۔ در تک بھی جانا ضروری نہیں، در کی طرف چلنا ضروری ہے۔ اس مقام پہ سو نا جاگنے سے افضل ہے اور یہ ختم الکلام ہے

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۱۹۹۹ وَر وَر مت پھر، تجھ کو تیرے باپ ہی کی میراث ملنی ہے! جاگیرداروں کی غلامی سے اُجرت ملتی ہے، میراث نہیں!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۰۰ ایک چوہڑا ایک زمیندار کا نوکر تھا، اس کے مہمان آئے، وہ ان کو لے کر کماد کے کھیتوں کی طرف گیا، کہنے لگا۔ یہ بھی کماد ہمارا ہے۔ یہ بھی ہمارا ہے اور یہ بھی لیکن گنا نہیں پٹنا

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ٥

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۰۱ جو چیز اللہ کی راہ میں دی جاتی ہے، کبھی ضائع نہیں جاتی۔ اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہے اور بڑی قیمت پاتی ہے۔ حضرت سلطان زری زر لفت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

نے اللہ کی راہ میں اپنی ٹوپی دی اور وہ عرشِ عظیم کے کنگرے پہ لٹک رہی ہے۔ محشر کے دن اس کا سودا ہوگا اور دنیا دیکھے گی۔ اس ٹوپی کے بدلے حضرت محبوب الٰہیؒ کا صرف ایک ہی مطالبہ ہوگا کہ اللہ! میرے آقا کی امت کو بخش دے :

حضرت سلطان زری زربفت نظام الدین محبوب الٰہیؒ اپنے شیخ زہدالانبیاء حضرت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے لیے کھانا تیار کیا کرتے تھے۔ کھانے میں لوبیا پکتا اور لوبیا پورب کا سب سے کمتر درجے کا کھانا ہے۔ گھٹیا قسم کے چاولوں کی گھنگنیوں کو کہتے ہیں اور لوبیا کے سوا کوئی شئے ان کے دسترخوان میں نہ ہوتی۔ ایک دن حضرت محبوب الٰہیؒ کے دل میں آیا کہ کچھ نمک خریدیں اور لوبیا میں ڈالا کریں۔ آپ نے شاید دو دتی کا نمک خریدا اور اس کے عوض اپنی ٹوپی دے دی۔ جب انہوں نے حضرت باوا صاحب کی خدمت میں کھانا پیش کیا تو کہا کہ اتنا لذیذ لوبیا کس نے پکایا، اور یہ نمک کہاں سے آیا؟ آپ نے عرض کیا۔ یہ خاکسار لایا۔ اس پہ آپ نے دُعا دی کہ "نظام الدین: اللہ کرے تیرے لنگر میں ستر من نمک روز پڑا کرے "

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۰۲ صالحیت بہاں اونچا مقام ہے، نازک بھی ہے، نازک ترین، ذرا سی کوتاہی جو خواص کے نزدیک بھی کوتاہی نہیں کہلاتی، ظلمت کا موجب ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۰۳ خودستائی کسی کو زیب نہیں دیتی، اللہ کے بندوں کو تو بالکل نہیں دیتی، شامت کا موجب بنتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۰۴ شہرت ۔نفس کے لیے مہلک ، اور ملامت تریاق ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۰۵ کوئی کچھ کہے ۔کچھ مت کہہ ،صبر کر ، بے شک ہر ملامت میں بخشش اور درجات کی بلندی ہے اور شکوے کا نہیں ، شکر کا مقام ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۰۶ ملامت فقر کی قبا ہے ۔قبا کے نیچے جامہ ہوتا ہے ، نظر نہیں آتا لیکن اصلی ہوتا ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۰۷ ایک ملامت ساری عنایاتِ الٰہیہ کو پوری طرح ڈھانپ لیتی ہے گویا پاک پردوں میں چھپا لیتی ہے اور عنایت کے ساتھ ملامت ضروری ہے ، تاکہ کسی عنایت کو کوئی گزند نہ پہنچے جب بھی کسی پہ کوئی عنایت ہوتی ہے ، ملامت ساتھ ہوتی ہے تاکہ نظر نہ لگے ۔

ملامت عنایت کا حصار ہے ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۰۸ زنگار کو جتنا بھی رگڑو ، کم ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْم

٢٠٠٩ استاد پودا اور شاگرد اس کا پھل ہے۔ استاد کو دیکھنا ہو تو شاگرد کو دیکھو۔ شاگرد اُستاد کی لیاقت و ذہانت کا نمونہ و شاہد ہوتا ہے۔ شاگرد کی ناکامی میں استاد کی لاپرواہی شریک ہوتی ہے۔ علم انسانیت کو تاریکی سے روشنی کی جانب لے جاتا ہے۔ علم پورے اعزاز و اکرام کا مستحق ہے۔ ادب۔ علم کے فیض کی جان ہے۔ جب تک ادب قائم رہتا ہے، فیض جاری رہتا ہے۔ ادب اُٹھنے سے پہلے علم کی برکت اٹھ جاتی ہے، شاگرد کو استاد کا ادب اتنا ہی ضروری ہے، جتنا کہ علم۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ :

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

٢٠١٠ جس قوم کے علماء و حکماء اپنی مذہبی کتاب سے مطلوبہ علم و حکمت تلاش نہیں کر سکتے، اس کتاب کے وارث کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ ہماری کتاب فرقان الحمید علم و حکمت کا خزینہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے طلباء و علماء و حکماء کو اپنی کتاب قرآن عظیم و فرقان الحمید سے علم و حکمت کی تلاش کا ذوق و شوق و توفیق عنایت فرمائے تاکہ ہم کتاب اللہ کے صحیح وارث کہلانے کے مستحق ہوں! یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ : اٰمِیْن ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

٢٠١١ کبھی آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ :

جو کتاب اللہ رب العالمین نے نازل فرمائی ہو اور کل کائنات کے لیے ہو کیسی ہوگی دنیا، دین اور آخرت کے ہر معاملہ و معمہ کی عقدہ کشائی کی امین ہوگی! اللہ رب العالمین نے اپنی کتاب قرآنِ حکیم میں بار بار فکر کی تاکید فرمائی ہے۔

یا اللہ! ہمیں تیری کتاب میں اعلیٰ درجے کے فکر کی توفیق نصیب ہو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۲۰۱۲ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی بَدْرِ التَّامِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ الظَّلَامِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مِفْتَاحِ دَارِ السَّلَامِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الشَّفِیْعِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَنَامِ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۲۰۱۳ قدرت کے تمام معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری وجود کے حکم کے تابع ہوتے ہیں اور اُن کا نور اس دنیا میں سورج کی اتھاہ گہرائیوں میں دیکھا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ نظر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مقبولیت حاصل کیے ہوئے ہو۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۲۰۱۴ ایک آدمی نے ایک آدمی سے پوچھا کہ وہ کس حال میں ہے؟ اُس نے کہا کہ مدت گذری، ایک دن اس کے شیخ نے اسے محبت بھری نظروں سے دیکھا، جب وہ دیکھ چکے، پھر اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اطہر اپنے سامنے دیکھا اور اب بھی وہ جب چاہے روضۂ اقدس کو دیکھ سکتا ہے۔ سارا دن دیکھنا چاہے۔ سارا دن دیکھ سکتا ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْن

۲۰۱۵ حضورِ اقدس واکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم شاہد و شہید ہیں اور نظامِ قدرت و کائنات دونوں میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر ہونا ضروری بات ہے۔ جو چیز حاضر نہ ہو وہ شاہد و شہید کیسے ہو سکتی ہے۔ شاہد و شہید وہی کہلا سکتا ہے جو وقوعہ کے موقعہ پہ حاضر ہو!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۱۶ حضورِ اقدس واکمل و اجمل و اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم وکیل ہیں۔ کل کائنات کے وکیل! اور وکیل کو اپنے مقدموں کی روئیداد کا پورا علم ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۱۷ عاشق کو جلانے کے لیے عشق کی تپش کافی ہوتی ہے؛ دوزخ میں جلانے کی ضرورت نہیں!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۱۸ عاشقوں پہ دوزخ کی آگ حرام ہوتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۱۹ اللہ رب العالمین کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محبان کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی اور نہ ہی اُن سے اُن کا دوزخ میں جلنا دیکھا جائے گا اور دانشمندوں کے لیے اتنا کافی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَنَا عَبْدٌ مُذْنِبٌ ذَلِیْلٌ وَّاَنْتَ رَبِّیْ

ذُوالجَلَالِ وَالاِکْرَامِ فَاعْفُ عَنِّیْ نَانَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ یَاعَظِیْمُ
العَفْوِ یَانِعْمَ النَّصِیْر

۲۰۲۰ حضور اقدس واکمل واکرم واجمل والطیب واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کریم ہیں۔ کریم وہ ہے جس سے جو مانگا جائے دے۔ جب مانگا جائے دے، جتنا مانگا جائے دے۔ ضرورت سے زیادہ دے، ہر وقت دے، ہر کسی کو دے۔ کریم کے کرم کا دروازہ ہر کسی کے لیے اور ہر وقت کھلا رہے۔ کبھی بند نہ ہو اور نہ ہی کبھی تنگ ہو!

میرے اللہ کریم ہیں، اللہ کے حبیب اقدس بھی کریم ہیں، اللہ کی کتاب قرآنِ عظیم بھی کریم ہے۔

ایک بندہ اور تین کریم۔ الحمدللہ! کیا بندے کے لیے یہ کافی نہیں؟

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۲۱ ایک خاتون ڈاکٹر مدینہ منورہ میں تعینات ہوئیں، چند دن بعد ان کی وہاں سے تبدیلی کے احکام جاری ہو گئے، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی مبارک پہ حاضر ہوئیں۔ آبدیدہ ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور نے احقرہ کو پسند نہیں فرمایا جو آتے ہی تبدیل کر دی گئی محترمہ خاتون نے بتایا کہ ابھی وہ جالی مبارک سے ہٹی نہ تھی کہ ایک قاصد ایک حکم نامہ لے کر حاضر ہوا کہ آپ کی بدلی روک دی گئی ہے! مَاشَاءَاللّٰہُ!

الحمدللحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۲۲ اُس نے مزید کہا کہ،

ایک پہرے دار اسے جالی مبارک کے سامنے کھڑا ہونے سے روکا کرتا تھا۔ اس کے

دل میں خیال آیا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ بیمار اگر بیمار ہوکر میرے ہسپتال میں آئے تو میں اس پہ تیمار داری کا احسان کروں۔ اسی دن وہ بیچارہ بیمار ہوکر انہیں کے زیرِ علاج آیا۔ اسے ہدایت کی گئی۔ ایسی دُعائیں وہاں مت مانگا کر : اُنؐ کے در سے مانگنے کی اگر کوئی چیز ہے تو اُن کی محبت ہے۔ طیب و مبارک محبّت :

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۲۰۲۳ انسان کی سرگزشت گڑے اور گھڑے ہی کی سرگزشت ہے :

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۲۰۲۴ گرد سے کپڑے گرد آلود ہوتے ہیں۔ غلیظ نہیں ، اور اگر اللہ کی راہ میں ہوں تو عنبر سے بھی افضل ہیں ! یہاں تک کہ انہیں دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی !

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

یاحی یاقیوم : برحمتك استغیث انا عبد مذنب ذلیل وانت ربی ذو الجلال والاکرام فاعف عنی فانك عفو کریم یا عظیم العفو یا نعم النصیر

۲۰۲۵ تیرے ذکر کا انداز۔ ایسا مخلص اور اتنا دلکش ہو کہ سامعین کے دل ذکر کرنے لگیں ، کبھی لسانی ، کبھی قلبی ، کبھی روحی ، کبھی سری ۔ غرضیکہ ذکرِ الٰہی کی تمام ادائیں سمٹ کر محفل میں آجائیں اور محفل پہ چھا جائیں ۔ جس محفل میں یہ عناصر متحد نہیں ہوتے ، نہ پرکیف ہوتی ہے ، نہ روح پرور ؛ ذکرِ الٰہی پہ کسی کو کلام نہیں ، طرز پہ ہے ! تیری کوئی طرز معترض نہ ہو !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۲۶ رقص و سرود اکابرین کے ذکر کا ناگزیر حال ہے جس کا کہ انکار نہیں کیا جاسکتا ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۲۷ سونا اتم (دھات) ہے، کبھی لوہا نہیں بنتا البتہ لوہا پارس سے مل کر سونا بن سکتا ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۲۸ ایک بندہ ایک اللہ کے بندے کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ عرض کی میری رہنمائی فرمائیں ۔ فرمانے لگے :

میری بات اتنی قیمتی ہے اور ایسی قیمتی ہے کہ میں تمہیں سنا کر اسے ضائع کرنا پسند نہیں کرتا ۔

پھر فرمانے لگے :

کسی کے پاس کوئی نئی بات نہیں ہوتی ، سنت ہی کی اتباع پہ استقامت کا حال ہوتا ہے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تیری منزل اور اسی پہ استقلال سے گامزن رہنا تیری مراد ہے ۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر کوئی شے نہیں اور کبھی نہ ہوگی ! سنت کی اتباع سلوک کی راہ کا نصاب ہے ۔ جو کبھی نہیں بدلا اور کبھی نہیں بدلے گا اور اس کے باہر کوئی شے نہیں ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۲۹ اگرچہ ہر امتی کو ہر سنت پر عمل کی اجازت ہے، پھر بھی کسی عمل کو کسی سے اجازت لے کر شروع کرنا
موثر علی نور اور استقامت کا موجب ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۰۳۰ ایک آدمی ایک مے خانے سے یہ کہتا ہوا جا رہا تھا کہ:

اس نے اس مے خانے کی ہر شے پی، لیکن اسے کوئی بھی شے مخمور نہ کر سکی،،
ایک مے کش نے اسے بازو سے پکڑا اور کہا کہ:

"یہ مے خانہ تو رنگا رنگ کے پیمانوں سے اٹا پڑا ہے تو کیسے کہتا ہے کہ تجھے نشہ نہیں چڑھا! ارے تو نے کب پی؟ کیسی پی اور کس نے پلائی؟ واپس آ۔ اسے پی! میں تجھ کو پلاتا ہوں میں ساقی نہیں، ایک میکش ہوں! اور یہ جام اس مے کدے کا سب سے ہلکا جام ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

ابھی ایک ہی گھونٹ بھرا تھا کہ غش ہو گیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۰۳۱ محب تو اپنے محبوب کی، محبت کا دعویدار ہوتا ہے؛ اور محبت کی قبولیت و نامقبولیت سے کلیتاً بے نیاز ہوتا ہے۔ محب پر محبوب کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب کے سوا کسی اور شے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھا کرتا اور نہ ہی دل کی دنیا میں کسی اور کو داخل ہونے دیا کرتا ہے۔

اللہ رب العالمین کے حبیب اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر طٰہٰ، الیتیم امزمّل مدثر صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعوٰے بندے کی بے حد گستاخی ہے۔ بندہ اگر اپنے حال

پہ غور کرے تو زیادہ سے زیادہ اپنے محبوب کے در کی خاکروبی کا دعویدار ہو سکتا ہے، محبوبیت کا نہیں۔

بندہ ان کی محبت کے کیا ناز اُٹھا سکتا ہے۔ یہ کہ۔ یہ رذیل و کمین ان کے در کا خاکروب ہے اور یہ رتبہ بندے کے لیے دونوں جہانوں سے افضل ہے:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا مقام اہم ہے، نازک ہے، نہایت ہی نازک۔

طیب و مبارک محبت کا تذکرہ نگارخانۂ دہر میں قیامت تک زندہ و قائم رہتا ہے۔ محبوب کو اپنے محب کی محبت کو، اگرچہ ناقص و غیر معیاری ہو، تسلیم کرنا پڑتا ہے دنیا میں ہر شے ٹھکرائی جا سکتی ہے، ایک محبت کبھی نہیں ٹھکرائی جا سکتی۔

یاحی یاقیوم: برحمتك استغیث انی اسئلك حبك وحب حبیبك صلی اللہ علیہ وسلم وحب من یحبك والعمل الذی یبلغنی حبك وحب حبیبك صلی اللہ علیہ وسلم! اللھم اجعل حبك وحب حبیبك صلی اللہ علیہ وسلم احب الی من نفسی و اھلی ومالی ومن الماء البارد ط آمین! آمین! آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۳۲ حال تحسین و تنقید سے کلیتًہ بے نیاز ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۲۳ خمار چیست ؟

خمار چیزے نیست ، جام عشق جاناں است : زہے نصیب ، ایں جام عشق جاناں مدام می نوشم ! یاحی یاقیوم : آمین !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۲۴ یہ دم ، یہ پل ، جو گزر رہا ہے ۔ پھر لوٹ کر نہیں آنا ، تیرا کوئی دم اور کوئی پل خالی نہ گزرے ۔ غفلت میں نہ گزرے اور فضول نہ گزرے ، کار آمد کار میں گزرے ۔ بے شک یہ دم تیری زندگی کی قیمتی متاع ہے ۔ یاحی یاقیوم : آمین :

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

یاحی یاقیوم : برحمتك استغیث انا عبد مذنب ذلیل

وانت ربی ذوالجلال والاکرام فاعف عنی فانك

عفو کریم یا عظیم العفو یا نعم النصیر

۲۰۲۵ ہر ملک میں ہر قسم کی نباتات ، جسے کہ ہم جڑی بوٹیاں کہتے ہیں ، پائی جاتی ہیں : اور وہ صرف بھیڑ بکری ، اونٹ اور دیگر چرندوں ہی کے کھانے کی خوراک نہیں ، بلکہ اس ملک میں بسنے والے انسانوں کے جسم الوجود میں ۔ پیدا ہونے والی امراض کا علاج ہوتی ہیں :

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۲۶ آبِ حیات کا چشمہ کسی نے نہیں دیکھا : ہزاروں سال گزرے ایک فرضی نام سے زیادہ

اہمیت نہیں رکھتا سنا ہے، دیکھا نہیں، جو اسے پی لیتا ہے، کبھی نہیں مرتا، ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ حضرت سلطان البحر و بر سید نا خواجہ خضر علیہ السلام نے آب حیات پیا پھر کسی اور کے پینے کی کسی کو خبر نہیں؛ آ تجھے تیری زندگی کے آب حیات کی خبر دوں۔ نباتات میں آب حیات ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۲۰۳۷ نباتات میں حیوانات کے لیے آب حیات ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۲۰۳۸ آب حیات کے چشمے کی نشان دہی کر دی؛ ضرورت ہو تو کوشش کر کے حاصل کرو۔ اور کوشش کا میدان بہت وسیع ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۲۰۳۹ اگر کوئی جنگلوں میں پائی جانیوالی بیشمار جڑی بوٹیوں تک نہ بھی پہنچ سکے، تو میدانوں کی بیریوں تک ضرور پہنچے۔ پیپل، کیکر، نیم، آک اور دھتورے تک ضرور پہنچے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰازِقِيْنَ

۲۰۴۰ جس پودے کی جڑیں زمین میں لگی ہوتی ہیں، مصنوعی آبپاشی کا محتاج نہیں ہوتا، گملوں کے پودے، اگر پانی نہ ملے، سوکھ جاتے ہیں!

الحمد للحی القیوم

۲۰۴۱ بسم اللہ کی "ب" کے نیچے کے نقطے کی برکت سے علم و حکمت کے چشمے جاری ہیں اور یہی نقطہ ماشاء اللہ "العلم نقطہ" ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

یاحی یاقیوم ! برحمتك استغیث انا عبد مذنب ذلیل

وانت ربی ذوالجلال والاکرام فاعف عنی فانک

عفو کریم یاعظیم العفو یانعم النصیر

۲۰۴۲ مسلمان کا مسافر کی طرح رہنا رہبانیت نہیں، عین اسلام ہے اور اس لیے کہ ہلکا پھلکا رہے اپنا سارا وقت دین کو اپنانے میں صرف کرے، غیر ضروری لباس و اسباب کی سنبھال میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرے۔ جو وقت غیر ضروری اسباب کی نگہداشت میں گزرا فضول گزرا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۰۴۳ مسلمانی کا تقاضا ہے کہ مسلمان کے عمل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے بہت سے ایسے اعمال ہوں جنہیں کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتا ہو اور جو کبھی قضا نہ ہوں ۔ اعمال پر استقامت ۔ فوق الکرامت ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۰۴۴ خرافات و واہیات چیست ؟

کارے و کلامے کہ غیر ضروری باشد، داخل در خرافات و واہیات است !

الحمد للحی القیوم

۲۰۴۵ بعض رنگوں پہ بعض رنگ چڑھ سکتے ہیں، لیکن بعض پہ بعض بالکل نہیں۔ یہی حال بندوں کے دلوں کا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۴۶ سفید کپڑے کو جس بھی رنگ میں چاہو، رنگ سکتے ہو، لیکن کالے پہ کوئی رنگ نہیں چڑھتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۴۷ یہ سچ بول اور ہمیشہ سچ بول۔ اگر تیری قسمت میں سچ بولنا نہیں لکھا تو سچ کو جھوٹ پہ ترجیح ضرور دے۔ ایک حد تک یہ بھی کافی ہے اگرچہ کافی نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۴۸ ہم قبر کے عذاب سے بے خبر ہیں، اسی لیے بے پرواہ ہیں اور ہم گنہ گاروں کی بے پرواہی دراصل بے خبری کی بدولت ہے۔ یاحی یاقیوم!

ورنہ ہم اتنے بے پرواہ کبھی نہ ہوتے۔ اور قبر میں جانے سے پہلے قبر کا زادِ راہ ضرور تیار کرتے۔

اللھم انی اعوذ بک من الھم و الکسل و عذاب القبر: یا حی یا قیوم

آمین!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۴۹ تین ہزار سال گزرے، ایک جرنیل نے ایک اجنبی سے پوچھا کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو؟

کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو ؟ یہاں تو ایک عالم گیر جنگ لڑی جانے والی ہے۔
اس نے جواب دیا کہ "اسی جنگ ہی کو دیکھنے کے لیے تو وہ آیا ہے،، اُس کی اس فراست پہ وہ جرنیل بہت متحیر ہوا، سوچنے لگا کہ جس فن کا کوئی ماہر ہوتا ہے اسی فن کی نمائش کو دیکھنے جایا کرتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی جنگجو ہے ورنہ کیوں یہاں آتا ؛ پھر اس نے پوچھا کہ وہ کیا ارادہ لے کر آیا ہے ؟ جواب دیا کہ وہ اپنی ماں سے یہ عہد کر کے آیا ہے کہ سارا دن خاموش کھڑا جنگ دیکھے گا، فن سپاہ گری کی داد دے گا، شام کو جو ہارتا دکھائی دے گا اس کا طرفدار ہو کر اسے جتا دے گا۔

سبحان اللہ ! مردوں کو اللہ نے مردانگی کا کتنا بلند مقام بخشا ہوا ہے اور شروع دن سے بخشا ہوا ہے، کسی بھی زمانے میں مردوں نے مردانگی کے عَلَم کو کبھی گرنے نہیں دیا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۵۰ ناجائز امور پہ ضد کرنا عقلمندی نہیں، حماقت ہے اور اسی طرح ہے جیسے کہ بُرائی پہ ملاومت۔ اُڑنا ہے تو نیکی پہ اَڑ اور مرنا ہے تو حق پہ مر اور حق باطل کی ابدی ضد ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۵۱ صفر المظفر کے مہینہ میں جو بلائیں اور آفات کی وبائیں اور امراض اس دنیا میں مخلوق کی ہستیوں پر ظاہر ہوا کرتی ہیں وہ بھی کسی حکمتِ ربانیہ، حکمتِ الٰہیہ اور حکمتِ محدیت الصمدانیہ کا جواز ہوتی ہیں۔

اللھم انی اعوذ بک	اے اللہ میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں
من جھد البلاء و درک	مشکل آزمائش سے اور بدبختی کے پہنچنے سے

الشقاء وسوء القضاء وشماتة	(وارد ہونے سے) اور بُری تقدیر سے اور
الاعداء یا حی یا قیوم ! و	دشمنوں کے ہنسی ومذاق اڑانے سے یا حی
اصرف عنی الضراء والبلاء	یا قیوم : اور پھیرے (دور رکھ) مجھ سے دکھ
والهموم والغموم وجميع	اور مصیبت اور فکر اور غم اور سب آفات
الآفات ومن اولادی وابائی	اور اولاد میری سے اور میرے باپ دادوں سے
وامهاتی واقربائی وعشیرتی	اور میری ماؤں اور سب رشتہ داروں اور کنبہ
فان علیك فی جمیع الامور	سے کیونکہ تجھ پر ہی سب کاموں میں میرا بھروسہ
اعتمادی والصلوة والسلام	اور درود وسلام اوپر (میرے مولا حضرت
علی رسول خیر خلقه سیدنا	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین مخلوق کے
محمد واله واصحابه	اور اُن کی آل پر اور تمام اصحاب پر اے
اجمعین برحمتك یا ارحم	سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ۔
الراحمین ! اٰمین !	آمین !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۵۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر الٰہی کی ایک مجلس بیس لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

ذکرِ الٰہی کی مجلس کا انعقاد رحمتِ الٰہی کے نزول کا موجب، ذکر الٰہی کی مجلس میں شریک ہونا مسعود و مستحسن اور ذکر الٰہی کی مجلس پہ اعتراض مذموم ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۵۳ انسان کا سینہ قدرت کا آئینہ ہے۔ کینہ کی کدورت سے مکدر ہے۔ جب تک کوئی سینہ کینہ کی کدورت سے پاک نہیں ہوتا، کبھی صاف نہیں ہوتا۔ اور یہ فطرت کا وہ آئین ہے جسے کوئی فلسفہ کبھی بدل نہیں سکتا۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

ف: اللہ رب العالمین نے اپنے شاہکار انسان کے جسم الوجود میں سینے کو آئینہ کا مقام بخشا ہوا ہے جس میں سے وہ ہر شے دیکھ سکتا ہے۔

۲۰۵۴ حدیث نبویؐ پر اے جانِ من کبھی تو نے غور نہیں کیا کہ کیا ہے۔

حدیث نبویؐ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

جس کا انکار کفر ہے

حدیث نبویؐ دینِ اسلام کی امین ہے۔

حدیث نبویؐ دینِ اسلام کا تخمینہ ہے۔

حدیث نبویؐ سے باہر کوئی شے نہیں، بالکل نہیں، اور ہے ہی نہیں۔

حدیث نبویؐ سے خانۂ نبوت کی صبح ہے۔

اسی میں جمال ہے اور اسی میں جلال۔

اسی میں ہوشمندی ہے اور اسی میں مدہوشی۔

اسی میں وصل ہے اور اسی میں فراق اور

یہی اس کا کمال ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۵۵ اگر حدیثِ نبویؐ کو دلہن کی طرح سجا کر محمل میں مستور نہ کیا جاتا تو آج دین بدلا ہوا ہوتا۔ کسی کی کوئی سازش حدیثِ نبویؐ کو مسخ نہ کر سکی؛ یہاں تک کہ زیر زبر بھی نہ بدل سکی۔ اور اس حقیقت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ سلف صالحین کے محدثین کرام کی خدمات حشر تک اپنے اپنے مقام پر شہاب کوکب کی طرح ہمیشہ جگمگاتی اور اندھیرے کو درخشندگی بخشتی رہیں گی۔ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۵۶ جس نے میرے مولا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان مجھ تک پہنچایا میرا مولا ہے۔

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۲۰۵۷ تاریخ ہندوستان کے فرمانرواؤں میں مغلیہ خاندان کے بادشاہ اکبر کے نورتنوں میں سے ایک رتن فیضی تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے سارے قرآن کریم کا ترجمہ بے نقط لفظوں میں کیا ان کی تعلیم حاصل کرنے کی ایک دلچسپ روئیداد سنیے جب ان کی عمر گیارہ برس کی ہوئی ان کو پتہ چلا کہ ہندی اور سنسکرت کی تعلیم کا مرکز بنارس میں ہے جہاں طلباء کی تعلیم و تربیت کے لیے اعلیٰ تعلیم یافتہ پروہت اور دھرم شالائیں موجود ہیں تو وہاں کا رُخ کیا۔ ہندو دھرم میں مسلمان ایک ایسا اچھوت سمجھا جاتا تھا جس کے سائے سے بھی ہندو بھرشٹ ہو جاتا تھا۔ فیضی نے اپنے سر پہ بودھی رکھی ماتھے پہ قشقہ لگایا اور دھوتی کا لنگڑ باندھ کر مہا پروہت کے سامنے دونوں ہاتھ باندھ کر بنتی کرنے لگا کہ وہ ودیارتھی ودیا کے حصول کے لیے منزلیں طے کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوا ہے نامراد نہ لوٹائیں۔

بچے کا شوق دیکھ کر اجازت مل گئی اور وہ وہاں دھرم شالا میں رہنے لگا۔ عرصہ نو سال میں سنسکرت کی تمام کتابیں اور چاروں وید پڑھ ڈالے ذہین و فتین اعلیٰ ایقاظیت رکھنے والا شاہین نونہال اب بیس سال کا خوبرو نوجوان ہندو دھرم کا سب سے زیادہ تعلیم یافتہ بن چکا تھا۔ اپنے استاد سے واپس وطن لوٹنے کی اجازت چاہی مہان پنڈت نے کہا پُتر کل چلے جانا، گھر گیا اپنی دھرم پتنی سے کہا ایک خوبرو ہونہار ودیارتھی جو غیر معمولی تعلیم حاصل کر کے وطن واپس جا رہا ہے کیا آپ پسند کرتی ہیں کہ اپنی لڑکی اس کو دے دیں۔ ہندوستان کے تمام راجواڑے مہاراجے ہمیں موتیوں کے تھال اور سونے کی اینٹیں پیش کرتے ہیں یہ خزانہ آپ کے کام آئے اور گھر کا گھر ہے۔ مہان پنڈت نے کہا کہ بیٹے وطن جا کر بھی آخر کوئی دھندا ہی کرو گے۔ یہاں سب کچھ ہے۔ اپنی بیٹی سے تمہاری شادی کیے دیتے ہیں

فیضی نے ہاتھ باندھ کر عرض کی میرے آقا میں ہندو نہیں خاندانی مسلمان ہوں، حصولِ علم کے لیے میں نے یہ ہندو روپ دھارا تھا۔ میں آپ سے چھل نہیں کر سکتا پروہت نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ میرے بیٹے تو نے میرے ساتھ ہی نہیں سارے ہندو دھرم کے ساتھ چھل کیا ہے اب میں تم سے اپنا حق استادی مانگتا ہوں کہا فرمائیے پوچھا کیا آپ سنسکرت کے منتروں کا ترجمہ بھی کرو گے جو صرف ہندو استاد ہی جانتے ہیں کہا ہاں۔

مہان پروہت نے پھر فیضی سے یہ عہد لیا کہ میں تیرا استاد ہوں، میرا تم پر حق ہے کہ فلاں فلاں منتروں کا ترجمہ نہ کرنا چنانچہ فیضی نے ان منتروں کے ترجمے عمر بھر کبھی نہیں کیے جہاں وہ منتر آتے فیضی لکھتے ان کے ترجمے کی مجھ کو اجازت نہیں اور میں اپنے استاد کا کبھی نافرمان نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ ہندو ہے۔

حصولِ علم کے لیے جدوجہد اور استاد کا ادب مسلمانی کی وہ ہی تو باتیں تھیں جو

آج ہم میں نہیں۔ افسوس صرف اس بات کا ہے کہ ہمیں اس کا احساس تک نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۵۸ فقرِ حیدری چیست ؟

فقرِ حیدری کیا ہے ؟

حضور اقدس واکمل واکرم واجمل واطیب واطہر، طٰہٰ، یٰسٓ، مزمل، مدثر روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ اقدس

حدیث نبویؐ

کی اتباعِ تام سے جو حال وارد ہوتا ہے فقرِ حیدری ہے۔ کسی اور طرح یہ حال جو فقرِ حیدری کے نام سے منسوب ہے کبھی پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کبھی وارد ہو سکتا ہے۔

واللہ ؛ باللہ ؛ تاللہ ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کہے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِعَظَمَتِهٖ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَلَّ کُلُّ شَیْءٍ لِعِزَّتِهٖ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَضَعَ کُلُّ شَیْءٍ لِمُلْکِهٖ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اسْتَسْلَمَ کُلُّ شَیْءٍ لِقُدْرَتِهٖ ۔

اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پاس کی چیز (رحمت و بخشش) طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہزار نیکی لکھتے ہیں اور اسکے ہزار درجے بلند کرتے ہیں اور ستر ہزار فرشتوں کو اس کے لیے قیامت تک استغفار کرنے کے لیے مقرر فرما دیتے ہیں۔ (کنزالعمال جلد اول ص ۴۶۵ شمار ۲۸۹۱۔ ترغیب و ترہیب جلد چہارم صفحہ ۱۲۳)

۲۰۵۹ صاحبِ فن صابر ہوتا ہے، اور غیور ہوتا ہے۔ کسی فرمائش کا پابند نہیں ہوتا جب تک کام خوش اسلوبی سے ختم نہیں کر لیتا، جدوجہد جاری رکھتا ہے اور ہر کام کے لیے وقت درکار ہے۔ جب تک کام اپنا وقت نہیں لیتا، پورا نہیں ہوتا۔ کیا آپ نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ ہر پھل پک کر ہی گرا کرتا ہے۔ کچے پھل کھٹے ہوتے ہیں۔ اور کسی منڈی میں کوئی قیمت نہیں پاتے۔

مغلیہ خاندان کے بادشاہ شاہجہان اپنی ملکہ ممتاز جہاں کا روضہ بنوا رہے تھے۔ جو آج تاج محل کے نام سے مشہور ہے۔ ایک رنگساز ایک کونڈی میں رنگ پیس رہے تھے جب ایک سال گزرا تو شاہجہان نے اس رنگ ساز سے پوچھا "کہ آخر اس رنگ کے تیار ہونے کے لیے تیرے پاس کوئی مدت بھی مقرر ہے"؟

سبحان اللہ! الحمد للہ: وہ رنگساز اسی وقت اٹھا۔ ایک پیالی میں پانی ڈالا، اس میں تھوڑا سا رنگ حل کیا۔ اور ہاتھ کی انگلی کو پانی میں ڈبو کر پتھر پہ پانی کے چھینٹے مارے۔ رنگ پتھر کی دوسری طرف نکل گیا۔ شاہجہان یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔ فرمایا "کہ اپنا کام جاری رکھ" رنگ ساز نے عرض کیا کہ اب شاید وہ یہ کام نہ کر سکے، جان بخشی فرمائیں۔ یہ کام جلد بازی کا نہیں اور جلد بازوں کا نہیں" کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر وہ رنگساز کام چھوڑ کر چلا گیا۔

اور یہ فن کار کی غیرت کی حد تھی۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

۲۰۶۰ ہم کھانوں کو چبا کر نہیں کھاتے، دانتوں کا کام آنتوں کو کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اطبا ادویات کو اچھی طرح نہیں پیستے۔ معدہ میں جا کر حل نہیں ہوتیں، فضلے میں خارج ہو جاتی ہیں۔ جب تک کوئی دوا مثل غبار نہیں ہوتی۔ تیار نہیں ہوتی۔

الحمد للحی القیوم

۲۰۶۱ ایک اللہ کا بندہ ایک میکدے کے آگے بیٹھا جھوم رہا تھا۔ پوچھا، "تو کون ہے"؟
کہا "ایک رند ہوں۔ میخانے کے آگے بیٹھا جھوم رہا ہوں"
"کیا تو نے اس میخانے سے کوئی مے پی ہے؟"
کہا، کہ نہیں! البتہ جب سے اس نے اس میخانے کی حدود کے اندر قدم رکھا ہے، مدہوش ہے۔ ابھی تک وہ میخانے کے اندر داخل نہیں ہوا۔ کچھ نہیں پیا۔ میخانے کی حدود کے اندر یہ سرور و خمار ہے کہ اسے کسی بھی شے کی کوئی طلب و تمنا نہیں رہی۔ نہ ہی کوئی شے یاد رہی ہے۔ میکدے کی مہک ہی نے اسے دونوں عالم سے بے خبر؛ بیگانہ کر دیا ہے۔ اب وہ یہ سوچ رہا ہے کہ جس میکدے کے باہر کی مہک کا یہ حال ہے، پینے والے کا کیا ہوگا؟
پھر اس سے پوچھا کہ "وہ یہاں کیسے پہنچا"؟
کہا کہ "ایک مُدت سے وہ کسی میکدے کی تلاش میں تھا کہ ایک دن ایک رِند نے اسے بازو سے پکڑا۔ اور یہاں لا کر بٹھا دیا اور کہا کہ:
"یہ ہے وہ مے خانہ جس کی تلاش میں تو مارے مارے پھرتا ہے"۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللہُ خَیۡرُ الرّٰازِقِیۡنَ

۲۰۶۲ اس میکدے میں رنگارنگ کے جام ہیں۔ جب تک کوئی رند پہلے تین جام نہیں پیتا چوتھا نہیں دیا جاتا! اور ان کو پی کر جانبر ہونا جانبازوں کا کام ہے:

خوف ، محبت ، مخالفت

اللہ رب العالمین کا خوف!
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت!
نفس کی مخالفت!

اس میکدۂ توحید و رسالت کے یہ پہلے تین جام ہیں :

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۶۳ زمین و آسمان کے اندر جو بھی شے ہمیں نظر آتی ہے، کسی کا بھی اپنا کوئی وجود نہیں۔ کسی کی کسی بھی معاملہ میں اپنی کوئی مرضی نہیں، اور نہ ہی کسی کو کسی امر پہ کوئی قوت و قدرت حاصل ہے ہر شے کا وجود موجود اللہ رب العالمین ہی کی طرف سے ہے۔ کون و مکاں کی کوئی بھی شے نوری ہو یا ناری۔ خاکی ہو یا آبی، خود سر نہیں! ہر شے کی پیشانی کے بال اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں اور جو کچھ بھی ہو رہا ہے اور جیسے ہو رہا ہے۔ ارادت ازلی ہی کے تحت ہو رہا ہے۔ اور حکمتِ الٰہی پہ مبنی ہے۔ بدوں ارادتِ الٰہی کسی بھی ذرہ کو کسی حرکت پہ کوئی قدرت حاصل نہیں یہاں تک کہ اپنی مرضی سے پتہ تک نہیں ہل سکتا۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۶۴ علم خیال میں اور عشق جمال میں مصروف ہوتا ہے۔ خیال و جمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۶۵ فرض ادا کر اور قرض ادا کر! اور ضرور کر۔ دونوں کی ادائیگی ازبس ضروری ہے:

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۶۶ ہر ملک میرے اللہ کا ملک اور ہر ملک میں میرے اللہ ہی کا حکم جاری ہے۔ اگر اس کے ملک میں اس کے سوا کسی اور حاکم کا حکم جاری ہوتا، یا کوئی اور حاکم کسی پہ کوئی قدرت رکھتا تو یہ دونوں صفات۔ مالک الملک اور حاکم اپنے معنوں کے اعتبار سے غلط ہو جاتیں اور یہ توحید کی اصل ہے۔ جس پہ ہمیں یقین حاصل نہیں، اور گزر حاصل نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۶۷ بندوں کی طرح جانور بھی اہلِ ذکر ہوتے ہیں موت کے بعد ان کی کھالیں ذاکرین کے مصلّے بنتی ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب !

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۶۸ گندگی ہیرے میں سرایت نہیں کر سکتی، نہ ہی ہیرے کی چمک و دمک کو ماند کر سکتی ہے!

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۶۹ تسلیم پہ رضا راضی ہو جاتی ہے۔

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ

۲۰۷۰ سلوک کی منزل میں جو رفعت قبض میں ہے بسط میں نہیں، جو ملامت میں ہے شہرت میں نہیں۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ !

۲۰۷۱ معیارِ جہاد = غزوۂ بدر

معیارِ سلوک = اصحابِ صُفّہ

غزوۂ بدر = مفتاح الجہاد

اصحابِ صُفّہ = مفتاح السلوک

گویا غزوات جہادِ اصغر اور سلوک جہادِ اکبر ہے؛ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۰۷۲ سلوک کی منزل کے دو معروف مقامات ہیں۔ نقلی اور اصلی۔ اور ہر کوئی نقلی مقام سے گزر کر ہی اصلی مقام میں داخل ہوا کرتا ہے۔ اور جب تک پوری طرح نقلی مقام کی نقل و حرکات سے واقف نہ ہو جائے، اصلی مقام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور نقلی مقام کی ہر شئے نقلی، اور اصلی مقام کی اصلی ہوتی ہے:

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۰۷۳ سایہ دار درخت کے نیچے کوئی درخت نشو و نما نہیں پا سکتا اگر تو سکتا ہے نشو و نما نہیں پا سکتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

۲۰۷۴ اس لئے کہ درخت کے نیچے درخت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ درخت کا سایہ سائے کے لئے کافی ہوتا ہے:

الحمد للحیّ القیوم

۲۰۷۵ سلطان کی آمد پہ شہر کو سجایا جاتا ہے۔ جا بجا درجہ بدرجہ نقیب متعین کئے جاتے ہیں، اور سلطانی وجاہت کے خوف کے باعث سناٹا چھا جاتا ہے؛ سلطان کی آمد پہ بے حد خوشی اور بے حد خوف دونوں ہوتے ہیں؛

اسی طرح اور عین اسی طرح جب کسی مقام پہ رحمت نازل ہوتی ہے، تو عالمِ جبروت کے ملائکہ جب شیاطین کو بھگاتے ہیں، تو پہلے خوف طاری ہوتا ہے پھر سکینت؛ الحمدللہ

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۰۷۶ مومن کا عزم کُن فیکون۔ عزائم کی ضرب آلاتِ حرب پہ حاوی۔ خصلتِ اخلاص کا جوہر، خصلت ہر کثرت پہ غالب، اور خصلت ہی کی بنا پہ انسان کو انسان پہ فوقیت ہوتی ہے؛ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۰۷۷ چوہے ڈاچی کا دودھ نہیں پیتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کسی مرض میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے ڈاچی کے دودھ کو اپنے اوپر حرام فرمایا۔ چوہے بنی اسرائیل کی بگڑی ہوئی امت ہیں؛ اور چوہے ہر کہ بھی اپنے نبی کا اتنا احترام کرتے ہیں، کہ جو چیز ان کے نبی علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کی تھی، اسے کبھی استعمال نہیں کرتے؛ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ؛

الحمد للحی القیوم

فَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

۲۰۷۸ مومن کے لئے یہ غیرت کا مقام ہے، کہ اپنے نبی علیہ السلام کی اتباع میں ایک

چوہا بازی لے گیا

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۷۹ پڑھ کے دیکھ ۔ قرآن کریم اجڑے ہوئے دلوں کی بہار ہے ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۸۰ قرآن کریم کی تلاوت دل کی روشنی کا چراغ ہے ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۸۱ اللہ نے تجھ کو اپنی صورت پر پیدا کیا ۔ اپنے لئے پیدا کیا ۔ اور ساری خدائی تیرے لئے پیدا کی! الحمد للہ ! اس سے بڑھ کر آدمیت کا اور کیا کمال ہو سکتا ہے ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۸۲ اس وقت ہمارے پاس باتوں کے سوا کوئی اور شئے نہیں ۔ اور باتوں سے کبھی کوئی بات نہیں بنا کرتی ۔ بگڑی ہوئی باتیں باتوں سے نہیں ، عملی نمونے سے بنا کرتی ہیں ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۸۳ میں اپنی برّیت کے لئے اپنے دوستوں سے التماس کرتا ہوں ۔ کہ میرا کوئی دوست مجھے کسی خطاب سے مخاطب نہ فرمائے ۔ میرا اصلی خطاب "عبد" "مذنب"

"ذلیل" ہے

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۰۸۴ **کشف**:۔ کسی چیز کی حقیقت کا کھل کر سامنے آنے کا اصطلاحی نام کشف ہے؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۰۸۵ **اسرار**:۔ علم و حکمت کے مخفی بھید کو، جس کے علم کے بغیر انسانی عرفان پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا، اسرار کہتے ہیں؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۰۸۶ تُو تو اُن کے پاؤں جیسا بھی نہیں۔ اللہ اللہ! گویا تیری نظروں میں پاؤں کوئی چیز نہیں۔ جسم کا ایک حقیر حصہ ہیں۔ انسانی جسم الوجود میں پاؤں کو انسان کے ہر اعضاء پر فوقیت و فضیلت حاصل ہے۔ اور وہ جو کچھ بھی کرتا ہے۔ پاؤں ہی کے بل بوتے پہ کرتا ہے۔ پاؤں کی تعظیم۔ تعظیم کی حد ہے۔ تیرے سر کی بلندی ان پاؤں ہی کی بدولت ہے؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۰۸۷ اگر بڑی عمر کے آدمی بچوں کے ساتھ بچوں کی طرح کھیلنے لگ جائیں۔ سب لوگ متحیر ہوں۔ کہیں۔ یہ پاگل ہیں۔ ورنہ بچوں کی طرح کبھی نہ کھیلتے۔ عین اسی طرح دانشوروں کا دنیاوی امور میں مشغول ہوتا ہے؛ الحمد للحیّ القیوم!

۲۰۸۸ جتنا ذکر زبان سے کیا جاتا ہے، اگر دل بھی ساتھ ہو، انگ انگ ذکر کے نور سے منور ہو! ماشاءاللہ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۸۹ اللہ ہی اپنے بندوں کو بندوں میں سے چنا کرتے ہیں۔ خدائی انتخاب کبھی غلط نہیں ہوتے۔ جسے اللہ جس کام کے لئے منتخب فرماتے ہیں۔ اسے مطلوبہ استعداد و نصرت بھی عنایت فرماتے ہیں۔ اللہ کی رہنمائی معروف و مستقیم ہوتی ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۰ اگرچہ مصائب و آلام و امراض گناہوں ہی کی بدولت ہیں۔ تو حضرت ایوب صابر النبی علیہ السلام نبی تھے معصوم تھے کبھی بیمار نہ ہوتے۔ اور اتنے نہ ہوتے کہ کیڑے کھا جاتے۔ ہر آدمی کے ساتھ جو کچھ بھی ہوتا ہے حکمت پر مبنی اور اس کی بھلائی ہی کے لئے ہوتا ہے۔ انبیاء کرام پر جو مصائب نازل ہوئے ان کی امتوں کی رہنمائی کے لئے نمونہ کے طور پر ہوئے۔ مصائب و آلام کے تذکرے باقیات الصالحات ہوتے ہیں۔ غیر معمولی انسان غیر معمولی مصائب و آلام میں گھرے ہوتے ہیں۔ تاکہ آسائش میں محو ہو کر یاد سے کوتاہی نہ کریں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۱ میٹھے شربت کا پیالہ ہر کوئی پی سکتا ہے۔ نیم کا پیالہ کڑوا ہوتا ہے۔ گھونٹ دو گھونٹ سے زیادہ نہیں پیا جاتا۔ لیکن بعض امراض کے لئے تریاق ہوتا ہے۔ حضرت لقمانؑ

کے استاد نے ایک دن غلطی سے خربوزہ کی بجائے ایک کوڑا تُمّہ دے دیا۔ انھوں نے کھا لیا۔ جب استاد کو پتہ چلا، تو افسوس کرنے لگے، کہ ہائے۔ یہ تو کوڑ تُمّہ تھا۔ عرض کیا۔ میرے آقا! آپ ہر روز مجھے شیریں میوے کھلاتے ہیں۔ اگر آج آپ کا دیا ہوا تُمّہ کھا لیا، تو کیا ہوا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۲ دن کو شہر کا گوشہ گوشہ مخلوق کی آمد و رفت سے معمور رہتا ہے۔ انواع و اقسام کی چیزوں سے بازار بھرے ہوتے ہیں۔ لیکن کوہستان و بیابان سنسان ہوتے ہیں سینکڑوں میلوں میں کوئی بھی آدمی نہیں ہوتا خصوصاً گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت تو کوئی بھی چیز باہر نہیں ہوتی۔ سناٹا چھایا ہوتا ہے۔

کیا یہ کوہستان و بیابان و ویرانے یونہی بنائے گئے ہیں؟ کسی کو کیا پتہ۔ کہ رات کو کیا ہوتا ہے؟ کوہستان و بیابان و سنسان ویرانے رات کے وقت اللہ کی بیشمار اقسام کی مخلوق سے معمور ہوتے ہیں۔ جسطرح بڑے بڑے شہروں میں دن کے وقت کہیں میلے، کہیں کھیلیں، کہیں مجالس، کہیں دربار ہوتے ہیں۔ اسی طرح رات کے وقت جنگلوں میں رنگا رنگ کی مخلوق کے میلے ہوتے ہیں۔ شہر دن میں اور جنگل رات میں آباد ہوتے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۳ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا "اپنے رب کا ذکر کرتے رہو۔ اور سب سے تعلق قطع کر کے اس کی طرف متوجہ رہو"!

اے ہمنشیں! کیا تجھے یہ پتہ نہیں، کہ اللہ نے ہمیں اپنے ذکر کا حکم دیا ہے اور حکم دیا ہے، کہ ہم اپنے اللہ کے سوا کسی سے بھی، اور کسی بھی قسم کی کوئی امید نہ رکھیں۔ بے شک ہمارا اللہ کل کائنات کا قاضی الحاجات اور رب رحمان و رحیم ہے۔ ہمیں اپنے رب کا ذکر کرنا چاہیئے۔ ہر وقت کرنا چاہیئے۔ جو ذکر ایک بار اختیار کر لیا جائے۔ اسے ہمیشہ جاری رکھنا چاہیئے۔ کسی بھی حال میں ترک نہ کرنا چاہیئے۔ اللہ کے بندے اللہ کے سوا کسی اور کے کبھی محتاج نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی یہ اللہ کی شان کے شایاں ہے۔ کہ اس کے بندے اگرچہ گنہگار و خطاکار ہوں۔ اس کے سوا کسی بھی اور کے کبھی محتاج ہوں۔ وہ مر تو سکتے ہیں، لیکن اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے دامن دراز نہیں کر سکتے! اور کبھی نہیں کر سکتے؛

الحمد للہ الحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۴ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۔ "کوئی کچھ کہے، کچھ مت کہہ، صبر کر۔ اور نہایت ہی احسن طریق سے علیحدہ ہو"!

یہ کہہ۔ تو جیتا میں ہارا۔ میرا تیرے ساتھ چلنا مشکل ہے۔ تیرا اپنا منہ ہے، اس منہ سے جو بھی چاہے کہہ! البتہ ہم نے تیری کسی بھی بات کا کوئی جواب نہیں دینا!

الحمد للہ الحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۵ اللہ کے ذکر و فکر کے سوا ہر فکر مذموم اور پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اللہ کا ذکر و فکر قلب و رُوح کی تسکین کی واحد و معروف سبیل ہے!

الحمد للہ الحی القیوم

۲۰۹۶ یہ سمجھ میں نہیں آتا، کہ ان چیزوں کو تو نے اتنی حفاظت سے کیوں اپنے پاس رکھا ہُوا ہے۔ حالانکہ ہم نے انہیں کبھی استعمال ہوتے نہیں دیکھا۔ کہا۔ یہ چیزیں میں نے اپنے محبوب کی دعوت کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ اور آخر دم تک ان کی آمد کی انتظار رہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۷ موسمی پھلوں کی بہار چند روزہ۔ اور موسم تک محدود ہوتی ہے۔ موسم، دن اور حال کبھی ایک سے نہیں رہتے۔ بدلتے رہتے ہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۸ صفات کے ساتھ برکات کا نزول و ظہور ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں وہبی ہیں۔ اللہ ہی کی طرف سے بندوں کو عنایت ہوتی ہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۰۹۹ ہر کوئی مکرم و معظم نہیں۔ جس پہ اللہ کا کرم ہو مکرم، اور جس پہ اللہ کی عظمت ہو معظم ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۰۰ محض باتوں سے کیسے رب راضی ہو۔ رب کی مرضی کے مطابق چلیں، ہر حال میں جس میں بھی اللہ رکھے، شکر کریں۔ رب راضی ہے! ماشاء اللہ!

تیری اپنی کوئی مرضی نہ ہو۔ تیرے رب کی مرضی ہی تیری مرضی ہو۔ مقامِ رضا سلوک

کی منزل کا ابتدائی اور بنیادی مقام ہے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۰۱ ظاہر سے باطن کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا۔ تیری حکمت و قدرت کو تیری مخلوق کیسے پا سکتی ہے ؟ تیری حکمت کی نیرنگیاں ورئی الورٰی اور انسانی تخیل سے کہیں بالا تر ہیں۔ تیری محبت کے انداز بے انداز، ہر طرز نرالی ہے۔ لیکن جب تو اپنے کسی محبوب کو زندیقیت کے پردوں میں مستور فرما کر اس کی جلوہ نمائی فرماتا ہے، چشمِ تماشائی کا نور جل جاتا ہے۔ کل کائنات دنگ رہ جاتی ہے۔

سارا مصر میرے دلبر ذوالنونؒ کو زندیق کہتا تھا۔ حالانکہ ذوالنونؒ مصاحبِ حق، محبوب الٰہی، وصی النبی، ولی الرسول نبی المصطفٰے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فرشتے آپ کی ذات کو مقربِ حق اور مصاحب الرسول سمجھ کر اپنی انابت کی سلامی دیا کرتے تھے۔ بے شک آپ اپنے دور کے سلطان الاولیاء تھے۔ جس دن حضرت ذوالنونؒ نے اس دنیا سے کوچ فرمانا تھا، مصر میں ستر آدمیوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جمال سے مشرف فرمایا۔ اور ہر کسی سے فرمایا۔ آج ہم اپنے دوست ذوالنونؒ کے استقبال کو آئے ہیں۔ اللہ اللہ! پھر مصر کے سارے پرندے ذوالنونؒ کے سلام کو آئے۔ ذوالنونؒ کے جنازے پر مصر کے پرندوں نے پروں سے سایہ کیا۔ اور صفیں باندھے پروں سے پر ملائے جنازے کے ساتھ ساتھ ہو لیے۔ اور یہ اعزاز کسی اور کو آج تک نصیب نہیں ہوا۔

ایک دفعہ مصر میں بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے کہا، کہ چلو ذوالنون سے دعا کرائیں۔ آپؒ نے جواب دیا۔ جب تک یہ زندیق مصر میں ہے، کیسے بارش ہو سکتی ہے ؟

یہ کہہ کر اپنی جگہ سے بھاگ نکلے۔ اسی وقت موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ اب بارش بند ہونے کا نام نہ لیتی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ تنگ آگئے۔ کہنے لگے، کہ چلو، پھر اُسی سے کہو کہ بارش بند ہو۔ ان کی تلاش میں نکلے۔ آخر ان کو کسی دور دراز علاقے میں جا پایا۔ عرض کی "دعا کرو، بارش بند ہو۔" آپ نے فرمایا۔ "یہ کونسی عجب بات ہے۔ یہی زندیق پھر مصر میں چلا جاتا ہے۔ بارش بند ہو جائیگی۔" چنانچہ آپ واپس پہنچے اور بارش بند ہو گئی۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۰۲ نفی اثبات چیست؟ نفیِ خود را نفی کن و قلب خویش را اثبات ۔۔۔ ایں حقیقتِ نفی و اثبات است ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۰۳ صاحبِ تسلیم صاحبِ اَنا ہوتے ہیں۔ جتنی اونچی تسلیم، اتنی اونچی اَنا۔ تسلیم و اَنا ناز کے دو مایۂ ناز مقامات ہیں۔ آج تسلیم۔ کل انا ۔۔۔ تسلیم کے بعد اَنا ناز کا وہ انداز ہے، جس کے بغیر تسلیم کا مقام آشکار انہیں ہو سکتا۔ اور یہاں اَنا سے مراد سرکشی نہیں۔ مالک تاز ہے :

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۰۴ سلوک کی تاریخ "تسلیم و انا" کے بے مثل و دلکش واقعات سے اَٹی پڑی ہے۔ حضرت شاہ شرف الدین بُو علی شاہ قلندر قدس سرہ العزیز کے ایک خادم شہر کو سودا سلف لینے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں صوبیدار (گورنر) کی سواری گذری، نامعلوم وہ اللہ

کا بندہ کس دھن میں مستانہ وار جارہا تھا۔ کہ اسے نقیب کی آواز نہ سُنی، اور راستہ نہ دیا۔ نقیب نے اس کے سر پر چھڑی دے ماری۔ سر سے خون بہنے لگا۔ وہ درویش اسی حال میں خون سے لت پت حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ تھرّا اٹھے۔ منشی کو بلایا۔ اور سلطانِ دہلی علاؤالدین خلجی کو یہ حکمنامہ لکھوایا:

"اے بادشاہ! تیرے صوبیدار نے میرے ایک درویش کو بلا قصور لہو لہان کر دیا ہے۔ سورج چھپنے سے پہلے اپنے اس صوبیدار کو ملک بدر کر دے۔ ورنہ سورج چڑھنے سے پہلے تیری جگہ کوئی اور ہوگا۔" اللہ اللہ! ؎

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

یہ حکمنامہ پڑھ کر سلطان علاؤالدین خلجی کے ہوش اُڑ گئے۔ فوراً حضرت امیر خسروؒ شیریں مقال کو قلندر کی بارگاہ میں بھیجا، کہ بادشاہ کی طرف سے معافی طلب کریں۔ اور صوبیدار کو گرفتار کر لائیں۔ اور اس طرح یہ معاملہ طے ہُوا۔

الحمد للحی القیوم!

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۰۵ معلّم سے علم۔ حکیم سے حکمت۔ پیر سے خلافت اور فقیر سے فقیری ملا کرتی ہے۔ ہر پیر فقیر نہیں ہوتا۔ لیکن ہر فقیر پیر ہوتا ہے۔ خلافت امرِ ظاہر اور فقر باطن ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۰۶ حضرت عیسٰے روح اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ "اگر تو اللہ تک پہنچنا چاہتا ہے، تو اس بچے کی طرح ہو جا"! الحمد للحی القیوم!

۲۱۰۷ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام مکمل تارک الدنیا درویش نبی تھے۔ ان کا یہ ارشاد اہم معنی رکھتا ہے۔

بچہ خواہ کسی کا بھی ہو، فطرت کا امین ہوتا ہے۔

بچہ کبائر سے پاک ہوتا ہے

بچہ کبائر کا مرتکب ہو ہی نہیں سکتا

بچہ جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ جو بات پوچھو، سچ سچ بتا دیتا ہے۔

بچے کا سینہ کینے سے پاک ہوتا ہے۔ اگر کسی سے ناراض ہو بھی جائے۔ تو تھوڑی دیر بعد بھول جاتا ہے۔ کوئی ناراضگی بالکل یاد نہیں رکھتا۔

کل کے لئے کوئی چیز جمع کر کے نہیں رکھتا، جو چیز ملے کھا لیتا ہے، یا کسی کو کھلا دیتا ہے۔

بچے کو اپنی ماں پہ تکیہ ہوتا ہے۔

بچہ اپنی ماں کے سوا کسی سے بھی کوئی حاجت نہیں رکھتا۔ جب اسے کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے، اپنی ماں سے مانگتا ہے۔ اور اپنی ماں سے مانگتے اسے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ نہ ملے، تو رونے لگتا ہے۔ واویلا کرتا ہے۔ لیٹنے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ ماں کی مامتا اپنے بچے کی طلب پوری کرنے پہ مجبور ہو جاتی ہے۔ ماں اپنے بچے کو کبھی بھی کسی بُرے حال میں دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ اور اے جانِ من! — اللہ رب العالمین اپنی ہر مخلوق پہ ماں سے سو گنا زیادہ مہربان و مشفق ہے:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۰۸ اے آدم کے بیٹے! اشرف المخلوقات! آزما کر تو دیکھ! الحمد للحی القیوم!

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۰۹ گذرا ہُوا دم ماضی اور آنے والا مستقبل ہے۔ ماضی گذر چکا۔ جیسے بھی گذرا گذر چکا — مستقبل کی کسی کو خبر نہیں، اور کوئی خبر نہیں۔ حال میں سب کچھ ہے۔ حال کو غنیمت جان، اور کسی بھی قیمت پہ ضائع مت کر۔ کار آمد کاریں مصروف رہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۱۰ تیری ملاقات تیرے دوست کی مرض کی دوا ہو نہ کہ مرض میں اضافہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۱۱ نفس۔ تزکی کی نظر سے مزکّی ہوتا ہے۔ مطالعہ سے نہیں۔ اور ہر تزکی نبی النّبی کی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی کی نظر سے مزکّی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۱۲ اگرچہ قلم خشک ہو چکی۔ پھر بھی اللہ تبارک وتعالےٰ عزّ وجلّ ذوالجلال والاکرام قادر المقتدر ہے۔ جسے چاہے، جب چاہے بلند و پست کرے۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۱۳ تبرک جتنا بھی پرانا ہو، اتنا ہی متبرک ہوتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۱۴ اللہ تبارک وتعالےٰ عزّ وجلّ ذوالجلال والاکرام کا شکر و احسان ہے۔ کہ اُس نے

اپنی الوہیت وعبدیت وصمدیت کی فیاضی سے "دارالاحسان" کو مندرجہ ذیل مطبوعات کی تصنیف وتالیف کی توفیق وسعادت نصیب فرمائی۔ الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحبّ ربّنا و یرضیٰ یاحیّ۔ یاقیّوم!

۱۔ کتاب العمل بالسنّۃ المعروف بہ ترتیب شریف
جلد اوّل، جلد دوم، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم، جلد ششم، جلد ہفتم

۲۔ مکشوفات منازل احسان
جلد اوّل، جلد دوم، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم

۳۔ مکشوفات منازل احسان المعروف بہ مقالاتِ حکمت
جلد اوّل، جلد دوم

۴۔ غزوۂ بدر

۵۔ شہادت حضرت سمیّہ و یاسرؓ

۶۔ اسماء النّبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

۷۔ اصحاب صُفّہ رضؓ

یہ تمام مطبوعات وتالیفات اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں شائع کی گئیں۔ اور اللہ ہی کے لئے فی سبیل اللہ تقسیم کی جارہی ہیں۔ کسی بھی کتاب کی اور کسی سے بھی کوئی قیمت نہیں لی جاتی۔ مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ الحمد للہ!

اگر ان مطبوعات وتالیفات میں کوئی بات یا کوئی عبارت قرآن کریم، حدیث نبویؐ اور حبِّ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو کتاب میں سے حذف کردی جائے۔ یہ مطبوعات وتالیفات ہزارہا صفحات پر مشتمل ہیں۔ اور اتنی ضخامت میں فکری، نظری، لسانی وادبی غلطی امکانی ہے۔ قارئین کرام سے فرمائش ہے۔ کہ جہاں کہیں کوئی غلطی

پائیں، اصلاح فرمائیں۔ اور درگذر فرمائیں۔ بے شک یہ بندہ گنہگار و خطاکار اور اللہ تبارک و تعالےٰ عزّ وجلّ ذوالجلال والاکرام غفورؐ حلیمؐ جوادؐ کریمؐ رؤفٌ الرحیم ہے!

یاحیُّ یاقیوم برحمتك استغیث اناعبدٌ مذنبٌ ذلیلٌ وانت ربی ذوالجلال والاکرام؛ فاعف عنی فانك عفوٌّ کریمٌ

یاعظیم العفو یانعم النّصیر! آمین آمین آمین

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۲۱۱۵ پیر کی تصویر تصور میں ہوتی ہے، دیوار پہ نہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین!

۲۱۱۶ چرندوں اور پرندوں کے لئے دن، اور درندوں اور خزندوں کے لئے رات پیدا کی۔ دن کے جانور رات کو، اور رات کے جانور دن کو باہر نہیں نکلا کرتے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۲۱۱۷ سورج دن کو، اور چاند اور ستارے رات کو چمکا کرتے ہیں۔ سورج میں تپش ہوتی ہے۔ اور چاند میں ٹھنڈک!

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین!

۲۱۱۸ مجھ پہ یوں مت چل، مجھ سے عبرت حاصل کر! صدیاں گذریں۔ میں ایک مشہور شہر تھا۔ دُور دُور سے لوگ میری سیر کو آتے۔ اور مجھ سے حسین اور بارونق کوئی اور شہر دنیا میں نہ تھا۔

میں اپنے حال پہ روتا ہوں۔ تجھے کیا بتاؤں کہ میں کیوں غرق ہوا۔ میرے باشندوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔ نافرمانیاں کیں۔ اللہ نے ان کو ڈھیل دی سمجھانے اور ڈرانے والے بھی بھیجے۔ جب وہ کسی بھی طرح راہِ راست پہ نہ آئے۔ اللہ نے ان کو غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۱۹ میں اس شہر کا بادشاہ تھا۔ میرے سر پہ موتیوں سے جڑا ہوا تاج رکھا جاتا۔ لوگ مجھے سجدے کرتے۔ اگر مجھے آج کا پتہ ہوتا۔ اور اس بے قدری سے واقف ہوتا۔ تو کبھی بادشاہت قبول نہ کرتا۔ سر پہ تاج نہ رکھتا۔ بوری پہن کر وقت گذارتا۔ اور کوئی بھی کام ایسا نہ کرتا، جو آج یہاں کام نہ آتا۔ میرا کوئی کام میرے کسی کام نہیں آیا۔ ہر کام میری پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ کاش میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور کسی کا ذلیل غلام ہوتا۔

الحمد للحی القیوم:

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۲۰ اے جینے والو! اے خوش نصیب بندو! یہ زندگی جو آج تمہیں حاصل ہے۔ قیمتی متاع ہے۔ اسے ضائع مت کرو!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۲۱ ہمارے حال سے عبرت حاصل کرو۔ اور ذکر و طاعت میں مصروف رہو!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۲۲ جنگل میں کوئی بوٹی ایسی نہیں، جو کسی نہ کسی مرض کی دوا نہ ہو!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۲۳ کوہستان و بیابان کی بے شمار اقسام کی بوٹیوں کے خواص کی کسے خبر نہیں! — یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! یا حی یا قیوم! یا ذا الجلال والاکرام! تیری یہ حکمت ہم بندوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ کہ اتنی نافع جیزوں کو کیوں تو نے اپنے بندوں سے مخفی رکھا ہوا ہے۔ اگر ان کا تیرے بندوں کو پتہ ہو، تیری مخلوق کو بے حد فائدہ پہنچے۔ ہم تیرے در کے فقیر معاذ کبھی بخل کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۲۴ ایک اللہ کے بندے نے فرمایا۔ کہ جنگل کی ہر بوٹی اپنا خواص آپ بیان کرتی ہے جسے یہ سماعت حاصل ہو، بوٹی سے بوٹی کے خواص خود دریافت کرے۔ پھر اس نے قسم کھا کر کہا۔ کہ یہ بالکل سچ ہے۔ جنگل کی ہر بوٹی جنگل کی زینت و خزانہ ہے۔ ہر کسی کو کیونکر عنایت ہو۔ پھر اس نے ایک بوٹی کو پانی سے بھرے ہوئے مٹکے میں ڈالا۔ پانی جم کر اولہ بن گیا!

الحمد للحی القیوم!

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۲۵ اگر یہ علم عام کر دیا جاتا، جنگل کی عظمت فوت ہو جاتی۔

الحمد للحی القیوم!

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۲۶ اپنے لئے ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیئے ۔ ہمیں جو کچھ بھی چاہیئے، تیری مخلوق ہی کیلئے چاہیئے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۱۲۷ النعمائے ربّانیہ جب تک اپنی احسنیّت سے ویسی صفات ظاہر نہ کریں وہ بقاء الحیات نہیں رہ سکتیں ۔ اور جو نعمتیں فنا کے مقام میں داخل ہو کر معدوم ہو جائیں ۔ وہ نعمتیں انعام الٰہی نہیں کہلا سکتیں ۔ انعام الٰہی کی سب نعمتیں بقاء الحیات ہوتی ہیں ۔ اور فنا کے مقام میں داخل ہو کر بھی ہمیشہ اپنی اصلیت کی حقیقتیں ظاہر کرتی رہتی ہیں ۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۱۲۸ یارانِ طریقت کا یہ عقیدہ حق الیقین پہ مبنی، اور کسی بھی طرح کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا ۔ کہ ہمارے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی حیات طیّبہ کے ساتھ ویسی حقیقتیں اب بھی ظاہر کر سکتے ہیں ۔ جیسی کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بشریّت نے اس وقت ظاہر کی تھیں، جس وقت کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم اس دنیا میں تمام لوگوں کو اپنے وجودِ مسعود انسانی کے ساتھ ظاہر آیا کرتے تھے ۔ میرے آقا روحی فدا صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے محبّانِ عاشقین اور محبوبانِ ملّت کو ویسی اصلیّت کے ساتھ اب بھی اپنی کلام بشریہ سے مستفیض فرمایا کرتے ہیں ۔ اور یہ مقام عنایتِ الٰہیہ ہے ۔ کسبی نہیں، وہبی ہے ۔ اپنی کوشش سے کوئی اس مقام پہ نہیں پہنچ سکتا ۔ اگرچہ سر کے بل کنوئیں میں لٹکے! اور میرے اللہ کی ہر عنایت غیر مشروط ہوتی ہے ۔ اگر عنایت کسی بھی شرط کی مشروط ہوتی، عنایت کیسے کہلاتی —— میرے اللہ جسے بھی جو چاہیں، عنایت کریں ۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں ۔ اور یہ عنایت ہے —— اللہ اللہ! ماشاء اللہ! سب سے فضل

سب سے بالا، اور سب کی سردار ہے !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین !

۲۱۲۹ ایک اللہ کے بندے کو اپنے شیخ کے ہمراہ ایک سفر کی سعادت نصیب ہوئی واپسی پر اس نے یہ دلچسپ حکایت بیان کی۔ سچ پوچھو تو یہ چھوٹی سی حکایت سلوک کی منزل کی پوری ترجمان ہے۔ اس نے کہا :

جب بھی منزل پر اس نے اپنی کسی مشکل کا اظہار کیا۔ فرمایا: ہم اس وادی کے مسافر ہیں، مکین نہیں۔ اور سفر عذاب کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اللہ اللہ کرتے میرے پیچھے پیچھے چلا آ — یہ وادی کوئی ایک دو دن کی نہیں۔ سالوں کی ہے۔ رات کو جب سونے کے لئے بستر دراز کئے، ابھی لیٹے ہی تھے، کہ ہمارے ارد گرد سانپ کھیل رہے تھے۔ عرض کی — یا حضرت: سانپ !- فرمایا۔ اللہ کی یاد کر۔ یہ سانپ اس جنگل کے باسی اور ہم راہگیر ہیں: ہم کس کس کو ماریں گے، اور کتنوں کو ماریں گے۔ یہ ساری سانپوں کی وادی ہے، دن بھر بیچارے بلوں میں گھسے رہتے ہیں۔ شام کو باہر نہ نکلیں تو کہاں اور کدھر نکلیں ؟ صبح ہوئی رخت سفر باندھا، اور منزل پر گامزن ہوئے۔ شیر کی گرج سنی، عرض کی — یا حضرت! شیر — بچائیے !- فرمایا: ہم اللہ کے لئے اللہ کی اس راہ میں نکلے ہوئے ہیں۔ یہ شیر میری نظروں میں ایک کتے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ شیر نے ہمارا کیوں مقابلہ کرنا ہے اور کیا مقابلہ کرنا ہے ؟ یہ ایک شیر تو کیا، اگر کل کائنات بھی میری راہ میں آکھڑی ہو، تو مجھے آگے جانے سے کبھی روک نہیں سکتی۔ میں نے آگے جانا ہے، اور ضرور جانا ہے۔ کوئی سمندر، کوئی پہاڑ اور کوئی ریگستان میری راہ میں حائل نہیں ہو سکتا۔ اس وقت میرے آہنی عزم کے سامنے کوئی کچھ بھی نہیں :

آگے چلے، تو ایک ریچھ ہماری طرف آتا دکھائی دیا۔ عرض کیا۔ حضرت! ریچھ! — فرمایا۔ یہ اللہ کا ملک ہے، اور یہ اللہ کی مخلوق ہے۔ اسی طرح ہم بھی! ہم اسے کچھ نہیں کہتے، یہ بھی ہمیں کچھ نہیں کہتا۔ ہم اپنی راہ پہ چل رہے ہیں، یہ اپنی۔ اپنے تو اللہ کا برکت والا نام لیتا ہوا چلا چل۔ چلتے چلتے آگے بندروں کی وادی آئی — عرض کیا۔ یا حضرت وہ دیکھیں بندر ہماری طرف لپکے۔ ذرا توقف کے بعد فرمایا — ایک مٹھی لوبیا ان کی طرف پھینک۔ ان کے لئے اس سے زیادہ کسی حیلہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

آگے چلے، تو کتوں کے بھونکنے کی آواز آئی۔ عرض کیا۔ یا حضرت، کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آرہی ہیں، شاید اوڈوں کے کتے ہیں؟ فرمایا — اللہ اللہ کرتا چلا چل — یہ بستیوں کے آوارہ کتے ہیں۔ بھونکنا ان کی فطرت میں داخل ہے۔ کتوں کو بھونکنے سے کون روک سکتا ہے؟ اور کتوں کا بھونکنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کتے کے لئے ایک اینٹ کافی ہوتی ہے!

پھر فرمایا — یہ جنگل کی سنسان وادی ہے۔ اس میں کہیں ہاتھی، کہیں ریچھ، کہیں شور، کہیں بندر، کہیں کتے، کہیں پلے ہوتے ہیں۔ کس کس سے اور کیا کیا کریں۔ میرے ساتھ چلنا ہے، تو اللہ اللہ کرتے میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔ یہ تو ایک بہت بڑی وادی ہے، اور ہم نے اسے طے کرنا ہے۔ اور ضرور کرنا ہے۔ اب اس وادی میں سے گذرنے کے لئے رنگا رنگ کے روپ بنانے پڑتے ہیں۔ کہیں پیر بننا پڑتا ہے، کہیں فقیر۔ کہیں ملا، کہیں صوفی۔ کہیں رند، کہیں زندیق۔ ایک اللہ کے بندے نے ماتھے پہ تلک لگا کر اپنی منزل طے کی:

حضرت سائیں توکل شاہ یادکش بخیر قدس سرہ العزیز کے حجرہ شریف کے قریب سے ایک بندہ گذرا۔ جس نے ہندوانہ لباس پہنا ہوا تھا۔ آپ نے دوڑ کر ان کا استقبال کیا۔

ان کے جانے کے بعد لوگوں نے پوچھا، کہ یہ صاحب، جن کے استقبال کے لئے آپ دوڑ کر گئے تھے۔ ہندو معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے کہا، کہ یہ اللہ کے چُنے ہوئے چالیس بندوں میں سے ایک ہے۔ اگر میں ان کی طرف دوڑ کر نہ جاتا۔ تو میرا حجرہ ان کے استقبال کو جاتا۔ ابھی وہ ہزاروں میل دور نکل چکا ہے۔ حاضرین نے پوچھا۔ اسے یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا۔ یہ مقام کسبی نہیں وہبی ہے۔ اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے بھی پسند فرمائیں، عنایت فرما سکتے ہیں۔ کسی اور طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ ویسے اس بندے کو نُو کروڑ مرتبہ اللہ الصّمد کی منزل کی توفیق نصیب ہوئی۔ اور یہ کافی ہے!

الحمد للحیّ القیوم

ماشاءاللہ خیر الرازقین:

۲۱۳۰ ہم جس بھی وادی سے گذرتے، معززین ہمارے استقبال کو آتے۔ سفر کا مدعا پوچھتے، اور ہمارے ساتھ چلنے پر رضامند ہو جاتے۔ اور ساتھ چل دیتے۔ ہم اصرار کرتے ساتھ لے جانے سے معذرت طلب کرتے۔ کہ یہ وادی ایک کٹھن منزل ہے۔ کہیں مرغزار، کہیں بیابان۔ اور ایک دو دن کی نہیں، اگر کسی جنگل میں راہ کھو بیٹھیں، نامعلوم کہاں سے کہاں جانے والے کہاں چلے جائیں۔ بعض مسافر اس جنگل میں ایسے کھوئے، کہ آخر دم تک ان کو ان کی راہ نہ ملی۔ جنگل میں کون کسی کو راہ بتانے والا ہوتا ہے؟ جب وہ کسی بھی طرح نہ مانتے، ہم خاموش ہو جاتے۔ اور وہ اپنی مرضی سے ہمارے ساتھ ہو لیتے۔۔!

اللہ اللہ! کوئی بھی کسی بھی وادی سے صحیح سلامت پار نہ گذرا۔ جہاں کسی کو کوئی تکلیف آتی، شیخ صاحب فرماتے۔ یہ اللہ کی راہ ہے! اور ہم اللہ ہی کے لئے اس راہ پہ چل رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اور اللہ

ہمارے ہر معاملہ میں ہماری ماں سے بھی ستّر گنا زیادہ مہربان ہے۔ صبر سے برداشت کرو۔ اور اللہ اللہ کرتے چلو۔ لیکن وہ کسی معمولی سی بات کی بھی تاب نہ لاتے ہوئے واپس لوٹ جاتے۔ یا کسی کی مرضی کے خلاف کوئی بات ہوتی، برداشت نہ کرتے۔ عہدوپیماں کو بالائے طاق رکھ کر اپنی راہ لیتے۔ ہمارا قافلہ ریل کے ایک ڈبے کی مانند رہا۔ جس بھی مقام پہ گاڑی رکتی۔ نئے دوست بنتے، اور گاڑی میں سوار ہوتے۔ بعض ایسے بھی ہوتے، جو بن بتائے اتر جاتے۔ پھر ہم ان کی تلاش میں مارے مارے پھرتے۔ ہر کوئی یہی کہتا۔ کہ اللہ کے سوا ہماری کوئی غرض وغایت نہیں۔ کوئی مدعا نہیں۔ اور ہم کسی بھی شئے کے طالب نہیں۔ ان کا ہمارے ساتھ چلنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ ان کا یہ قول مجبور کر دیتا۔ کہ ہم ان کو ساتھ لیں اور ضرور ساتھ لیں۔ لیکن کوئی بھی اپنے قول پہ ثابت قدم نہ رہ سکا۔

یااللہ! اس میں کوئی شک نہیں، کہ ہمارا تیرے سوا اور کوئی مقصد نہیں، کوئی مدعا نہیں۔ اور نہ ہی اس میں کوئی مبالغہ ہے۔ کہ تیرے سوا تیری دنیا کی کوئی بھی چیز، اور تیری دنیا کا کوئی بھی منصب ہم گناہگاروں کی نظروں میں کوئی بھی وقعت نہیں رکھتا۔ اور ہمیں کسی بھی شئے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ کبھی کبھی شیخ صاحب اپنے دل کی اس حالت کا حاضرین میں اظہار فرماتے۔ حاضرین پہ وجد طاری ہو جاتا۔ اور وہ ایک عزمِ صمیم سے کہ ہمارے ساتھ چل دیتے۔ نامعلوم آگے چل کر بے چاروں کو کیا ہو جاتا۔ واپس لوٹ جاتے، اور تو کیا، سورج کی تپش کی بھی تاب نہ لاتے۔ اگر کسی کی کہیں طبیعت ناساز ہو جاتی، وہیں رک جاتے۔ رونے لگ جاتے۔ شیخ صاحب فرماتے۔ "بے چارہ یہیں مارا گیا"؟ کسی کو کہتے۔" یہ بھی لٹ گیا اب یہ آگے نہیں جا سکتا۔ بے چارے کا خمار اتر گیا۔ چلو اچھا ہی ہوا، ابھی گھر کے نزدیک ہی ہے۔ شام تک واپس جا پہنچے گا"! الحمدللحق القیوم! ہمارے ہم سفر راحت کے طالب تھے۔ جب تک راحت ملتی، یا ملنے کی امید ہوتی،

رہتے، جب پتہ چلتا، کہ یہاں راحت کا نام تک نہیں۔ مایوس ہو کر لوٹ جاتے بعض کی طلب زینت ہوتی۔ اور اس آسرے ساتھ چلتے جب انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ ان کی مطلوبہ زینت انہیں نہیں مل سکتی، وہیں بیٹھ جاتے اور لوٹ جاتے۔ بعض لذت کے طالب ہوتے اور اسی امید کے سہارے چلتے۔ لیکن جب انہیں یہ یقین ہو جاتا کہ اس منزل میں کوئی مادی لذت نہیں، افسردہ ہو کر آگے چلنے سے رک جاتے۔ کبھی آگے، کبھی پیچھے، کبھی کہیں، کبھی کہیں۔ آخر واپس لوٹ جاتے۔

اور اس منزل میں سفر کرنے والے کی چوتھی اور آخری کمی شہرت ہوتی ہے۔ اور ساری دنیا میں چند گنتی کے آدمی ہوتے ہیں۔ جو اس بیماری سے دور ہوتے ہیں۔ ورنہ ہر کوئی شہرت ہی کی دھن میں اپنی منزل پہ گامزن ہوتا ہے۔ اور یہ مہلک مرض ہے۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔ **مگر ملامت** — اور اللہ کے بندوں کے سوا کوئی دوسرا ملامت کی تاب نہیں لا سکتا۔ اور ملامت **فقر کی** سان ہے۔

جب بھی جنگل میں ہمیں کسی مشکل کا سامنا ہوتا۔ شیخ صاحب بالکل نہ گھبراتے۔ کبھی ڈانواں ڈول نہ ہوتے۔ بڑے سے بڑے خطرے سے بھی خوف نہ کھاتے۔ ہر حال میں کہتے — میرے بیٹے! کیا ہمارا اللہ ہمارے ساتھ نہیں۔ کیا وہ دیکھ نہیں رہا! یقین رکھو! کل کائنات کا خالق و مالک تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اور اس کی موجودگی میں اس کی کوئی مخلوق خاکی ہو یا آبی۔ نوری ہو یا ناری۔ کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی۔ کون و مکان میں بسنے والی ہر مخلوق کی پیشانی کے بال ہمارے اللہ کے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ اور بدوں ارادتِ الٰہی کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی۔ یہ شیر۔ یہ ہاتھی۔ یہ ریچھ۔ یہ بھیڑیا۔ یہ کتے۔ یہ ریلے۔ یہ بندر۔ یہ سؤر۔ یہ اژدہے، یہ ناگ۔ میرے اللہ کی قسم! میرے اللہ کی موجودگی میں میری نظروں میں ایک مٹی کی ڈلی

سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ہر مخلوق کو حکمت پہ پیدا کیا۔ اور فطرت پہ پیدا کیا۔ کوئی مخلوق کسی مخلوق کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ مگر اللہ ہی کے حکم سے۔ ہر مخلوق محکوم ہے۔ خود سر نہیں!

ہماری راہ میں نالے آئے۔ ندیاں آئیں۔ دریا آئے۔ اللہ کا شکر و احسان ہے، کہ ہم کبھی نہ گھبرائے۔ ہماری راہ میں جب بھی کوئی دریا آیا۔ ہم نے کُکھاں کانیاں کا ایک تُلہ بنایا۔ اللہ کا برکت والا نام لے کر کُکھاں کانیاں کے تُلے کو دریا میں پھینکا۔ اور اللہ اللہ کرتے پار کر گئے۔ ہمارا تُلہ کسی جھنور میں نہ پھنسا۔ نہ ہی کسی گرداب میں گھرا۔ دریا کی موجیں ہمارا مقابلہ نہ کر سکیں۔ حتیٰ کہ ہم صحیح سلامت ساحل پہ جا اترے۔ اس وادی کو عبور کرنا تیرے اور میرے بس کی بات نہیں۔ اللہ کی رحمت، کرم، فضل پہ موقوف ہے:

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۴۱ اے ہم نشین! یہ منزل مطالعہ کی نہیں۔ چل کر ہی طے ہوا کرتی ہے۔ اور منزل پہ چلنا زبانی جمع خرچ نہیں۔ ہر مشکل سے مشکل سفر ہے۔ کسی مقام پہ بے حد عزت ہوئی اور کسی پہ بے قدری۔ کوئی تائید کرتا ہے، کوئی تنقید۔ کہیں حسد کیا جاتا ہے، کہیں رشک، اور ہم ان باتوں کو غیر ضروری سمجھ کر کوئی پرواہ نہ کرتے۔ سُن کر یوں گزر جاتے، جیسے کہ کسی نے کچھ کہا ہی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شیخ صاحب سے سوال پوچھتا۔ سیدھا سادا جواب دیتے۔ اور کسی لمبی چوڑی بحث میں نہ پڑتے۔ یہ کہتے، کہ ــــ "یہ آدمی غلطی کا پُتلا ہے آدمی سے علمی، منظری، فکری، ادبی غلطی امکانی ہے"۔ ــــ خود ہر کسی کی ہر غلطی پہ درگزر فرماتے۔ اگر کوئی پھر بھی باز نہ آتا۔ تو کہتے ــــ "کسی جُنید سے کفر کا

فتوے لاکر مجھے سولی پہ لٹکا دے ؛ اور یہ ختم الکلام ہے ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۱۳۲ بندے کے افعال و اقوال کھانے ہی کی پیداوار ہوتے ہیں ۔ جس معیار کا کھانا ہوگا ؛ اُسی معیار کا کردار ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۱۳۳ اللہ ہمیں طیب رزق نصیب کرے ۔ یہ روزی طیب نہیں مشکوک ہے ۔ اسے کھا کر قومی، ملی اور تعمیری کام نہیں ہوسکتے ۔ اور تمام فتنات و فسادات روزی ہی کی شامت ہوتے ہیں ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۱۳۴ کر کے دیکھو ۔ صبر بڑی چیز ہے !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۱۳۵ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں ، کہ جس بازی کی آپ باتیں کرتے ہیں ۔ کب ہوگی ؟ اور کہاں ہوگی ؟ کہا ، کہ یہ کسی کو خبر نہیں ۔ البتہ گمان ہے ، کہ ایسی بازی کوہ قاف ہی میں ہوسکتی ہے ، کسی دوسری جگہ نہیں ۔ اِرم کا تذکرہ اِرم ہی میں سنایا جاتا ہے ۔ اس کا کوئی وقت معین نہیں ۔ بازیگروں کے بتلانے پہ موقوف ہے ۔ جب وہ کہیں گے ۔ کہ تیار ہیں ، اسی وقت ہوگی ۔ اِرم کی بازی کا منظر تیرے اور میرے تخیل سے بالاتر ہے ؛

بازیگر جب اپنی کلیوں سے گھونگرو باندھ کر رقص کرتے ہوئے اکھاڑے میں اترتے ہیں۔ ایک رنگ بندھ جاتا ہے۔ تمام کرتب قابلِ دید و داد ہوتے ہیں۔ پٹڑی کی چھلانگ سب کی سرواہ ہے۔ پٹڑی پہ کھڑے ہو کر قلابازی لگانی گویا جان کی بازی لگانی ہے۔ نقارچی کی دھونکی ـ شاباش بچے ساوھو! ـ بجے میرا ہیرا ـ فنکار بازیگر کو ابھارنے اور اچھالنے کے لئے اہم مقام رکھتی ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۱۳۶ ایک نے کہا۔ کہ اس کا حال بڑی ہی تیزی سے گذر رہا ہے۔ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ عشق کی لذت انہی اشخاص کو نصیب ہو سکتی ہے، جو سچے دل سے اپنی اس محبوب چیز کو حاصل کرنے کی تمنا رکھتے ہوں۔ اور وہ حضور اقدس و اکمل صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی سچی اور اچھی محبت ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رقابت کے سلسلے میں اس مقبول امتی کا دل آئینہ نما کر دیا کرتے ہیں۔ جس سے عرشِ عظیم کی کل کیفیتیں اس کے دل پہ منعکس (ظاہر) ہو سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر و احسان ہے، کہ حضور نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اس امتی کے حال کو ہمہ اوقات اپنی توجہ میں رکھتے ہیں؛

جس عاشق پہ اس کے محبوب (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظرِ ظاہر نہ ہو سکے۔ وہ محب العاشق محبت کا عروجی مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

جس سے اس کی انسانیت اور بشریت دونوں خوشی کے پیغامات سُنا سکیں۔

جو عاشق حضور نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ارشادات نہ سن سکے، وہ مقبول امتی ان کا مقرب و مصاحب و محبوب نہیں کہلا سکتا۔ دعا

علینا الا البلاغ ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۱۳۷ یہ باغ کتنا خوبصورت اور ہرا بھرا ہے۔ لیکن کسی بھی پودے کو پھل نہیں اترا۔ اگر زمین ناقص ہوتی، پودے سوکھ جاتے معلوم ہوا۔ زمین زرخیز ہے، دیکھ بھال پوری کی جاتی ہے۔ پھر کیوں پھل نہیں لگتا ؟ ایک نے کہا۔ بعض پودے اصل ہوتے ہیں بڑے پھلتے پھولتے ہیں۔ لیکن پھل نہیں لاتے۔ ہو سکتا ہے، یہ اصل ہوں، ورنہ کسی کو تو پھل لگتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۱۳۸ آگ بجھانے کے لئے زمزم اور بدرد کا پانی دونوں ایک تاثیر رکھتے ہیں ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۳۹ جس طرح روزہ دار افطاری کے وقت افطاری کے لئے بیقرار ہوتا ہے، اسی طرح عمل جب قائم ہو جاتا ہے، اس عمل کا عامل اپنے عمل کے وقت عمل کو ادا کرنے کے لئے بیقرار ہوتا ہے۔ اور یہ عمل کی کرامت ہے۔ کہ جب قائم ہو جاتا ہے، پھر کبھی فنا نہیں ہوتا۔ ہمیشہ اپنا وجود قائم رکھتا ہے۔

جس طرح روزہ دار کو افطاری کے بعد تسکین و راحت نصیب ہوتی ہے، اسی طرح عامل کو عمل کر چکنے کے بعد راحت و تسکین حاصل ہوتی ہے ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۱۴۰ ارض وسما کے مابین کے خزائن کے مِفتاح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۱۴۱ عمل کے تین درجے ہیں :

- سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو؛
- مسلسل ہو؛
- اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہو؛

پھر عمل اپنے عامل کو نشہ چڑھا دیتا ہے۔ عمل جب قائم ہو جاتا ہے۔ عامل کو مخمور کر دیتا ہے۔ اور عمل کا خمار کبھی نہیں اترتا۔ ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ کہتے ہیں، کہ موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۱۴۲ حضور اقدس واکمل واکرم واجمل والطیب واطہر روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ایک حدیث۔ ایک حدیث ایک سُنّت ہے۔ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کا منبع ہے۔ تمام دریا اسی منبع سے جاری ہوئے۔ اور قیامت تک پوری آب و تاب سے جاری وساری رہیں گے۔ نہ کم ہوں گے نہ بند۔ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طریقت کی صبوحی ہے۔ تمام پیالے اسی صبوحی سے لبریز ہوئے۔ اور اس سے باہر کوئی شے نہیں۔ وما علینا الا البلاغ؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۱۴۳ تیری کسی کرنی پہ کوئی تیری طرف متوجہ ہو ؟ تیری محبت ہی نے کسی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ کبھی مداری کی طرف بھی کوئی متوجہ ہُوا ! کرتب کی طرف ہوتے ہیں ۔ حالانکہ کرتب کا حال مداری ہے ۔ تعریف کھیل کی ہوتی ہے ، کھیل دکھلانے والے کی نہیں ؛
معلوم ہُوا ، کرتب مطلوب ہے ، مداری نہیں ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین !

۲۱۴۴ کوئل ، بُلبل ، راہزن اور راکھا ۔۔ باغوں میں ہوتے ہیں ، ویرانوں میں نہیں ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۴۵ کافر کے ساتھ شیطان نے کیا کرنا ہے ۔ شیطان تیری گھات میں ہے ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین !

۲۱۴۶ ایک نے کہا ، کہ اس کے پیر قلندر نے ایک دن اس سے فرمایا ۔ کہ سلوک کی منزل میں قول کی پاسبانی اہم کام ہے ۔ اس کی تائید میں آپ نے فرمایا ۔ کہ ۔۔ ایک جماعت اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں نکلی ۔ اور یہ عہد کر کے نکلی ۔ کہ اللہ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہ ہونگے ان کا مدعا ، مقصد و مطلوب اللہ اور فقط اللہ ہے ۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے ۔ کہ حضرت سیدنا سلطان البحر و بر خضر علیہ السلام رُشد اللہ نظر آئے ۔ جنھیں دیکھ کر وہ اپنا عہد بھول گئے ۔ اور سمجھا ، کہ گویا انہیں سب کچھ مل گیا ۔ اس پہ ہاتف نے صدا دی ۔ کہ او بدعہدو ! کیا تم نے یہی عہد کیا تھا ؟ پھر ایک تلوار آسمان سے اتری ۔ اور سب کے سر قلم کر دیئے ۔ اور آج بھی اس میدان میں ان کے سر سالکانِ طریقت کی عبرت کے لئے موجود ہیں ؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۱۴۷ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کا یہ قول، کہ ___"اے میرے باپ، جس طرح بھی آپ کو اللہ رب العالمین کی طرف سے کرنے کا حکم ملا ہے۔ کر ڈالئے۔ انشاء اللہ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے"! اللہ تبارک و تعالیٰ کو کون و مکان کی مخلوق کے اعمال سے مقبول و محبوب ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جو بھی کہا۔ دل سے کہا۔ سچ کہا، اور اس پہ ثابت قدم رہے۔ ذرا بھی نہ ڈگمگائے۔ اللہ العلیّ العظیم نے ان کے اس قول کو اپنی کتاب قرآن عظیم میں قیامت تک پیدا ہونے والے جنّ و انس کی راہنمائی کے لئے ثبت فرمایا!

میرے محترم! ایسے کتنے قول ہم ہر روز اللہ ربّ العزت سے کرتے ہیں: ہم یہ کریں گے، یوں کرینگے۔ لیکن کسی بھی قول کو پورا نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ ساری عمر اسی طرح قیل و قال میں گذار دیتے ہیں۔ ہر کوئی ہر روز انھی چند باتوں کو بار بار دہرا رہا ہے ___ کہ ہمارا دنیا میں جینا صرف اللہ تبارک و تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ اور اللہ جل جلالہٗ کے سوا دنیا کی کوئی بھی چیز، اور کوئی بھی منصب ہماری نظروں میں نہیں جچتا ___ کوئی وقعت نہیں رکھتا، گویا ہیچ و بے کار ہے!۔

بعض کہتے ہیں، ہم دنیا میں مسافروں کی طرح رہیں گے۔ اور اپنے تئیں مُردوں میں شمار کرینگے، جو قبروں میں ہیں! ___ غرضیکہ اس قسم کے کئی اعلیٰ سے اعلیٰ عہد و پیمان باندھتے ہیں۔ لیکن کسی پہ بھی کاربند نہیں رہتے۔ کسی بھی قول پہ پورا اترنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی! ___

اے جانِ من! کسی دن فراغت میں غور سے سوچنا۔ کہ ایسے اقوال کی اللہ رب العٰلمین

کی عزت و عظمت والی بارگاہ میں کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ اللہ عزّ و جل ہمیں کسی ایک قول پر استقامت نصیب فرمائے؛ آمین: یاحیّ یاقیّوم:
ہم نے مردوں کے اقوال کو بازیچۂ اطفال بنایا ہوا ہے۔ ہم اس حال میں مفلوک الحال ہیں۔ اور ہمارا یہ حال یا اللہ تیری رحمت کا مستحق بھی ہے اور منتظر بھی: یاحیّ یاقیّوم:
برحمتك استغیث:

الحمد للحی القیوم:

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۴۸ یہ سعید و رشید منزل طریقت الاسلام کا مایۂ ناز نصاب اور صباحت و صالحیت کی امین ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۴۹ یہ سعید و رشید منزل ایک تیز رَو نہر کی مانند ہے۔ اور اس کی روانی کی سلامتی پٹڑی کی مضبوطی پہ موقوف ہے:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۵۰ پٹڑی میں ذرا سا نقص، یہاں تک کہ چوہیا کا بل بھی ساری نہر کے پانی کے ضیاع اور گرد و نواح کی تباہی کا باعث بن سکتا ہے:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۵۱ گوڈے گوڈے پانی میں پٹڑی کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ نہر جب لبالب بھر جاتی ہے، پُر خطرہ ہوتا ہے۔ اور ہر وقت نگران کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی بے غوری

سے پٹڑی ٹوٹنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۵۲ تیرے رب کی ہر مخلوق اپنے رب کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ لیکن تو نہیں کرتا۔ حالانکہ تو ہر مخلوق سے اشرف ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۵۳ نیکی کر! نیکی کو برباد مت کر!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۵۴ بدی نیکی کو، اور نیکی بدی کو کھا جاتی ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۵۵ بدی مت کر! نیکی تیری آخرت کا سرمایہ ہے۔ نایاب و ضروری سرمایہ۔ اسے یونہی ضائع مت کر!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۵۶ کوئی ایسا گناہ مت کر، جو تیری کسی نیکی کو مٹا دے۔ بلکہ ایسی نیکی کر، جو بدی کو مٹا دے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۵۷ یا اللہ! مجھ کو اپنی یاد عنایت فرما۔ اگر تو نے مجھ کو اپنی یاد عنایت فرما دی۔ گویا کون و مکان کی ہر شے عنایت فرما دی۔ پھر مجھے کسی اور شے کی کوئی ضرورت نہیں ـــ تیری یاد میری ہر شے ہے!

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۵۸ دُعا و سوال ـــ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ محب محبوب سے کبھی سوال نہیں کرتا۔ محبت کی نو ہزار سالہ تاریخ میں کسی بھی محب نے اپنے محبوب سے کبھی سوال نہیں کیا ـــ مبادا محبوب کو بارِ خاطر ہو! وما علینا الا البلاغ

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۵۹ محبوب کا جمال محب کا سوال ہوتا ہے۔ کوئی اور سوال کبھی نہیں کرتا ـــ ایک نے کہا، کہ یہ بات تو اپنے اللہ سے کیوں نہیں کرتا؟ تیرا اللہ کل کائنات کا خالق و مالک و قادر و مقتدر ہے۔ اِس پہ اُس نے کیا خوب جواب دیا، کہ:

"میرا اللہ ہر وقت ہر جگہ میرے پاس ہے، میرے ساتھ ہے۔ اور میری کوئی بھی چیز میرے اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ جو دیکھتا ہے، سنتا ہے، جانتا ہے۔ اسے کہنے کی حاجت نہیں ہوتی!"

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۶۰ انسان خیالات کی رہنمائی میں زندگی کا سفر کیا کرتا ہے۔ خیالات جب بدل جاتے ہیں، ہر شے بدل جاتی ہے۔ گویا جب تک کسی کے خیالات نہیں بدلتے کوئی شے نہیں بدلتی

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۶۱ سونا کان سے نکلتا ہی سونا نہیں ہوتا۔ کھوٹ سے بھرا ہوتا ہے۔ سُنار کی بھٹی میں چڑھ کر ہی سونا سونا بنتا ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۶۲ تیری محبت کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ تیری مرضی کے بغیر کون اس میں کودنے کی جرأت کر سکتا ہے یا حیُّ یا قیوم! ــــــ محبوب کی کشش کے بغیر محب کی کیا مجال، جو محبت کے بحر میں قدم رکھے یا حیُّ یا قیوم!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۶۳ یا اللہ! مجھ کو اپنی اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرما! طیب و مبارک محبت! یا حیُّ یا قیوم! آمین!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۱۶۴ ایک نے اعلان کیا۔ چلو بھئی جس نے اللہ کو دیکھنا ہے؛ سب آ گئے۔ ایک سپیرے کو بلا کر کان میں کہا۔" ان کے درمیان ایک سانپ چھوڑ دو"۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ سانپ کو دیکھتے ہی سب بھاگ گئے۔ فرمایا۔ تم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے ــــ! مخلوق سے ڈرنے والا خالق کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟

الحمد للحی القیوم:

۲۱۶۵ ذرمت! اللہ حاضر و ناظر اور حافظ و ناصر ہے۔ جس طرح ماں اپنے ہر بچے کو ہر آفت سے محفوظ رکھتی ہے، اسی طرح، بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اللہ اپنے ہر بندے کو، مومن ہو یا کافر ــــــ ہر وقت، ہر آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور وہ بہترین بچانے والا ہے! فاللہ خیر حافظاً

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۶۶ کسی مطلوبہ مقام تک پہنچنے کے لئے بے شمار مقامات طے کرنے پڑتے ہیں، بیت اللہ مقامِ مقدس اور بیت الخلاء رجس و نجس ہے۔ جب تک کوئی بیت الخلاء میں داخل نہیں ہوتا، بیت اللہ میں داخل نہیں ہو سکتا ــــــ گویا بیت الخلاء بیت اللہ کا اولین باب ہے! وما علینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۶۷ واقعاتِ عالم کتابِ مبین کے اوراق ہیں۔ ان سے عبرت حاصل کر!

الحمد للحیّ القیوم!

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۶۸ جس بندے کا دنیا میں جینا اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے، صاحبِ منزل ہوتا ہے۔ اور منزل کے دوران صاحبِ منزل کے ساتھ جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور یونہی نہیں ہوتا بحکمتِ الٰہی پر مبنی ہوتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم!

فاللہ خیر الرازقین!

۲۱۶۹ پھل کے بوجھ سے، اگرچہ کتنا وزنی ہو، بیل نہیں ٹوٹتی۔ کدو وزنی پھل ہے۔ کدو کے وزن سے بیل نہیں ٹوٹتی۔ اگر اتنا ہی بوجھ بیل سے باندھ دیا جائے، فوراً ٹوٹ جائے۔ ایک بیل کو ایک نہیں، درجنوں کدو لگے ہوتے ہیں۔ بیل سرسوں کی گندل کی طرح کچی، نازک اور نہایت ہی نرم ہوتی ہے۔ بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ یہاں تک نازک ہوتی ہے، کہ اگر دو انگلیوں میں دبا دی جائے، پانی کی طرح بہہ جائے۔ لیکن اپنے پھلوں کو اپنی آغوش میں اٹھائے رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ـــــ پھل بیل کی مراد ہوتی ہے۔ اور اپنی مراد کو اٹھانا مشکل نہیں ہوتا۔ نیز یہ کہ ـــــ پھل کا تعلق جڑ سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ماں دو سال کے بچے کو آسانی سے گود میں اٹھائے رکھتی ہے۔ اتنی بوجھل کسی اور چیز کو نہیں اٹھا سکتی۔ وما علینا الا البلاغ:

الحمد للحیّ القیوم:

فاللہ خیر الرّازقین:

۲۱۷۰ دانشمند کبھی دنیا دار نہیں ہوتا۔ اور دنیا دار کبھی دانشمند نہیں ہوتا۔ دنیا کی ہر شَے فانی، اور چند روزہ مہمان ہے۔ کسی بھی چیز کو بقا حاصل نہیں۔ مگر باقیات الصالحات:

الحمد للحیّ القیوم:

فاللہ خیر الرّازقین:

۲۱۷۱ تجھ سے بڑھ کر ناقص، ناپائیدار اور فانی کوئی چیز نہیں۔ یہاں تک، کہ یہ مٹی کا کچا گھڑا بھی نہیں۔ تیری کوئی بنیاد نہیں، اور کوئی میعاد نہیں۔ اگر تجھ پہ تیری اس بے ثباتی کا راز منکشف ہو، تو تو کبھی اس کھیل میں مشغول نہ ہو ـــــ کوئی ایسا کام کر، جو تیرے کام آئے۔ یہ کام کیا کام ہیں؟ یہ بھی کوئی کام ہیں؟ اپنا پیٹ تو کتا بھی پالتا ہے ـــــ تیرا دنیا میں جینا اے او جینے والے! تیرے ملک و ملت کی سربلندی کے لئے ہو!

وماعلینا الا البلاغ :

الحمد للحیّ القیوم:

فاللّٰہ خیر الرّازقین:

۲۱۷۲ مخصوص فصلوں کے لئے مخصوص زمین ہوتی ہے۔ ہر زمین میں ہر فصل اُگ تو آتی ہے، نشوونما نہیں پاتی۔ کھاد و خدمت قسمت ارضی کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ اور یہ قدرت کی فطرت ہے! چانسے کے باغوں میں گندم کی کاشت کیسے ہو سکتی ہے :

الحمد للحیّ القیوم:

فاللّٰہ خیر الرّازقین:

۲۱۷۳ تحصیلدار تھانیدار کی، اور تھانیدار تحصیلدار کی کرسی پہ کام نہیں کر سکتا۔ بزازی کی دکان سے خرادی کا سامان کیسے مل سکتا ہے؟ احمق مت بن! جس سودے کی ہٹی ہے، وہ سودا مانگ :

الحمد للحیّ القیوم:

فاللّٰہ خیر الرّازقین:

۲۱۷۴ دینِ اسلام کی شرع کو اپنانے اور پھیلانے کی تنظیم کا اصطلاحی نام ملّت ہے !

الحمد للحیّ القیوم!

فاللّٰہ خیر الرّازقین :

۲۱۷۵ ماضی گذر چکا۔ جیسے بھی گذرا۔ گذر چکا۔ ماضی سے عبرت حاصل کر۔ مستقبل کی کسی کو خبر نہیں، کوئی خبر نہیں، کچھ خبر نہیں !

الحمد للحیّ القیوم:

فاللّٰہ خیر الرّازقین:

۲۱۷۶ ماضی کی پرواہ مت کر۔ اور حال کو ضائع مت کر

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۷۷ تیرا کوئی دم یاد سے خالی نہ گذرے۔ کوئی بھی دم غفلت میں نہ گذرے۔ یہ دم تیری قیمتی متاع ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۷۸ ذکر و طاعت تیری منزل کے دو نشان ہیں۔ یہ نشان گرنے نہ پائیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۷۹ کوئی فضول کام کبھی مت کر!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۱۸۰ ایک نے اپنے سفر کی روئیداد کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ــــ جب وہ اپنے وطن مالوف کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر اللہ کی راہ میں نکلا۔ ایک مبتدی سالک ہی تھا۔ اسے کوئی خبر نہ تھی، کہ اس نے کہاں جانا ہے۔ اور اس کے ساتھ کیا کچھ ہونا ہے! اس کی منزل کا آغاز ایک دلکش مرغزار سے ہوا۔ رفتہ رفتہ وہ مرغزار ایک اجاڑ بن گیا۔ کہیں سبزہ نہیں، کوئی سایہ نہیں۔ سورج کی تپش سے زمین گویا تانبہ بنی ہوئی ہے۔ کہیں بھی سر چھپانے کو سایہ نہیں۔ نہ بیٹھنے کے لئے کوئی ٹھکانہ۔ جب تھک جاتے پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھتے۔

اگلی وادی ریگستان تھی۔ اللہ اللہ! توبہ توبہ! ساری وادی میں کہیں بھی پانی کا کوئی چشمہ نہیں، جو پانی ہے کہ ہم وادی میں داخل ہوئے۔ صرف وہی اس وادی کا پانی تھا۔ جب ہونٹ سوکھ جاتے۔ ایک گھونٹ پانی پیتے۔ اس طرح ہم نے گھونٹ گھونٹ پانی پہ گذارہ کیا۔ اللہ کا شکر ادا کرتے چلتے رہے ــــ اب ہمارے پاس پانی تو بالکل نہ تھا۔ البتہ یہ یقین تھا، کہ جس اللہ نے ہم کو اس وادی میں داخل کیا ہے، کُل کائنات کا خالق و مالک و رازق و محافظ و ناصر ہے۔ یقیناً وہ ہمارے پاس ہے۔ دیکھتا ہے۔ سنتا ہے، جانتا ہے، اور ہر شئے پہ قادر ہے۔ یقیناً ہمیں کوئی ڈر نہیں۔ انشاء اللہ وادی کو سلامتی سے عبور کریںگے۔ حتیٰ کہ اللہ کے لطف و کرم سے صحیح سلامت اس وادی سے گذر گئے:

ریگستان سے گذر کر ایک سرسبز پہاڑ کا سفر درپیش تھا۔ ہم کیسے کیسے اونچے ٹیلوں اور کیسی کیسی دشوار گھاٹیوں میں سے گذرے۔ بعض دفعہ یوں معلوم ہوتا۔ کہ اگر کہیں پاؤں پھسل گیا، تو جان کی خیر نہیں۔ پہاڑ کے گڑھے میں گرنے والا کوئی کبھی جانبر نہیں ہُوا۔ اور کبھی باہر نہیں نکلا۔ پہاڑ کے مقابلے میں ریگستان کی وادی بھی کوئی وادی تھی؟ ریگستان میں پیاس کی شدت کے سوا کوئی اور ڈر بالکل نہ تھا۔ یہاں قدم قدم پہ خطرہ، کہیں چڑھائی، کہیں اترائی ـــــ پہاڑ کی چوٹی پہ چڑھنا بھی مشکل اور چوٹی سے اترنا چڑھنے سے کہیں مشکل ہے۔ پہاڑ کی وادی کو پہاڑی ہی طے کر سکتے ہیں۔ میدانی نہیں۔ میدانی مسافر کے لئے پہاڑ کی وادی کو عبور کرنا ایک بہت بڑا معرکہ ہے۔ بہت ہی بڑا معرکہ! پتھر چکنا ہوتا ہے۔ اور ہر قدم پہ پھسلنے کا امکان ہوتا ہے۔ فلک بوس پہاڑ کے دامن میں پانی کی ایک تیز رَو ندی بہہ رہی تھی۔ اوپر کھڑے ہو کر جب نیچے کی طرف دیکھتے۔ تو دل ہل جاتے۔ جسم کانپنے لگتا۔ سوچنے لگتے۔ کہ اگر کہیں قدم پھسلا، تو جان کی خیر نہیں۔ توبہ توبہ! ایک مدت سفر کرنے کے بعد ــــــ ایک طرف گرنے کا ڈر۔ دوسری طرف جنگلی جانور دل

کا۔ جس پہاڑ میں سے ہم گذرے، بڑا خطرناک تھا۔ سارے کا سارا جنگل خونخوار درندوں کا مسکن تھا۔ اور ساری منزل میں دم بھر کے لئے بھی چین نہیں آیا۔ درندوں کی وحشت اور پھسلنے کے خوف سے جان سولی پہ لٹکی رہی۔ اللہ اللہ! اور یہی دُعا کرتے رہے۔ کہ یا اللہ! اس منزل میں کسی اور کو پھر نہ ڈالنا۔ ریگستان کی وادی میں پانی کی قلت کے سوا کوئی اور خوف نہ تھا۔ اور اس وادی میں خوف کے مارے پانی تک حلق سے نہیں اترتا تھا۔ اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔ یہی ڈر کھائے جارہا تھا۔ کہ اب مارے گئے، اور یہاں مارے گئے۔ یہاں گرے اور یہاں پھسلے۔ جب آگے چلنے کی سکت نہ رہی، گھبرا گئے۔ ارادہ کیا کہ واپس لوٹیں۔ اس منزل میں واپس لوٹنا آگے چلنے سے کہیں مشکل ہے۔ گویا کہ واپس لوٹنا مرضی پہ موقوف نہیں۔ عجب حال دیکھا۔ نہ آگے چل سکتے نہ پیچھے۔ نہ آگے چلنے کی ہمت، نہ پیچھے کی۔ کیا کیا جائے؟ اللّٰہُ مَعِیْ سے دِل کو تقویت ملتی۔ دل سے یہ آواز آتی۔ کہ جب اللہ کی راہ میں تو چل رہا ہے۔ تیرے ساتھ ہے۔ پھر یہ گھبراہٹ کیسی؟ کیا تجھے اپنے اللہ کی عظمت و قدرت کی خبر نہیں؟ اللہ اللہ کرتے چلا چل! یہ خونخوار درندے تیرے خادم ہیں۔ ان سے مت ڈر! یہ سمجھ، یہ تیرے سلام کو آئے ہیں۔ تیرے ساتھ تیرا اللہ ہے! یہ تجھے کھانے، تیرے اوران کے استقبال کو آئے ہیں۔ ان سے بالکل مت ڈر۔ اپے دندناتا ہُوا چلا چل۔

پھر اس نے ایک قصہ سنایا! تیرا حال: ہائے ہائے۔ تو نے تو اس غلام کے قصے کو بھی مات کر دیا۔ جسے کہ کسی خدمت کے صلے میں اللہ نے بادشاہی بخشی۔ جب اس بیچارے کو تخت پہ بٹھایا۔ تو اس نئے بادشاہ کی سلامی کے لئے ایک فوجی دستہ آیا۔ جب انہوں نے سلامی کے لئے میانوں سے تلواریں سونتیں۔ تو وہ کود کر تخت کے نیچے چھپ گیا۔ وہ سمجھا، کہ انہوں نے یہ تلواریں میرے قتل کیلئے میانوں سے سونتی ہیں!

تو مرنے اور گرنے کے لئے اس وادی میں داخل نہیں ہوا۔ اگر تو نے مرنا ہوتا۔ یا گرنا ہوتا، تو کبھی اس وادی میں داخل نہ ہوتا۔ یہ تو ایک تاریخی وادی ہے۔ اس وادی کے مسافر کے تذکرے نیک لوگوں کی زبانوں پہ قیامت تک جاری رہتے ہیں۔ اور ان کا عزم و استقلال آئندہ اس وادی میں سے گزرنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ہوتا ہے۔ کسی وادی میں سے کسی کا جلدی جلدی چپکے چپکے گذرنا بھی کوئی گذرنا ہے؟ جس وادی میں کوئی کیف نہیں ہوتا، اس وادی کے مسافر چپکے چپکے گزرا کرتے ہیں۔ یہ تو وادی ہی پُرکیف ہے! — اس سے آگے — پھر ہم چوٹی سے میدان کی طرف اترنے لگے۔ حتّٰی کہ پہاڑی میدان میں آپہنچے۔ پہاڑی میدان میں نہایت سرسبز و شاداب اور دلکش ہوتا ہے کہیں چشمے، کہیں ندیاں، کہیں پھل، کہیں پھول۔ گویا سارا میدان گل و گلزار ہوتا ہے۔ پہاڑ کے دامن کے میدان کی وادی میں کوئی مصیبت و مشقت نہیں ہوتی۔ گویا ساری وادی سیر و تفریح گاہ ہوتی ہے۔ یہاں پہنچ کر وہ لذت نہیں رہتی۔ جو پہلی میں تھی — جس وادی میں کوئی خوف خطرہ ہی نہیں، کیا وہ وادی! اور کیا اس کا تذکرہ! اللہ کا شکر و احسان ہے، کہ اللہ نے اپنی ربوبیت و مجدیت کے صدقے ہم رذیلوں کو اس اتنی بڑی وادی میں سے صحیح سلامت پار اتارا۔

خشکی تک پہنچنے کے لئے پہاڑ کے بعد ایک سمندر آیا۔ ہمیں بتایا گیا۔ کہ جب تک تم اس سمندر کو عبور نہیں کرتے، خشکی پہ نہیں اتر سکتے۔ گویا تیرے اور تیری منزل کے درمیان اب بس یہ ایک سمندر ہے۔ اب جس طرح بھی چاہو۔ اسے عبور کرو! — اور سمندر کا سفر پہاڑی سفر سے کہیں مشکل ہوتا ہے۔ پہاڑ سے گرنے والا ممکن ہے کسی چٹان پہ اٹک جائے، سمندر میں ڈوبنے والے کا کوئی پتہ نہیں ہوتا — اور طوفان سارے سمندر میں ہلچل مچا دیتا ہے:

ہم نے سوچا، کہ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں، کہ ایک چھوٹا موٹا بیڑا بنا کر اللہ کا نام لے کر سمندر میں دھکیل دیں۔ چنانچہ گرد و نواح سے جو کچھ بھی میسّر آیا۔ اس کا ایک بیڑا بنایا۔ اور اللہ کا نام لے کر سمندر میں دھکیل دیا۔ سمندر کا سفر پُر سکون نہیں ہوتا۔ ایک موج سارے سمندر میں ہلچل مچا دیتی ہے۔ اور اتنے بڑے سمندر میں ہر وقت موجیں اٹھتی رہتی ہیں۔ ہمیں اپنی طاقت پہ کوئی اعتماد نہ تھا۔ البتہ ربوبیت پہ پورا اعتماد تھا۔ یہ یقین تھا، کہ جو اللہ ہمیں یہاں تک لے آیا ہے، آگے بھی لے جائیگا۔ یہ موجیں، یہ طلاطم خیز موجیں، یہ بھنور، یہ گرداب، اگر سچ پوچھو، تو اپنی آغوش میں زندگی کا ایک پیغام لئے ہوئے ہیں۔ اور یہی دن زندگی کے برکت بھرے دن ہیں۔ تفریح گاہوں میں سیاحت کرنیوالوں کی زندگی بھی کوئی زندگی ہوتی ہے؟ ۔ اور یہ زندگی ایک مایۂ ناز زندگی ہے۔ ہاتف نے دلاسا دیا، اور بار بار دیا۔ اے موجوں سے کھیلنے والے نوجوان! یہ موجیں، یہ گرداب، یہ بھنور، تیرے عزمِ آہنی کے سامنے ایک چُلّو بھر پانی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ دریا کی ساری خدائی تیری ہمت پہ نازاں ہے۔ تیرا بیڑا کسی بھنور میں کبھی نہیں گھر سکتا۔ نہ ہی کوئی گرداب اسے کبھی ڈبو سکتا ہے!

سمندر کے سفر میں ہمارے ساتھ بہت کچھ ہُوا۔ اور قدم قدم پہ ہُوا۔ ہم نے بڑے پیچ و تاب کھائے۔ اے ہمنشیں! تجھے کیا بتاؤں، ہم نے اس سفر میں کیا کیا پیچ و تاب کھائے۔ جب ہم وسط میں پہنچے، تو ہماری دلجوئی کے لئے ہاتف نے ایک نوجوان کی داستان سنائی۔ یہ دیو پریوں کی کہانی نہیں، حقیقت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمّت میں سے گنتی کے بندوں کو یہ منزل نصیب ہوئی۔ ان میں سے ایک وہ تھے، جب وہ منزل کی صعوبت کی تاب نہ لا سکے، تو اپنی جان سے بیزار ہو کر سمندر میں کود پڑے۔ اللہ کی قسم اس نے کہا۔ اس اللہ کی قسم،

جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کے پاس کوئی بیڑا نہ تھا۔ اور کوئی جہاز بھی نہ تھا۔ وہ زندگی سے بیزار ہو کر سمندر میں کود ا۔ اور یہ سوچ کر کودا۔ کہ تیرتا ہوا سمندر کو پار کرے گا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ ہزاروں میل لمبے سمندر کو تیر کر پار کرنا بادبان کی قوت بھی نہیں۔ اللہ کی رحمت نے اپنے بندے کے لئے سمندر کی وسعت کو مسخر کردیا۔ اور وہ مینڈک کی طرح ٹپ ٹپیل مارتا ہوا سمندر کو عبور کرگیا۔ اور یہ مبالغہ نہیں۔ کہ سمندر کے پار سلطانِ بحر و بَر اُن کے منتظر تھے۔

یہ روح افزا داستان سن کر دُھارس بندھ گئی۔ اور سوچا، جو اللہ بیڑے کے بغیر بندے کو پار لے جا سکتا ہے، ہمیں نہ لے جائے گا! اس طرح ہم نے ایک مدت موجوں کے تھپیڑوں سے دست و گریباں ہوتے ہوئے اپنے سفر کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ خشکی کے پرندوں کو دیکھا۔ جان میں جان آئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ معلوم ہوا، ساحل قریب ہے۔ جوں جوں ساحل کے قریب جاتے، پرندے غول در غول بھرتے نظر آتے۔ اسی طرح ہم ایک دن ساحل پہ پہنچ گئے۔ الحمد للحیّ القیوم!

جب ہم ساحل پہ اترے، تو دیکھا، ایک نہایت چٹیل کفِ دست میدان ہمارے اور خشکی کے درمیان حائل ہے۔ جس پہ کہ ہم نے چل کر خشکی پہ پہنچنا ہے۔ ہم نے سوچا، کہ یہ چند گز کا فاصلہ ہے۔ اور نہایت ہی ہموار ہے۔ ابھی ہم چند قدم ہی گئے تھے۔ کہ دلدل میں پھنس گئے۔ معلوم ہوا، کہ سمندر کے ساحل اور خشکی کے درمیان کفِ دست میدان نہیں، دَلدل تھا۔ جو بھی سمندر سے نکل کر خشکی پہ پہنچا۔ اس دَلدل سے ہو کر نکلا۔ اور دَلدل کا سفر ہر سفر سے کٹھن ہوتا ہے۔

پھر ہم نے ان سے پوچھا ــــ اس دَلدل میں دھنس کر تم کیسے بچ کر نکلے؟ اس نے کہا ــــ یہ وادی کا وہ راز ہے، جسے میں نہیں بتا سکتا۔ ہم نے اصرار کیا، کہ وہ کیسے اس دَلدل سے نکلے؟ تو صرف اتنا کہا، کہ ــــــ اس دَلدل سے

مجھ کو میرے رب نے نکالا، اور رب ہے!

الحمد للحي القيوم!

فالله خير الرازقين!

۲۱۸۱ ایک نے کہا — یہ میری منزل تھی! — دوسرے نے کہا، اب کیوں نہیں! جو منزل تو نے شروع کی تھی، ترک کیوں کی؟ ہاتف نے کہا، یہ تیری منزل ہے، سعید در رشید منزل۔ اسے کبھی ترک نہیں کرنا حتّٰے کہ موت سے ہمکنار ہو! یاحي یاقیوم!

الحمد للحي القيوم!

فالله خير الرازقين!

۲۱۸۲ فعل سے قول کی تصدیق کر!

الحمد للحي القيوم!

فالله خير الرازقين

۲۱۸۳ نمونہ سے معترض کو مطمئن کر!

الحمد للحي القيوم!

فالله خير الرازقين!

۲۱۸۴ محبّت کی عزّت ایمان کا ضروری جزو ہے!

الحمد للحي القيوم!

فالله خير الرازقين!

۲۱۸۵ دین سیکھنے کے لئے آیئے، اور تبلیغ کا جذبہ لے کر جایئے!

الحمد للحي القيوم!

فالله خير الرازقين!

۲۱۸۶ مسجد میں دنیاوی امور پہ گفت وشنید نہ کیجئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ: "عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ کہ لوگ دنیا کی باتیں مسجدوں کے اندر کرینگے۔ پس اس وقت تم ان لوگوں میں نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالٰے کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ المصابیح ص۷۱ عن حسن مرسلاً

ترتیب شریف جلد الاول ص۴۴۴)

۲۱۸۷ ایمان۔ ایقان۔ احسان جس بھی میدان میں یہ تینوں چیزیں جمع ہوجاتی ہیں، رنگ بندھ جاتا ہے۔ اور یہی تینوں چیزیں طریقت الاسلام کا لبِّ لباب اور سالکانِ طریقت کا نشانِ راہ ہیں۔ اور ان کی تشریح لامحدود ہے

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۱۸۸ زندگی کے یہ تین کام ــــ ذکر الٰہی ــــ اللہ کے دین اسلام کی دعوۃ وتبلیغ ــــ اللہ کی بیمار مخلوق کی بے لوث خدمت ــــ ہر جگہ جہاں بھی کوئی ہو، پوری آب وتاب سے شب وروز جاری رہ سکتے ہیں۔ اگرچہ کسی درخت تلے ہو، یہ تینوں کام اللہ کے کام ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی کے بھی اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج نہیں ہوتے۔ جو مزہ درخت کے نیچے آتا ہے۔ کسی اور جگہ نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۱۸۹ ایک نے کہا، کہ اگر اس کے پاس کتابیں نہ ہوتیں، تو وہ اپنے رہنے کے لئے دنیا میں کبھی گھر نہ بناتا!

الحمد للحیّ القیّوم!

۲۱۹۰ جو چیز منبع سے نہیں نکلتی ناپائیدار ہوتی ہے۔ دریا منبع سے نکلتا ہے۔ کبھی خشک نہیں ہوتا۔ ندی نالوں کا انحصار بارش پہ ہوتا ہے۔ اور بارش سدا نہیں ہوتی کبھی کبھی ہوتی ہے؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۱ نگارخانۂ دہر ہیں کرؔفی کے سوا کوئی اور تذکرہ باقی نہیں رہتا۔ بندے آتے رہتے ہیں اور جاتے رہتے ہیں کسی کی کوئی یاد باقی نہیں رہتی۔ جس بندے کا کوئی عمل اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے، اللہ اسے اپنے بندوں کی زبانوں پہ زندہ رکھتے ہیں۔ بندہ مٹ جاتا ہے، کرؔفی کبھی نہیں مٹتی۔ ؎ (کار ہائے نمایاں)

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۲ اگر دنیا میں غریب نہ ہوتے۔ کام رک جاتے۔ امیروں کا جینا دو بھر ہو جاتا۔ لیکن غریب کے ایثار کی داد نہیں دی جاتی۔ اور نہ ہی قدر کی جاتی ہے۔ غریب کے مفاد کی مخالفت مت کر۔ اور کبھی مت کر۔ امیر کی حمایت چہ معنی دارد؟

الحمد للحیّ القیّوم؛

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۳ مظلوم اگرچہ کیسا ہی نحیف ہو، ظالم کے ظلم کی تاب لا سکتا ہے۔ لیکن ظالم مظلوم کی آہ کی کبھی تاب نہیں لا سکتا؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۴ ملامت اہل دنیا کے لئے ذلّت، لیکن سالک کے قرب و ولایت و نجات کا موجب ہوتی

ہے۔ علامت فقر کی سان ہے۔ اور جب تک کوئی آلہ سان پہ نہیں چڑھتا کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ کاریگر جب تک اپنے اوزاروں کو تیز نہیں کر لیتا۔ اپنا کام شروع نہیں کرتا۔ اسے یہ خوب پتہ ہوتا ہے، کہ کند ہتھیار نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۵ تیرے فکر کے انداز ایسے مخلص اور دلکش ہوتے تھے۔ کہ کافر ایمان لاتے پہ مجبور ہو جاتا۔ آج کے سونے والے نوجوان! تیرے پاس کچھ بھی نہیں۔ نہ ساز ہے نہ انداز اور نہ ہی اس ناداری کا احساس؛ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۶ ارادتِ ازلی قدر۔ اور قدر کی موافقت قادرِ قدیر کو مقبول اور ناموافقت نامقبول ہے۔ حضرت سیدنا یوسف جمیل اللہ علیہ السلام نے قدر کی موافقت کی، اللہ نے راضی ہو کر بے حد عزت بخشی۔ مصر کی شاہی بخشی اور پیغمبری بخشی۔

الحمد للحیّ القیّوم؛

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۷ سوچ کر بولا کرو۔ اگر مخاطب اس کا مستحق نہ ہو، تو کلمہ کہنے والے پہ لوٹ آتا ہے۔ کسی کے کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ جب تک کوئی کلمہ طیّبہ کا منکر نہیں ہوتا۔ کافر نہیں ہوتا۔ اکابرینِ ملّت کا ازلی شیوہ اتحاد و محبت ہے؛

الحمد للحیّ القیّوم؛

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۱۹۸ اللہ تبارک و تعالےٰ عزّ وجلّ ذو الجلال والاکرام اکابرِ ملّت کے کارناموں کو قیامت تک آنے والی نسلوں کی راہنمائی کے لئے اپنے بندوں کی زبانوں پہ زندہ رکھتے ہیں، اور۔ اکابرِ ملّت کے تمام کارناموں میں اِتِّحَادْ بَیْنَ الْمُسْلِمِین کی روح کارفرما ہوتی ہے۔ مسلمان کو مسلمان سے لڑانا، اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا کسی بھی دانشور کے نزدیک مستحسن نہیں۔ اور اکابر دانشوروں کے سردار ہوتے ہیں۔ ایسی باتیں کبھی نہیں کہتے۔ اور ایسے کام کبھی نہیں کرتے۔ وما علینا الّا البلاغ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۱۹۹ قرآنِ کریم کو توڑنے کبھی آئندہ ایسا ہی نہیں۔ قرآنِ کریم تیز دھار ہتھیار وحصار ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔ اور جسے کبھی کوئی توڑ نہیں سکتا۔ جسے تلوار فتح نہیں کرسکتی۔ قرآنِ کریم کیا کرتا ہے۔ اور جو فتح قرآنِ کریم کی بدولت ہو، سرمدی ہوتی ہے؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۰۰ غیر ضروری امور کو ضروری کہنا ضروری امور کو غیر ضروری اہمیت دینے کے مترادف ہے؛ جو ضروری نہیں، اسے ضروری مت کہہ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۰۱ اللہ کے بندے کبھی کسی سے ظلم نہیں کرتے۔ اور نہ ہی کسی سے زیادتی کرتے ہیں۔ ہر کسی سے ہر معاملہ میں یگانہ ہو یا بیگانہ۔ پورا عدل و انصاف کیا کرتے ہیں؛ وما علینا الّا البلاغ؛

الحمد للحیّ القیّوم؛

۲۲۰۲ مسلمانی کی تمام خصلتیں چھن چکیں۔ ایک نام باقی ہے، اسے مت چھین!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۰۳ اپنے مولائے کریم رؤوف رّحیم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کی خیر مانگ! اللہ میرے آقا روحی فداہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کا کردار بلند کرے! بلند تر! آمین!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۰۴ تیری ساری عمر اس جدّ و جہد میں گذری۔ بتلا! ملّت کو اس سے کیا فائدہ پہنچا؟

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۰۵ جو دل کینہ و کدورت سے پاک ہے، وہ اللہ ازل و ابد کا راز داں ہے! ماشآء اللہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۰۶ ایک نے کہا ـــــ کہ اس نے جب بھی ان سے دعا کی فرمائش کی، فرمایا ـــــ "مسنون دعا مانگ! جو مدعا، مطلب و تاثیر اس میں ہے، کسی دوسری میں نہیں"۔ ہمیشہ فرماتے ـــــ کسی بھی چیز کی پرواہ مت کر! ہر شے کو، خیر ہو یا شر۔ اللہ کی طرف سے حکمت پہ مبنی جان: اور یہ جان۔ کہ جیسے بھی تیرے ساتھ ہو رہا ہے، اللہ کی طرف سے ہے، حکمت پہ مبنی ہے۔ اور اسی میں تیری بھلائی ہے۔ کسی بھی خوشی کو خوشی مت جان، اور نہ ہی کسی غمی کو غمی؛ دونوں میں سے کسی کو بھی بقا حاصل نہیں۔ خوشی و غمی تیرے نفس ہی کی دو حالتیں ہیں۔ اور کبھی ایک سی نہیں رہتیں۔ بدلتی رہتی ہیں۔ ان دونوں کو بالائے

طاق رکھ کر اپنی منزل پہ گامزن ہُوا۔"

اکثر فرماتے ،۔۔۔۔ "کہ کسی کی کوئی تدبیر کسی تقدیر کو کبھی ٹال نہیں سکتی۔ ارادتِ ازلی کے تحت جو کچھ ہوتا ہوتا ہے، ہو کر رہتا ہے"!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۰۷ ساٹھ سال گذرے۔ ہندوستان پلیگ کی لپیٹ میں آگیا۔ لوگ گھروں کو چھوڑ کر کھیتوں میں جا بسے۔ چیت بیساکھ کا موسم تھا۔ رات کو پھوڑا نکلتا۔ اور مریض صبح کو چل بستا۔ ابھی اس کو دفن کر ہی رہے ہوتے، کہ دوسرے کی سناؤنی آجاتی۔ گویا گھروں کے گھر خالی ہوگئے۔ کوئی جنازہ پڑھانے والا بھی نہ ملتا۔ ہر کسی کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی۔ انگریز حکام نے ہر تدارک کیا۔ مگر ناکام رہے۔

جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ ایک بندہ اللہ کے ایک بندے کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کی۔ اس وبا کا تدارک فرمائیں۔ پوچھا۔ کس وبا کا تدارک کریں؟ کہا۔ پلیگ کا:۔ فرمایا۔ وبا کون نازل کرتا ہے؟ عرض کیا۔ اللہ:۔ فرمایا۔ اللہ تو اپنی مخلوق پر ماں سے سوگنا زیادہ مہربان ہے، پھر یہ نزول کیوں؟

جب دنیا میں دنیا کے خالق و مالک کی مرضی کے خلاف ایسے کام ہوتے ہیں، جنہیں کہ رحمت نظر انداز نہیں کر سکتی، اور اگر ان کا تدارک نہ کیا جائے، اور نظامِ کائنات درہم برہم ہونے کا خطرہ ہو۔ اس وقت عبرت کے لئے وبا کا نزول حکمت الٰہی پر مبنی ہوتا ہے۔ اور وہ وبا اپنی آغوش میں رحمتیں لئے ہوتی ہے۔ اس لئے اُس کے نزدیک اس کا اگر کوئی حل ہے، تو اللہ کے حبیبِ اقدس حضرت محمد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و سیرت کا تذکرہ کیا جائے۔ جہاں کہیں اللہ کے حبیبِ اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو، رحمت نازل ہوتی ہے ۔ رحمت وَبا کی ضد ہے؛ اللہ رب العالمین نے اپنے ایک بندے کو اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و سیرت کے بیان کی توفیق عنایت فرما کر وبا کو رد فرما دیا ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۲۰۸ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے حبیب اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان و سیرت کا تذکرہ بے حد مقبول و محبوب ہے ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۲۰۹ ماکولات و مشروبات و ادویات کی منفعت کا انحصار تناسبِ اجزاء اور ترتیب و ترکیب پہ ہوتا ہے ۔ اور یہ اصول کُل کائنات پہ لاگو ہے ۔ اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے وما علینا الا البلاغ ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۲۱۰ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی نبوّت و رسالت کا مقصد سُنّتِ مؤکدہ ، اور ہماری زندگی کا واحد اور وہ نصب العین ہے ۔ جسے کہ ہم نے کسی بھی حال میں کبھی ترک نہیں کرنا ، اور نہ ہی کبھی تبدیل کرنا ہے ؛ یا حیّ یا قیّوم ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۲۱۱ نہ عطا پہ اِترا، نہ بلا پہ گھبرا۔ دونوں چند روزہ ہیں

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۱۲ شہزادۂ کونین مولائے حسین علیہ السلام نے درس دیا۔ کہ میرے نانا کی اُمّت میں شمولیت کے دعویدارو! دنیا کا کوئی شغل تمھیں اللہ کے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ سے کبھی نہ روکے۔ کوئی خوف و خطر تیری راہ نہ روک سکے! نہ ہے قسمت! اللہ کی دی ہوئی جان اللہ کی راہ میں نکلے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۱۳ پاکیزگی میں عیب اور بے حیائی میں رسوائی ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۱۴ جس بات کا علم نہ ہو، اس کی بابت کچھ مت کہا کرو۔ ہر دور کے دانشمند نے اپنی اپنی زبان میں اس حقیقت کی ترجمانی کی، کہ ——— جو جانتا نہیں، اور جانتا نہیں، کہ وہ جانتا نہیں، احمق ہے۔ اس کی تقلید مت کر! ——— جو جانتا ہے اور جانتا نہیں کہ وہ جانتا ہے، خوابیدہ ہے اسے بیدار کر! ——— جو جانتا نہیں اور جانتا ہے کہ وہ جانتا نہیں، قابلِ تعلیم ہے، اسے سکھا! اور ——— جو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے، دانشمند ہے، اس کی تقلید کر!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۱۵ اے ہمنشیں! حق بات یہ ہے، کہ ہم جانتے ہیں، کہ ہم بالکل نہیں جانتے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں فہم عنایت فرمائے! آمین!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۱۶ اللہ کے بندے ھکَنڈ کی طرح ہوتے ہیں، اور ھکنڈ میں کوئی بھی شئے سرایت نہیں کر سکتی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۲۱۷ ایک نے کہا کہ ـــــ وہ اپنے نفس کو بات بات پہ اور ہر گزری ہوئی بات پہ کوسا کرتا۔ آخر ایک دن اس کے نفس نے اسے ایک ایسی بات بتائی، کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ اپنے نفس کی راہنمائی کا شکریہ ادا کیا۔ اور پھر کبھی اسے اس طرح نہیں کہا ـــ اس سے نفس نے کہا ـــ کہ تیری یہ پرواز میری بدولت ہے، اگر میں گنہگار و خطاکار نہ ہوتا۔ نہ تم نادم ہوتے نہ پشیمان! اور نہ ہی توبہ کے دروازے میں داخل ہوتے۔ اور اگر توبہ کے دروازے میں داخل نہ ہوتے، تو کچھ بھی نہ ہوتے۔ تیرا یہاں آنا درحقیقت میری ہی بدولت ہے!

پھر اس نے کہا، کہ ـــــ حضرت جبرئیل علیہ السلام شروع دن سے جبرئیل ہی ہیں، اور جبرئیل ہی رہیں گے۔ گویا ان کے درجات میں ترقی کا کوئی امکان نہیں۔ یہ شرف اللہ نے حضرت آدمؑ کی اولاد ہی کو بخشا ہے، کہ اگر آج دوزخ کے کنارے پہ ہے تو کل جنت میں ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۲۱۸ اس نے مزید کہا، کہ ـــــ میں تیری منزل کا مرکب ہوں، تو راکب! سفر کی تمام صعوبتیں میں نے برداشت کیں۔ سنگلاخ وادیوں، خارزار صحراؤں کی سختیاں میں نے جھیلیں،

پیاسں کی شدت، موسم کی حدت، بھوک کی سختی اور سفر کی درشتی — یہ سب کچھ میں نے برداشت کیا۔ اور اپنے کندھوں پہ لاد کے تجھے منزل پہ پہنچایا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۱۹ دیندار دین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ نہ امیر کی طرف ہوتے ہیں، نہ غریب کی طرف!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۲۰ امیر سے لے کر غریب کو دینا سلف صالحین کا قدیم دستور ہے۔ اگر لینے والے نہ ہوتے، تو دینے والے کس کو دیتے؟ اور اگر دلوانے والے نہ ہوتے، تو دینے والے کیسے لینے والے کو دیتے۔ دینے والا۔ دلوانے والا اور لینے والا۔ تینوں کا ہونا ضروری ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۲۱ دعا قبول کرنے والے تو رات بھر مجھ کو پکارتے رہے، "آ! کسی کی کوئی حاجت ہو تو بتا"! اس وقت کہاں تھے؟ یہ دُعا اس وقت کرنی تھی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۲۲ ذلّت کو بہ امت جان؛ ذلّت میں مغفرت ہے اور عبرت!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۲۳ عملی نمونہ عامل دیا کرتا ہے، عملے نہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۲۴ ہر شے کی قدر و قیمت خُو پہ موقوف ہے، بُو پہ نہیں۔ اور خُو کی کمی کو بُو پورا نہیں کر سکتی۔ خُو کے معنی خصلت اور بُو کے معنی شکل و شباہت ہے :

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۲۵ زمین و آسمان کے اندر جو شے ہے، تیرے اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ ہی ہر شے کا حفیظ و نصیر ہے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین:

۲۲۲۶ تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے۔ کسی بھی دَور کے اکابر نے کسی مسلمان کو کبھی کافر نہیں کہا۔ اگر کہیں کسی مسلمان کے ایمان کے گرنے کا پتہ چلا۔ فوراً وہاں پہنچ کر تقویت دی۔ اور تھام لیا۔ یہی ان کی عظمت کا راز اور یہی اسلام کی سربلندی کا سبب تھا۔

سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ایک دوسرے کو کافر مت کہو۔ اس سے بڑھ کر سخت و بُرا کلمہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟ کہ ایک مسلمان کو کافر کہا جائے۔ کسی بھی دانشور کے نزدیک کسی مسلمان کو اگرچہ وہ کتنا ہی گناہگار و خطاکار ہو۔ کافر کہنا اسلام کے منافی ہے۔ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی تلقین تخریبی نہیں تعمیری ہے۔ نئی نہیں پرانی ہے غیر اسلامی نہیں اسلامی ہے۔ اور اکابرینِ ملّت کے اس دستور کی کبھی کسی نے خلاف ورزی نہیں کی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۲۷ مسلمان سب کچھ ہو سکتا ہے، لیکن کافر نہیں ہو سکتا۔ گنہگار ہو سکتا ہے، خطاکار ہو سکتا ہے۔ بدکار ہو سکتا ہے، کافر نہیں ہو سکتا۔

جب تک کوئی کلمۂ طیب کا منکر نہیں ہوتا، کافر نہیں ہوتا۔ اگر ہم گناہ نہ کرتے۔ تو اللہ کی بخشش کس کے کام آتی ؟ گنہگار جب اپنے گناہوں سے شرمسار ہو کر توبہ کرتا ہے، اور صدقِ دل سے پکی توبہ کرتا ہے۔ اجابت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ساری دنیا کی تاریخ ہیں جس نے بھی جو مرتبہ پایا۔ توبہ ہی کے دروازے سے داخل ہو کر پایا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۲۲۸ کسی مسلمان کو کافر کہنا ایسا ہی ہے، جیسے کہ چٹے کو کالا۔ چٹے کو کالا کہنے والے کی سننے والا کیا داد دے ؟

اے جانِ من! مجھے اور تجھے کسی کو بھی مطمئن کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم جیسے بھی ہیں اور جو کچھ بھی ہیں، اپنے اللہ کے سامنے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۲۲۹ کسی بھی ادارے کو چلانے کے لئے ردِ پوؤں کی نہیں، شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے، اور شخصیت جذبے کے تحت محوِ عمل ہوتی ہے: جب تک جذبہ قائم رہتا ہے، ادارہ قائم رہتا ہے۔ اللہ کرے، تعمیری اداروں کے معماروں کے جذبات کبھی نہ کم ہوں اور کبھی نہ ختم ہوں! ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین؛

۲۲۳۰ جذبہ چیست ؟ ــــ فن کار کا اپنے فن میں کُلیتاً محو و منہمک ہو کر ماسوا سے بے خبر و بے گانہ ہو جانا جذبے کی ایک ادا ہے ؛ جذبے کا لغوی مطلب ہے کسی کا کسی میں جذب ہو جانا ــــ کسی کا اپنے فن میں ڈوب کر فن ہی کی لگن میں گم ہو جانا ــــ اپنے خونِ جگر سے اپنے فن کی آبیاری کرنا ۔ ایک مقصد کی خاطر جینا اور مقصد ہی کی خاطر مرنا ۔ اور فنکار کا فکر اپنے فن ہی کی خاطر ہوتا ہے ۔ کوئی دوسرا فکر کسی فنکار کو کبھی متفکر نہیں کر سکتا ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۱ جذبہ ایک وہبی خصلت ہے ۔ خالق کی عنایت سے مخلوق کو ودیعت ہوتا ہے اور ۔ ذوق و شوق جذبہ ہی کے مختلف مدارج ہیں ۔ جذبہ جب جنون کے مقام پہ پہنچتا ہے عشق بن جاتا ہے ۔ اور عشق ہر منزل کا میرِ کارواں ہے ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۲ کسی کو جگانے کے لئے یہ کافی نہیں ؟ کہ اس نے پھر اس دنیا میں کبھی نہیں آنا ۔ اور نہ ہی یہ وقت جو ضائع کیا جا رہا ہے ، دوبارہ ملنا ہے ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۳ دنیا میں کوئی بھی کسی شئے کا مالک نہیں ۔ اور کوئی بھی شئے کسی کی مِلک نہیں ۔ ہر شئے کا مالک اللہ اور ہر شئے اللہ ہی کی مِلک و میراث ہے ۔ حقیقت یہ ہے ۔ کہ جو بھی کوئی کچھ کرتا ہے ، اللہ ہی کی ارادت و توفیق کے تحت ، اور اللہ ہی کے لئے کرتا ہے ۔ کسی کی اپنی کوئی ذات نہیں ، کوئی صفات نہیں ۔ کوئی حال نہیں ، اور کوئی مقام نہیں ۔ اپنی

کوئی مِلک نہیں ۔ اور کوئی میراث نہیں ۔ مخلوق کے پاس جو کچھ بھی ہے ، اللہ ہی کا مال اور اللہ ہی کی مِلک و میراث ہے ۔ کائنات کا سارا نظام ارادتِ ازلی کے تحت محوِ عمل ہے ۔ اور ارادت میں مخلوق کی مداخلت حماقت کے مترادف ہے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۴ اللہ کے بندوں کا کوئی ترکہ نہیں ہوتا ، جو کچھ وہ چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے ، اور صدقے کی کوئی وصیت نہیں ہوتی ۔ وہ بازارِ دنیا سے یہ کہتے ہوئے ایک دھوم سے گذرے کہ نہ کسی سے کوئی ترکہ پایا ، اور نہ ہی چھوڑا ۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۵ دین کے یہ تین کام بنیادی ہیں : ______

ذکرِ الٰہی

دعوۃ و تبلیغ

حکمت

یہ تینوں کام کسی بھی ساز و سامان کے محتاج نہیں ، مطلق نہیں ۔ یہ تینوں کسی بھی درخت تلے صدیوں تک جاری رکھے جاسکتے ہیں ۔ واضح ہو ، کہ جو تمکنت صحراؤں میں ہے ، محل میں نہیں :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۶ جو دولت تیری قبر میں تیرے کام نہیں آتی ۔ یہ کہہ ، کہ مجھے تیرے اللہ کی قسم ، تو نے وہ دولت اس دنیا میں کبھی نہیں کمائی !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۳۷ دار الشفاء اگرچہ میلوں وسیع ہو، بیماروں ہی کے لئے وقف و مخصوص ہوتا ہے۔ اسی طرح مسجد اور اسی طرح مکتبہ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۸ مسجد اللہ کا — مکتبہ اللہ کی کتاب کا — اور دار الحکمت اللہ کی بیمار مخلوق کا گھر ہوتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۳۹ سمندر کی تہہ میں ہیرے ہوتے ہیں، موتی ہوتے ہیں، لعل ہوتے ہیں، گوہر ہوتے ہیں۔ مگر ہر کسی کو دستیاب نہیں ہو سکتے!

حضرت سلطان المشائخ ابراہیم ادھم قدس سرہ العزیز کے والد ماجد عارف حضرت ادھمؒ کو بادشاہ کی شاہزادی کے لئے ایک نایاب گوہر کی فرمائش کی گئی۔ پوچھا۔ وہ کہاں سے ملتا ہے؟ کہا۔ سمندر کی تہہ سے! یہ سن کر آپ نے سمندر کی راہ لی۔ اور ساحل پہ جا پہنچے۔ تھوڑی دیر کھڑے سوچتے رہے۔ آخر کمرِ ہمت باندھی، اور اپنے کشکول سے سمندر کے پانی کو اچھالنا شروع کر دیا۔ سارا دن ساحل پہ کھڑے کشکول سے سمندر کو اچھالتے رہے — حضرت ادھمؒ کا یہ عزم و استقلال قابلِ دید تھا۔ اللہ رب العالمین نے ان کے اس عزم و حوصلہ کی داد کی۔ اور سلطانِ بحر و بر سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی مشکلکشائی کے لئے بھیج دیا۔ فرمانے لگے — یہ کیا کرتے ہو، اور کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا، کہ سمندر کے سارے پانی کو اچھال کر اس کی تہہ میں سے گوھر نکالنا چاہتا ہوں! حضرت خضر

علیہ السلام نے فرمایا۔ دیکھ ! تو نے سارا دن پانی اُچھالا۔ سمندر میں کیا فرق آیا؟ ـــ عرض کیا۔ کہ آپ تشریف لے جائیں۔ میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ جب تک میں سمندر کے پانی کو باہر نہیں پھینک دیتا۔ ہرگز نہیں رکوں گا۔ یہاں تک کہ موت سے ہمکنار ہو جاؤں۔ سمندر خالی ہو نہ ہو۔ مجھے اپنے کام سے کام ہے۔ اور میں اس سے کبھی نہیں رک سکتا ـــ !

حضرت سیدنا سلطان بحر و بر خضر علیہ السلام نے یہ سن کر میرے آقا و مولائے کریم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے مخلص بندوں کے عزم و ہمت کی کیا کیا داد دی ہوگی۔ ماشاء اللہ : آپ نے سمندر کی سطح پہ عصا مارا۔ اور سمندر کے دامن میں جتنے بھی جواہر تھے۔ اگل کے ساحل پہ ڈال دیے۔ اور پھر حضرت ادھمؒ سے فرمایا۔ ایک گوہر تو کیا ، تم جتنے بھی اٹھا کر لے جا سکتے ہو لے جاؤ !

حضرت ادھمؒ ان نایاب جواہر کی ایک پنڈرے کر جب شاہی دربار میں وارد ہوئے تو ایک تہلکہ مچ گیا۔ لوگوں کی حیرت و استعجاب سے نگاہیں پھٹ گئیں۔ ہر طرف ایک سناٹا چھا گیا۔

اسی طرح اسمِ اعظم کے اذکار سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اسمِ اعظم اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ و جلّ اپنے لطف و کرم سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ، عنایت فرماتے ہیں۔ گویا یہ نعمت وہبی ہے کسبی نہیں۔ مطالعہ کتب سے اسمِ اعظم کیسے حاصل ہو !

الحمد للحی القیوم ! فاللہ خیر الرازقین

فاللہ خیر الغافرین : فاللہ خیر الفاتحین

۲۲۴۰ ۔ اسمِ اعظم امرِ باطن ہے ، معطی کے سوا کسی دوسرے کو معطی کی خبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کبھی کسی نے اس عطا کا اظہار کیا۔ امرِ مخفی کا اظہار حرام کے برابر ہے !

الحمد للحی القیوم

۲۲۴۱ اِک ڈھونیاں تاپدے وچہ جنگلاں دے، پِنڈے نیں اگ وچہ سڑ دے!
اِک غوطے مار دے وچہ دریاواں، بھیتی نیں ڈوبنگھے سر دے!
اِک بیٹھ کے اپنے حُجریاں اندر، ذکر وظیفے کر دے!
اِک پھر دے چُپ گڑپ نیں، اَگل کسے دے نال نئیں کر دے!
پیر جنھاں نوں کامل مل گئے، اوہ ڈوہنگھے نیں وچہ تر دے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۴۲ جنگل ساری رات درندوں سے معمور رہتا ہے، جب صبح ہونے کو آتی ہے، تمام درندے اپنے اپنے بلوں میں جا گھستے ہیں۔ اور جنگل میں گویا سناٹا چھا جاتا ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۴۳ جس کا حال اس کے قال کی تصدیق نہیں کرتا۔ نقال ہے۔ اور نقال کی کوئی بات اپنی نہیں ہوتی۔ لوگوں کی کہی ہوئی باتیں اپنے الفاظ میں ڈھال اور اپنی طرف منسوب کی ہوتی ہیں۔ ایسی باتیں کسی بازار میں کیا منزل و وقعت رکھتی ہیں؟ نئی بات دلوں میں اترا کرتی ہے۔ اور نئی بات وہ بات ہوتی ہے، جو دل سے نکلے، اور اس سے پہلے کسی سے منقول نہ ہوا جیسے یہ بات!

الحمد للحی القیوم!

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۴۴ اکتسابی علم عام اور وہبی خاص ہوتا ہے، وہبی علم کی پوری نشاندہی تو کتاب میں ہوتی ہے لیکن مخفی تشریح اللہ کی طرف سے دل میں عنایت ہوتی ہے!

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۴۵ رزقِ حسنہ طیب ہوتا ہے۔ تقسیم کے لئے عنایت کیا جاتا ہے۔ جمع کے لئے نہیں تقسیم میں برکت اور جمع میں زحمت ہوتی ہے؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۴۶ رزق کی عنایت تقسیم پہ موقوف ہوتی ہے؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۴۷ دلربائے من؛ قربانت شوم؛ بحث ہمیشہ ناقص چیزوں کی جاتی ہے۔ اور نقص دُور کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ ہمارا دینِ اسلام ہر لحاظ سے کلیتاً کامل و اکمل ہے، اور اکمل میں کسی بھی بحث کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی؛ ہو ہی نہیں سکتی؛ دین کا دار و مدار محبت و خیر خواہی پہ موقوف ہوتا ہے۔ اور بحث نفاق کی جڑ ہے؛ کر کے دیکھ لو؛ بحث میں نفاق کے سوا کوئی اور شے کبھی حاصل نہیں ہوتی؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۴۸ اہلِ علم و حکمت کسی بھی بات پہ کبھی بحث نہیں کرتے۔ ہر بات کو حکمتِ الٰہی پہ مبنی سمجھ کر خاموش رہتے ہیں۔ اور خاموشی بحث کا واحد اور منہ توڑ جواب ہے؛ اے جانِ من! اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ؛ نہ تیری نگاہ پاک ہے، نہ میری؛ نہ تیرا دل صاف ہے نہ میرا؛ نہ تُو تَو ہے نہ میں؛ اس بحث نے دین کی بھری محافل پھاڑ دیں؛ گویا بوستانِ ارم

کی پتی پتی کردی؛ اگر اب بھی نہ سمجھے، تو پھر کب سمجھو گے؛ گذرا وقت کبھی کسی کے ہاتھ نہ آیا؛ اور یہ وقت کی آخری پکار ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۴۹ بوستانِ ملّت کی پَود اغیار کے گلستان کی زینت بنی؛ جن پھولوں نے ملّت کے بوستان میں کھِل کر گرد و نواح کی ساری فضا کو معطّر کرنا تھا۔ اغیار کے باغوں میں جا کر کھِلے جس بھی دردمند نے یہ منظر دیکھا، خون کے آنسو رویا۔ لیکن تجھے اس کمی کا احساس تک نہ ہوا۔ کیا ہماری عبرت کے لئے یہ کافی نہیں؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۵۰ ملّت شرفائے ملّت سے مخاطب ہے۔ میری پَود کو یوں ضائع مت کر۔ جب بھی کوئی پودا اُکھڑ کر اغیار کے گلستان میں لگتا ہے۔ ملّت دُہائیں مارتی ہے، اے میرے خون سے سینچے ہوئے پودے؛ اگر تو وہاں لگنے کی بجائے سوکھ جاتا، اور مٹی میں مٹی ہو جاتا تو مجھے کوئی غم نہ ہوتا؛ میں تیری خودی پہ ناز کرتی، تیرا وہاں لگنا میری غیرت کی موت کے مترادف ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۵۱ کسی دیوانے سے پوچھا، زندہ دلی کی کوئی ایک علامت بتلا؛ کہنے لگا، زندہ دل ہی زندہ دلی کی علامت بتلا سکتا ہے؛ سُنا ہے، کہ آنکھیں ان کی بصارت میں حائل نہیں ہوتیں؛ آنکھیں بند کر کے اسی طرح دیکھتے ہیں، جیسے کہ کھُلی آنکھوں سے؛ پھر پوچھا— کہ دل کی صفائی کا ابتدائی درجہ کیا ہے؛ کہنے لگا؛ اس کا اپنا دل صاف نہیں، سُنا ہے کہ وہ قُربِ

بُعد کی قید سے آزاد ہوتے ہیں! تحت الثریٰ سے عرشِ معلیٰ تک کوئی رکاوٹ ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۵۲ جو قدر بیمار کو تندرستی کی ہے، تندرست کو نہیں! لیکن بیمار جب تندرست ہو جاتا ہے۔ تندرستی کی قدر کو بھول جاتا ہے، اور یہ انسان کی سب سے بڑی ناشکری ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۵۳ بیماری منزل کا کفارہ ہوتی ہے، جو عقدے بیماری میں حل ہوتے ہیں، تندرستی میں کہاں؟

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۵۴ جس پہ ان کی نظر پڑ جاتی ہے، نظروں سے گر جاتا ہے۔ کوئی نظر اس طرف نہیں اٹھتی، اور یہ محبت کی رقابت کا قدیم دستور ہے! جو اُن کا ہو جاتا ہے، یا جس کو وہ اپنا لیتے ہیں، پھر وہ اور کسی کا نہیں رہتا! محبت کی رقابت یہ گوارا نہیں کرتی، کہ ان کے محبّ کا ان کے سوا کوئی اور محبوب ہو!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۵۵ ہر منزل کا آخر بے حد مشکل ہوتا ہے، اور مشکل خواہ کیسی بھی ہو، کٹ جاتی ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۵۶ مخلوق جب نفرت کرتی ہے۔ اللہ کے ہاں عزت ہوتی ہے۔ گویا مخلوق کی نفرت اللہ کے ہاں عزت کا موجب ہے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۲۵۷ فقر کا ابتدائی مقام سوز و گداز اور انتہائی کربلائی ہے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۲۵۸ ترشی کی ایک بوند دودھ کی چاٹی کو جما دیتی ہے، دودھ سے دہی، دہی سے مکھن اور مکھن سے گھی اس بوند ہی کی بدولت ہے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۵۹ انسان ان چار مقامات کو عبور کر کے انسان بنتا ہے :

گناہ ابتلا توبہ مغفرت

اور انسانیت کی تکمیل پکی توبہ پہ موقوف ہے

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۲۶۰ دہلی والوں نے جب توبہ کی۔ پکی توبہ کی، اسی وقت اجابت کے دروازے کھل گئے

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین:

۲۲۶۱ حضرت ایوب علیہ السلام کا جسم اطہر کیڑوں نے کھایا۔ آپ نے اپنی صحت کے لئے دُعا

تک نہ کی، اور کوئی بھی دم یادو شکر سے خالی نہ گذرا۔ بے شک حضرت ایوب علیہ السلام صابروں کے امام تھے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۶۲ جب یہ ہوتا ہے، غفلت ہوتی ہے، گناہ ہوتے ہیں، غم ہوتا ہے، اور دکھ ہوتے ہیں؛ جب وہ ہوتے ہیں، کچھ بھی نہیں ہوتا؛ مگر یاد ہوتی ہے۔ اور دل کی ساری دنیا آباد ہوتی ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۶۳ ایک دوسرے کو گالی دینا، برا بھلا کہنا اکابرین کا شیوہ نہیں؛ بالکل نہیں، مطلق نہیں۔ اکابر تو درکنار، جہلاء کا بھی نہیں؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۶۴ اگر علماء متحد ہو کر تعمیری جدوجہد کرتے، اور ایک دوسرے سے پرخلوص تعاون کرتے تو آج نہ دین کی یہ حالت ہوتی۔ نہ دینداروں کی؛ اوعیان باطلہ کو دین حقہ کے سامنے کسی بھی حرکت کی کبھی جرأت نہ ہوتی؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۶۵ بیمار تندرست کو، اور قیدی آزاد کو دیکھ کر رشک کرتے ہیں، کہ کاش وہ تندرست و آزاد ہوتے؛ لیکن اللہ انہیں تندرستی و آزادی بخش دیتا ہے: تندرستی و آزادی کی کوئی قدر نہیں کرتے؛ نہ ہی انہیں نعمت سمجھتے ہیں؛ یہ سمجھتے ہیں، کہ تندرستی و آزادی

ان کا پیدائشی حق ہے!

۲۲۶۶ کسی بھی چیز کا کوئی اعتبار نہیں۔ نہ کسی نعمت کا، نہ صحت کا، یہاں تک کہ کسی کو بھی پتہ نہیں، کہ گزرا ہوا دم واپس لوٹے گا بھی کہ نہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۶۷ عبادت اللہ کی کی جاتی ہے، خدمت اللہ کی مخلوق کی۔ عبادت رائیگاں جاسکتی ہے، مگر خدمت کبھی رائیگاں نہیں جاتی؛ عبادت کے معیار پہ کوئی پورا نہیں اترتا، اور خدمت اگرچہ کتنی حقیر ہوتی ہے، مقبول ہوتی ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۶۸ جہاں کسی کی قدر ہوتی ہے، بیحد ہوتی ہے، اور جہاں کسی کی بے قدری ہوتی ہے انتہائی ہوتی ہے، اور یہ دونوں نفسانی ہیں حقیقی نہیں۔ قدر پہ خوش مت ہو، اور بیقدری کی پرواہ مت کر! قدر سے بیقدری کہیں زیادہ بہتر ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۶۹ فکر آزاد ہوتا ہے، کسی پابندی کا پابند نہیں ہوتا، کسی بھی پابندی کا پابند نہیں ہوتا۔ پابند شاہین ہو یا عقاب، پرواز نہیں کرسکتا؛ فکر حقیقت کی تائید کرتا ہے، گویا فکر کی تائید حقیقت کی ترجمان ہوتی ہے، مفکر اپنے فکر کا ترجمان ہوتا ہے۔ کسی کی تقلید کبھی نہیں کرتا۔ فکر حق ہے، حق کی تائید کرتا ہے؛ اور حق کی تقلید! الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۷۰ تیرے اپنے اندر ہر شے ہے! علم ہے، حکمت ہے، رموز ہیں، اسرار ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ رب العالمین کا عرشِ عظیم بھی تیرے اپنے ہی اندر موجود ہے! لیکن تجھے اور مجھے کسی بھی چیز کی کوئی خبر نہیں، اسی بے خبری کے باعث ہم دونوں کُو بہ کُو اور سُو بہ سُو گرداں ہیں۔ دونوں ایک نگری میں بستے ہیں، تعجب پہ تعجب ہے، کہ ملنے کو ترستے ہیں:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۷۱ حدیث سُنّت سے ماخوذ ہے۔ حدیث نہ ہوتی، تو کیا ہوتا؟ دین کا دارومدار حدیث ہی پہ منحصر و موقوف ہے۔ اور حدیث قرآن کریم کی وہ تفسیر ہے، جس کے بغیر کوئی مجھ قرآن کریم کے احکامات کی تعمیل نہیں کر سکتا: وما علینا الا البلاغ:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۷۲ ایک اللہ کے بندے نے اپنی منزل کی ایک دلچسپ، حیرت انگیز اور امید افزا روئیداد کا تذکرہ یوں بیان کیا، کہ :

اُسے ایک ایسے جنگل میں چھوڑ دیا گیا۔ جس میں کوئی راستہ اسے معلوم نہ تھا۔ کہ کس راستے پہ چلے۔ اس نے بتایا۔ کہ وہ جنگل اتنا گھنا اور گھناؤنا تھا۔ کہ اسے آسمان دکھائی نہ دیتا تھا۔ اسے یہ بھی پتہ نہ چلتا۔ کہ کب سورج نکلا اور کب غروب ہوا؟ کس جانب سے نکلا اور کدھر غروب ہوا؟ چاند کب طلوع ہوا اور کب چھپا؟ جب اندھیرا چھا جاتا، اسے صرف یہ پتہ چلتا، کہ سورج چھپ گیا اور رات پڑ گئی: لیکن وہ بے چارہ قطب و کہکشاں تک نہ دیکھ سکتا تھا وہ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی سمتوں سے بے خبر تھا۔ اسے یہ بالکل پتہ نہیں تھا۔ کہ کس طرف منہ کر کے وہ اپنا سفر جاری کرے: وہ اپنی منزلِ مقصود کی راہ سے ناواقف تھا:

اس نے مجبور ہو کر یہ قصد کیا۔ کہ وہاں رکنا کوئی دانشمندی نہیں۔ کسی ایک طرف کو اللہ کا نام لے کر چل پڑے! جس طرف اس کا منہ تھا، اسی طرف وہ چل پڑا۔ اسے صرف یہ یقین تھا کہ راستہ خواہ کتنا ہی لمبا ہو، اوڑک مُک جانا ہے؛ اس نے بتایا کہ اس کی راہیں کیسے کیسے خوفناک مقامات آئے۔ وہ دشوار گذار گھاٹیوں میں سے گذرا۔ لیکن اسے اس کی منزل کا کوئی پتہ نہ چلا۔ کہ کتنی اس نے طے کی۔ اور کتنی ابھی باقی ہے؛ چلتے چلتے اس کے بال سفید ہو گئے۔ لیکن اس کے عزم میں بال بھر بھی فرق نہ آیا۔ جب اس نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس کا اس منزل پہ پہنچنا اس کے بس کی بات نہیں، البتہ یہ قصد ہے، کہ وہ آخر دم تک پورے عزم و استقلال سے چلتا رہے گا۔ اور اس کا اس راہ میں مرنا ہی اس کی منزل مقصود ہے، اور یہ عزم و استقلال کا آخری اور انتہائی مقام ہے۔ اس کے اللہ کی رضا اس پہ راضی ہوئی۔ اس کی رہنمائی کے لئے ایک رہنما بھیجا۔ جس نے اسے محبت بھری نظروں سے اس انداز سے دیکھا۔ کہ اس کی اُجڑی ہوئی دنیا پھر سے آباد ہو گئی۔ جو امید مٹ چکی تھی، زندہ ہو پڑی۔ اسے پتہ چلا، کہ وہ اکیلا نہیں، اس کا ہادی اس کے ساتھ ہے۔ جو کچھ اس کے ساتھ ہو رہا ہے، اسی کی طرف سے ہے۔ حکمت پہ مبنی ہے۔ اور اسی میں اس کی فلاح ہے؛ ابھی وہ کچھ کہنے ہی لگا تھا۔ کہ ایک کرن اس کے سامنے چمکی۔ اس پہ نورانی حروف میں لکھا تھا۔ "وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ"

اس نے کہا، یہ پڑھ کر وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ اس خاموش و پُرکیف جنگل میں دیوانہ وار ناچنے لگا۔ مجھے میرا ہادی ملا: میری منزل کا سراغ ملا۔ گویا مجھے میری منزل ملی: وہ مطمئن ہوا، آباد ہوا، دلشاد ہوا، اس کی گویا ساری کمی پوری ہوئی۔ اب کوئی غم اسے کبھی مغموم نہیں کر سکے گا۔ بے شک ان کی یاد ہر درد کی دوا اور ہر مرض کی شفا ہے۔ ان کی یاد میرے دل کا قرار، میری روح کا سکون، میری آنکھوں

کی ٹھنڈک اور میرے تن کی آسائش کا موجب ہے۔ اس نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا۔ کہ اس نے اس جنگل میں للکار کر کہا۔ کہ اب اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ کسی مقام سے کوئی غرض نہیں۔ اور کسی حال سے کوئی دلچسپی تک نہیں۔ اس کی کوئی طلب نہیں، اور کوئی تمنا نہیں۔ بالکل نہیں ہے ہی نہیں! اور مطلق نہیں!

اس کی مراد بر آئی۔ جو وہ چاہتا تھا مل گیا۔ جس چیز کی اسے جستجو تھی، حاصل ہوئی جس مقصد کے لئے وہ بے آرام و بے قرار تھا، پورا ہوا۔ ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ اس نے نور کی ایک اور کرن دیکھی۔ جس پہ لکھا ہوا تھا:

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً

اس کے ہادی نے اسے بتلایا۔ کہ یہ ایک ہی آیت کے دو ٹکڑے ہیں۔ ایک ہی فرمان دو حصوں میں فرمایا گیا ہے۔ اور ان دونوں کا ایک دوسرے سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب تک کوئی دوسرے حصے وتبتل الیہ تبتیلا کا پابند نہیں ہوتا۔ فرمان کے پہلے حصے واذکر اسم ربک پہ کاربند نہیں ہو سکتا!

پھر اس نے کہا۔ کہ اس منزل کے چار مقامات ہیں۔ ان میں سے پہلا واذکر اسم ربک اور دوسرا وتبتل الیہ تبتیلا بتا دئے گئے ہیں۔ باقی دو اور کسی دن بتلائیں گے: پھر وہ ایک مدت ان دو اسباق کی مشق کرتا رہا۔ سارا دن، ساری رات اللہ کے اس فرمان کو جنگل میں، درختوں کے تنوں، شاخوں اور پتوں کو شاہد بنا کر یہ دہراتا رہا۔ کہ اس کے رب نے اس کو حکم دیا ہے۔ کہ اس کا ذکر کرے۔ اور اس کے سوا ہر اُمید منقطع کر دے۔ حتےٰ کہ وہ اپنے رب کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر کبھی مت کرے اور نہ ہی وہ اپنے رب کے سوا کسی سے بھی اور کوئی امید رکھے۔ اس نے کہا۔ کہ اس پہ ایک جنون طاری ہوا۔ اور اس نے جنگل کے ہر پھلدار، پھولدار، کانٹے دار نخل و شجر کے پتے

پتے کو اپنے ربّ کا یہ فرمان ـــ

واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا

سارا سارا دن اور ساری ساری رات سنایا۔ کہ میرے اور تیرے رب کی یہ مرضی ہے کہ ہم اس کا ذکر کریں۔ اور ہر دم کریں۔ حتیٰ کہ کوئی بھی دم ذکر سے خالی نہ رہے۔ اور اللہ کے ذکر کے سوا اور کوئی ذکر نہ کیا جائے۔ اور تیرے اور میرے رب کی یہ بھی مرضی ہے کہ اس کے سوا کسی سے بھی، اور کسی بھی قسم کی کوئی امید نہ رکھیں۔ بے شک ہمارا ربّ ہمارے ساتھ ہے، پاس ہے، دیکھتا ہے، سُنتا ہے، جانتا ہے، اور ہماری کوئی بھی شئے اس سے اوجھل نہیں؛ ہمارا ربّ ہمارے قریب ہے؛ قریب تر؛ شاہ رگ سے بھی قریب تر! ہمارا رب حاضر و ناظر و حافظ و ناصر ہے؛ اور ہر وقت ہمارے ساتھ ہے؛ جو ہم کہتے ہیں، سُنتا ہے؛ جو کرتے ہیں، دیکھتا ہے؛ اور جو سوچتے ہیں جانتا ہے؛ حلیم ہے، کریم ہے، اعلیٰ ہے، عظیم ہے۔ قادر ہے، مقتدر ہے، قاضی الحاجات ہے؛ فرماتا ہے؛ میرے بندے! میرا ذکر کر! مجھ سے مانگ! میرے سوا کسی سے کچھ مت مانگ! بے شک میں تیرے لئے کافی ہوں؛ جہاں میں کافی ہوں، وہاں کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور جہاں میں کافی نہیں، وہاں کوئی کافی نہیں۔ ہر کفالت میری کفالت کی بدولت اور ہر وکالت بھی میری ہی وکالت کی بدولت ہے:

اس نے کہا، کہ اللہ کا شکر و احسان ہے۔ کہ اس کے ان نغموں سے جنگل کا وہ سُنسان گوشہ گونجنے لگا۔ یہاں تک پہنچ کر گویا دو مقامات طے ہوئے:

۱ - ذکرِ دوام

۲ - انقطاعِ تام

اسی حال میں اس نے ایک مدت گذاری؛ ایک مدت بعد وہی خضرِ راہ پھر ملا۔ فرمانے

لگا۔ یہ منزل ہنوز تلقین کی محتاج ہے ؛ پھر فرمایا۔ اوپر دیکھ ! اس نے اسی طرح کی ایک کرن دیکھی ! اس پہ لکھا تھا :

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ

اللہ نے تجھے صبر کا حکم دیا ہے ، اور یہ حکم دیا ہے ، کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی مخلوق ، جن ہو یا انسان ، اسے کچھ بھی کہیں ، وہ انہیں کچھ مت کہے ۔ ہر کسی کی ہر بات سُن ! کسی کو بھی اور کوئی جواب مت دو ! جیسا کہ کسی نے کچھ کہا ہی نہیں ہوتا ۔ اسے اصطلاح میں صبر کہتے ہیں !

اس نے کہا ، کہ جب اس نے اپنے رب کا یہ فرمان سُنا ، گردن جھکا لی ۔ ہتھیار پھینک دیئے ۔ حفاظتی دیواریں گرادیں ۔ سفید جھنڈا کھڑا کر دیا ۔ سرِ بازار ہار مان لی ۔ اپنی ذلالت و رذالت کو تسلیم کر لیا ۔ اور ہر کسی سے کہہ دیا ۔ کہ جس کے منہ میں جو بات آئے ، جو بھی بات آئے ۔ اب کسی کو بھی کوئی جواب نہیں ملنا ۔ جوابات ختم ہوئے ، اور کوئی صفائی پیش نہیں کرنی ! اور اس کا یہ عزم خاموش عالمگیر ستیہ گرہ کی بین الاقوامی تاریخ کا ایک باب بنا ۔ پھر اس نے اپنے رب کے حضور میں ایک سجدہ کیا ؛ شکر ادا کیا ، کہ بے شک اس کی منزل تشنہ تھی ۔ جو سیراب ہوئی ۔ ضرب کی زد میں تھی ، محصور ہوئی ، ناقص تھی ، کامل ہوئی : اور یہ نفی کا انتہائی مقام ہے : اور یہی پستی انسانیت کی معراج کی بنیاد ہے ؛ ایسی بنیاد ، جسے کوئی زلزلہ کبھی ہلا نہیں سکتا

اس نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا ۔ کہ یہ منزل بازیچۂ اطفال نہیں مَردوں کا اکھاڑا ہے : اس میدان میں بڑے بڑے گھٹنے ٹیک جاتے ہیں ؛ کوئی ماں کا لال ہی ثابت قدم رہتا ہے ۔ اور وہ رہتا ہے ، جسے اللہ رکھے ! اور یہ سارا قصہ اللہ ہی کی توفیق سے قائم دائم ہے !

انسان اس منزل میں گھاس کے ایک سوکھے تنکے کی مانند ہوتا ہے! اور سوکھے ہوئے تنکے کا کوئی زور نہیں ہوتا۔ جدھر ہوا چاہے لے جائے! پھر اس نے اپنی داستان سنائی، کہ اسے ایک مدت کافر کافر کہنے لگے۔ جس پہ وہ خوش ہوتا۔ سوچتا، کہ بےشک اس کے اندر ایک کافر ہے! اسی کو کافر کہتے ہیں: ورنہ اس کو تو اللہ نے اپنی صورت پہ پیدا کیا ہے۔ احسنِ تقویم کا اعزاز بخشا اور اپنی ساری مخلوق میں سے اشرف کے اعزاز سے نوازا ہے! ہر شے اس کے لئے پیدا کی اور اسے اپنے لئے! اسے کافر کہتے ہیں۔ بےشک وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے! جس کا اللہ کے سوا کسی سے بھی اور کوئی واسطہ نہیں۔ اس کے دل سے جسے کہ وہ اللہ رب العالمین کا عرشِ عظیم قرار دیا کرتا ہے، تصدیق کی، کہ بےشک وہ اللہ کا ہے اور اللہ اس کا۔ وہ اللہ کے سوا کسی اور کا بندہ نہیں، اور نہ ہی اس کا کوئی رب ہے، اس حال میں بےشک وہ اللہ کا ہے، اور اللہ اس کا! ـــــ پھر اسے مشرک کہنے لگے۔ اس پہ وہ بہت ہنستا بعض دفعہ اس کی باچھیں کھل اٹھتیں: اور فخر کرتا۔ یہ سُن کر بےحد خوش ہوتا۔ کہ اسے مشرک کہتے ہیں!

شرک سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہماری عمریں گذریں۔ لیکن کوئی بھی اپنے تئیں پاکی کا دعویٰ نہ کر سکا: مشرک کی کوئی معقول تعریف یا نشان دہی نہ ہو سکی۔ شرک کی تعریف اللہ رب العالمین نے خود اپنے مخلص بندے کو تشریح فرمائی۔ اور یہ تشریح ہر تشریح کو مات کرتی ہے:

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے پیٹ میں درد ہوا۔ آپؒ نے فرمایا۔ رات میں نے بکری کا دودھ پیا۔ اس وجہ سے اس کے پیٹ میں درد ہوا۔ ہاتف نے ندا دی، کہ تیرا یہ کہنا، کہ تیرے اس درد کا باعث دودھ ہے، میری ذات میں کسی دوسرے کو

شریک ٹھہرانے کے مترادف ہے ؛ حضرت بایزیدؒ یہ سن کر سجدے میں گر پڑے توبہ کی ۔ اپنی اس کمی کا اعتراف کیا ۔ اور پھر جیتے جی کسی بھی چیز کو کسی اور طرف کبھی منسوب نہ کیا ۔ اور یہ شرک کی انتہائی تشریح ہے ۔ اور کسی کو بھی اس پہ عبور حاصل نہیں

الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ رب العالمین

اُس نے کہا ۔ کہ اس نے صرف ایک عرض کی ، کہ یا حضرت ؛ اب اس نے کسی کو بھی کچھ نہیں کہنا ؟ فرمایا بالکل نہیں ؛ ڈرتے ڈرتے عرض کی ۔ اگرچہ کوئی کچھ کہے ؛ فرمایا اگرچہ کوئی کچھ کہے ؛ گالی ، بہتان لگائے ، اور ایسی باتیں کرے ، جن سے ارض و سماء کی طنابیں ٹوٹنے کا خدشہ ہو ؛ اگرچہ زندیق قرار دے ۔ دھتکارے اور ڈنڈے مارے ؛ تم نے سب کی سن کر کسی کو بھی کچھ نہیں کہنا اور بالکل نہیں کہنا ۔ اور یہ اس منزل کا ابتدائی مقام ہے ۔ پھر انھوں نے اس کا بازو پکڑا ۔ اور فرمایا ۔ کہ میں تجھ کو حکم دیتا ہوں ۔ کہ تو نے کسی کو بھی اور کچھ نہیں کہنا ۔ اگرچہ کوئی کچھ کہے ۔ اور دعا دی ۔ کہ اللہ تجھ کو اس مقام پہ ، جس پہ کہ تجھ کو کھڑا کیا گیا ہے ، ثابت قدم رکھے ۔ یہ کہکر وہ رخصت ہوئے ۔ گویا اسے اللہ کے حوالے کر گئے ۔ پھر اس نے سوچا ، کہ اب وہ اللہ کے حوالے ہے ؛ اب اسے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ؛

اللہ حافظی ، اللہ ناصری ، اللہ حاظری ، اللہ ناظری

اللہ معی ، فاللہ خیرٌ حافظاً

پھر وہ بے چارہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھیڑیئے کی طرح بازاروں میں رسوا ہوا۔ کسی بازار میں کوئی مجمع ایسا نہ لگا، جس میں کہ اسے برائی سے یاد نہ کیا گیا ہو! مدت مدید کے بعد داستان ارم کا یہ تذکرہ جب لوگوں تک پہنچا۔ بچے بچے نے پڑھا۔ ازبر کیا۔ اور ہر محفل میں اس نغمے کو گایا۔ ہر شہر، ہر بازار، ہر اڈہ، ہر اسٹیشن، ہر گاڑی، ہر موٹر میں اس کا تذکرہ ہوا۔ یوں سمجھیں، کہ اس وقت وہ ساری توجہ کا مرکز رہا۔ ہر مجلس میں اس کا ذکر ہوا۔ خواہ برائی سے ہی ہوا۔

یا اللہ! تیرا شکر و احسان ہے، کہ کسی بھی بازار میں کسی بھی شخص نے اس بیچارے کی حمایت نہ کی۔ اس کے دوست سنتے، پیچ و تاب کھاتے، اور خاموش اٹھ کر چلے جاتے۔ اسے آکر بتاتے۔ وہ بے حد خوش ہوتا۔ ہم نے اسے پوچھا، کہ وہ خوش کس بات پہ ہوتا ہے؟ اس نے کہا۔ کہ اس کے قائد سلطان المشائخ حضرت ابراہیم ادھم بلخی کی پوری منزل اس کے سامنے ہے:

ایک دن آپ کشتی میں سوار تھے۔ آپ کا پیراہن بوسیدہ، بال غبار آلود اور آپ کے سر میں جوئیں تھیں۔ اس کشتی میں ایک مسخرے نے آپ کی تعلیں اتارنی شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ آپ کو ایک حقیر اور گری گذری مخلوق سمجھ کر آپ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے اسے برا نہیں منایا۔ بے حد خوش ہوئے۔ سچے دل سے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا کہ یا اللہ تیرا شکر و احسان ہے۔ کہ اس وقت تیرے سوا تیرے اس بندے کی کسی کے ہاں بھی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کوڑی بھر بھی نہیں۔ اور یہ اس کی بے قدری نہیں۔ قدر کا بلند ترین مقام ہے!

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے ایک بھیڑیئے کو جنگل سے پکڑ کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ کہ اس ظالم نے تیرے بیٹے سیدنا یوسف علیہ السلام جمیل اللہ

کو کھایا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے دعا کی، یا اللہ! میں اس بے زبان درندے کو بغیر تصدیق کے کیسے مجرم قرار دے سکتا ہوں؟ وحی اتری! اس کے سر پہ ہاتھ رکھو! سبحان اللہ! الحمد للہ! جنگل کے ایک مظلوم اور بے گناہ درندے کی فریاد نے عرش عظیم میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور یہ فریاد حضرت جبرائیل علیہ السلام کے نزول کا باعث بنی۔ اور ایک مُرسَل کو حکم ملا۔ کہ اس کے سر پہ اپنی شفقت کا ہاتھ رکھ! گویا ایک دردمند مظلوم کی دلجوئی کے لئے ایک مرسل مقرر ہوئے۔ اور یہ عنایت کی حد ہے:

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام اس بھیڑیئے سے فرمانے لگے۔ اگر تو اپنی بھوک کی بے صبری سے مجھے مطلع کرتا، میں تجھے مرغوب ترین غذائیں پیش کرتا۔ یہ سُن کر اس بھیڑیئے نے نبوت کے جملہ آداب بجالانے کے بعد عرض کی ؎

یا حضرت جس جنگل اندر ڈُبنے چرن تساڈے
اسیں نمانے اوس مکانوں جاییئے دُور دُراڈے

چہ جائیکہ ہم سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو کوئی گزند پہنچاتے:

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیئے سے اس کا حال پوچھا، کہ وہ کیسے پکڑا گیا؟ وہ کہنے لگا۔ کہ اس کا بھائی شام کے ایک جنگل میں رہتا تھا۔ یہ اسے ملنے جا رہا تھا۔ راہ میں اسے کسی نے بتایا۔ کہ اس کا بھائی شکاری کے دام میں پھنس کر مارا گیا۔ یہ سنتے ہی وہ حواس باختہ ہو گیا۔ اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اور اس نے سارے جنگل کو سر پہ اٹھا لیا۔ اس کی یہ حالت دنوں تک رہی۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ آپ کے بیٹوں نے اس کو مجرم بنا کر آپ کے حضور میں پیش کر دیا۔ یہ سُن کر حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے اور اپنے بیٹوں سے فرمانے لگے —— کہ "اپنے بھائی کی محبت کا جذبہ جنگل کے ایک درندے سے سیکھو! جنگل کا ایک بھیڑیا محبت کی بازی لے گیا!"

جب اس نے صدق دل سے یہ تسلیم کر لیا، کہ اس کا اب دنیا میں جینا اپنے ربّ ذوالجلال والاکرام کے ذکر (اسی کو بلند کرنے) کے لئے ہے۔ اس کے سوا کوئی اور منزل و مراد نہیں، نیز اپنے ربّ کے سوا کسی سے بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی اُمید نہیں۔ پھر اس نے اپنے حسب حال ایک مخصوص مناجات ترتیب دی، جسے وہ دن میں بار بار اور کبھی بار کہتا۔ بیشک اسے کہنے کے بعد اس کا دل مطمئن ہو جاتا۔ وہ کہتا :

یاحیّ یاقیوم برحمتك استغیث انا عبدٌ مذنبٌ ذلیلٌ و انت ربٌ ذوالجلال والاکرام؛ فاعف عنی فانك عفوٌ یاعظیم العفو یا نعم النصیر

یعنی "یاحیّ یاقیوم! میں تیری رحمت کی طرف ایک فریاد لایا ہوں بے شک تیرا یہ بندہ گنہگار و ذلیل ہے۔ لیکن تو میرا رب بڑی ہی شان و اکرام والا ہے۔ مجھ سے درگذر فرما۔ بے شک تو درگذر فرمانے والا کریم ہے۔ اے سب سے بڑھ کر درگذر فرمانے والے، اور سب سے بڑھ کر مدد فرمانے والے"!

جب یہ کہتا۔ اس کے دل کی دنیا میں اجالا ہو جاتا۔ معاً نور اس کے دل کے پردوں کی چلمن سے چھن چھن کر آتے۔ اور دل کی دنیا جگمگا اٹھتی۔ رنگ و نور کا ایک وجد آفریں عالم آباد ہو جاتا۔ مسرت و انبساط کے فوارے چھوٹنے لگتے۔ عطر بیز ہوائیں مشام جان کو معطر کر دیتیں۔ جس سے ایک عجیب سا کیف و سرور چھا جاتا۔ سحر انگیز موسم مستی برساتا۔ روح کو گرماتا، جذب و شوق بھڑکاتا نظر آتا۔ ہر طرف نظرت کے نغمات بکھرنے لگتے۔ جس سے وجدان کو بالیدگی ملتی۔ رُوح خوشیوں سے لبریز ہو کر جھومنے لگتی۔ کھلائی ہوئی کلیاں مسکرانے لگتیں۔ پھولوں میں نکھار آجاتا۔ بہار آفریں ترانوں سے پورا ماحول کیف و مستی میں ڈوب جاتا۔ تنہائی کا وحشت خیز سناٹا ٹوٹ جاتا۔ شبستانِ الم کی تاریکیاں چھٹ

جاتیں۔ رنج و محن کی زنجیریں کٹ جاتیں۔ کلفتوں کا احساس مٹ جاتا۔ لطافتوں اور مسرتوں کا دریا امڈ آتا۔ ہر سمت شادابیاں لگہ ریز نظر آتیں۔ چمن کی ڈالی ڈالی جھوم اٹھتی۔ کائنات کی ہر چیز فطرت کے حُسن کا مظہر بن جاتی۔ گویا ذکرِ الٰہی کے نُور کی برکت سے قلب و نگاہ کا سنسان و ویران جنگل ——

باغِ ارم

بن جاتا۔ کسی اور طرح سے یہ اجڑا ہُوا ویرانہ کبھی آباد نہیں ہو سکتا ؛

پھر وہ ہمیشہ یہی دعا کرتا۔ کہ یارب ذوالجلال والاکرام ! اپنے اس بندے کو اعلیٰ درجے کی ہدایت بخش ؛ اس پر اپنی رحمت بھیج ؛ اپنا فضل نچھاور کر ! اور اپنی برکات نازل فرما ! بے شک تیرا یہ بندہ تیرے در کا فقیر ! اور تیرے فضل و کرم اور تیری رحمت و برکت کا منتظر ہے ؛

اس نے کہا ، کہ جب وہ اس منزل پہ گامزن ہُوا ، ماسوا سے مستغنی و بے نیاز ہُوا ۔ اُس کا ہر قدم اُن سے دور لیکن منزل سے قریب ہوتا گیا چلتے چلتے وہ ان سے اتنی دور ہو گیا ، کہ اسے کسی کی کوئی بھی آواز سُنائی نہ دیتی ۔ اسے منزل سے بھٹکانے کے لئے کیسے کیسے طوفان اٹھے ۔ لیکن وہ از خود ہی کافور ہو گئے ۔ اور یہ اس پہ اس کے ربّ کی سب سے بڑی عنایت تھی ؛

حضرت صاحب پھر ایک دن ملے ۔ پوچھا ! کس حال میں ہو ؟ عرض کی ۔ الحمدللہ ! پھر فرمایا ۔ اوپر دیکھ ! — دیکھا ، کہ ایک تختی پر یہ آیت لکھی تھی :

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ؁

یعنی " ان سب سے نہایت احسن طریقہ سے علیٰحدہ ہو جا ! " — پھر آپ نے اس آیت

کی یہ تشریح فرمائی — کہ اگر کوئی کسی بھی طرح متفق نہ ہو، اور کسی بھی بات پہ رضامند نہ ہو، تو بحث میں مت الجھ! مناظرے کا میدان مت گرما! ہار مان! یہ کہہ کر — تو جیتا — میں ہارا! ہجرت کر جا! اور یہ اس منزل کے عرفان کی تکمیل ہے۔ اور یہی ہمہ تن خاموش ستیہ گرہ ہے!

اس نے اپنی منزل کی روئیداد کا تذکرہ جاری رکھتے ہوئے بتلایا۔ کہ چلتے چلتے وہ ایک چوکی پہ پہنچا۔ اس پہ لکھا تھا۔ "یہاں رُکو!" وہ رُک گیا۔ ایک صاحب نکلے اور فرمانے لگے۔ کہ وہ اس سے آگے نہیں جا سکتا! — اس نے جواب دیا۔ کہ اس کے پاس اس شاہراہ پہ چلنے کا اجازت نامہ ہے۔ اور اسے اس شاہراہ پہ چلنے سے کوئی نہیں روک سکتا! فرمایا — جنہوں نے آپ کو یہ اجازت نامہ دیا ہے، انہوں نے ہی اُسے یہاں متعین کیا ہے! اور حکم دیا ہے۔ کہ اگلی وادی کے قواعد و ضوابط کی تعمیل کی یقین دہانی کے بغیر کوئی بھی راہگیر اس میں داخل نہیں ہو سکتا! — پوچھا، کہ اس وادی کے قواعد و ضوابط کیا ہیں؟ اس نے ایک تختی پیش کی۔ جس پہ لکھا تھا کہ — "کوئی جھوٹا اس وادی میں داخل نہیں ہو سکتا!" — کہا، کہ کیا وہ اس کے نزدیک جھوٹا ہے؟ — کہا، کہ یہ تو وہ نہیں جانتا۔ یہ تو اسے، یا اس کے اللہ ہی کو معلوم ہے۔ کہ جھوٹا ہے یا سچا۔ البتہ اس نے اپنے واجبات پورے کئے بغیر کسی کو بھی یہاں سے آگے قدم رکھنے نہیں دینا! یہ ایک مقدس وادی ہے! اور کوئی جھوٹا اس میں داخل نہیں ہو سکتا! پوچھا۔ کہ وہ اس کو کس طرح مطمئن کرے؟ کہ وہ جھوٹا نہیں! فرمایا۔ کہ اس حد پہ کھڑا ہو کر علی الاعلان یہ عہد کرے کہ۔ "از ساعت سعید تا موت کبھی جھوٹ نہ بولے گا!" — یہ سُن کر اس نے صدق دل سے توبہ کی۔ اور عہد کیا۔ کہ از ساعت سعید تا موت وہ کبھی جھوٹ نہ بولے گا! پھر اسے اس وادی میں داخل ہونے کی اجازت ملی!

اُس نے تاکید کی۔ کہ یہ وادی صدق و صفا کی مقدس وادی ہے۔ اس میں نہایت ہی احتیاط سے چلنا اور یہ بھی یاد رکھنا، کہ اگر اس نے کبھی بھی جھوٹ بولا۔ تو اسے اسی مقام پر واپس لوٹا دیا جائیگا۔ اگرچہ وادی کے اخیر پہ پہنچ چکا ہو۔ گویا ایک جھوٹ کے باعث اس کا سارا سفر رائیگاں جائے گا۔ اس پہ اس کی گویا جان ہی نکل گئی۔ تھر تھر کر کے کانپنے لگا۔ پھر وہ بسم اللہ توکلت علی اللہ و لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے وادی میں داخل ہوگیا۔

یا حیّ یا قیوم برحمتك استغیث انا عبدٌ مذنبٌ ذلیلٌ
وانت ربّی ذوالجلال والاکرام فاعف عنّی فانك
عفوٌ کریمٌ یا عظیم العفو یا نعم النّصیر! آمین!
الحمدللحیّ القیّوم!		فاللہ خیر الرّازقین!
فاللہ خیر الغافرین!		فاللہ خیر الفاتحین!

ایک مدت چلنے کے بعد اگلی چوکی پہ اسے روکا گیا۔ اس پہ لکھا تھا۔ "کوئی حاسد یہاں سے آگے نہیں گذر سکتا!" — اس نے کہا، کہ وہ حاسد نہیں۔ اللہ کے لطف و احسان سے وہ اللہ کے ذکر میں محو و منہمک ہے: اسے اپنے سوا کسی دوسرے کی کوئی خبر نہیں۔ نہ ہی کسی سے کوئی دلچسپی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے، کہ جسے جو نعمت عنایت ہوتی ہے، اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور کسی نعمت پہ، جو اللہ نے اپنے کسی بندے کو بخشی ہو، حسد کرنا گویا اللہ کی تقسیم پہ اعتراض کرنا ہے:

پھر اس نے یقین دہانی کے طور پہ اس مقام کا مروجہ عہد کیا۔ کہ وہ اس امر کی بیعت کرتا ہے، کہ "اِمساعت سعید تا موت کسی بھی مخلوق کو عنایت ہوئی ہوئی کسی بھی نعمت پہ کبھی حسد نہ کرے گا!" — اس پہ آگے جانے کی اسے اجازت ملی۔ اور کہا،

کہ اگر وہ کبھی بھی اس جُرم کا مرتکب گردانا گیا، اسی مقام پہ واپس لوٹا دیا جائے گا۔ اگرچہ کتنا سفر طے کر چکا ہو!

ایک نے کہا، کہ آپ نے اپنے مکلتبہ کی اسناد فراغت کیوں پیش نہ کیں؟ اس پہ اس نے کہا، کہ جو اسناد اس کے پاس تھیں، سب پیش کیں۔ جواب ملا۔ کہ ـــــ اس میدان میں کسی بھی مکلتبہ کی کوئی بھی سند کوئی معنی نہیں رکھتی۔ یہ عمل کی وادی ہے، اور حال ہی کو اس میں سے گذرنے کی اجازت ہو سکتی ہے، اگرچہ ان پڑھ ہو!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۷۳ جس حال کو دیکھ کر مخلوق ترس کھائے۔ خالق بھی اس پہ ضرور ترس فرماتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۷۴ خصلت کی کشش توجہ کھینچ لیتی ہے، نیز خصلت توجہ کا مرکز ہے۔ اور توجہ اپنے مرکز سے دُور نہیں ہوتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۲۷۵ تانیے کا کُشتہ حکمت کا جوہر ہے ہر کسی کو اس جوہر کا علم نہیں۔ حالانکہ ہر کوئی اس کا دعویدار ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۷۶ کفر و کبائر جب حد سے گذر جاتے ہیں، زلزلہ آتا ہے۔ اور یہ عبرت کیلئے ہوتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۷۷ اگلے زمانے میں جب زلزلہ آتا، ہر کوئی توبہ توبہ کرتا۔ اور یہ کہتا۔ کہ یہ زلزلہ اس ہی کے گناہوں کے باعث ہے۔ لیکن آج ہمیں اس کا احساس تک نہیں!

استغفر اللہ الّذی لا الٰہ الّا ھو الحیّ القیّوم و اتوب الیہ!

الحمد للحیّ القیّوم!

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۲۷۸ دل جب غیریت سے کلیتہً پاک ہو جاتا ہے، عرشِ عظیم، عرشِ کریم اور عرشِ مجید کے حجابات اٹھ جاتے ہیں، اور یہ دل کی صفائی کا اوّلین مقام ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۲۷۹ چیز جوں جوں پرانی ہوتی جاتی ہے، نایاب اور قیمتی بنتی جاتی ہے۔ دھیلا گھنڈیا درجے کا سکہ تھا۔ آج اس کی قیمت میں سات سو گنا اضافہ ہے۔ اور اس قیمت پر بھی مشکل سے اور کہیں کہیں دستیاب ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۸۰ تقسیم کرنے والے جس سے بھی جو شئے لیتے ہیں، تقسیم ہی کے لئے لیتے ہیں۔ جمع کرنے کے لئے نہیں۔ اور وہ جب تک ہر شئے، جو انہیں دی جاتی ہے تقسیم نہیں کر لیتے کبھی نہیں بیٹھتے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۸۱ ناگ جب مخلوق کی ہلاکت پہ تُل جاتا ہے۔ مار دیا جاتا ہے۔ یا سپیرے کی پٹاری کی زینت بنا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح شیر، اسی طرح چیتا، اور اسی طرح بھیڑیا۔ چڑیا گھر میں جتنے درندے

بند ہیں، مخلوق کی ہلاکت کے جنون کے باعث ہیں۔ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اور اللہ ہی اپنے کنبے کا محافظ و نگہبان ہے؛

اللہ حافظی، اللہ ناصری، اللہ حاضری، اللہ ناظری

اللہ معی، فاللہ خیر الرّازقین:

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین:

۲۲۸۲ انسان انسانیت کی تکمیل کرتا ہے، مطالعہ نہیں۔ انسان کو اللہ نے اپنی ساری مخلوق میں اشرف کیا۔ انسان کے جسم الوجود کے اعضاء مالک کی مرضی کے مطابق نہیں، انسان کی اپنی مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں؛ اسی کمی کے باعث ناقص ہے، اور جب تک یہ نقائص دور نہیں ہوتے، اشرف نہیں ہوتا۔ اور انسان کی یہ کمی انسان ہی دور کیا کرتا ہے۔ مطالعہ نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین:

۲۲۸۳ فکر کی زمین میں ذکر کے بیج سے کردار کا پودا اُگتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین:

۲۲۸۴ اللہ اپنی رنگارنگ کی مخلوق کو مصروف دیکھ کر بے حد خوش ہوتا ہے۔ اور جنگل کے خونخوار درندوں، خزندوں، چرندوں اور پرندوں کو ایک دوسرے سے کھیلتے کودتے لڑتے بھڑتے دیکھ کر یقیناً بے حد خوش ہوتا ہوگا۔ ورنہ جنگل سا بے آباد کوئی اور خطہ نہ ہوتا۔ سناٹا چھایا ہوتا۔ شیر کی گرج، چیتے کی چنگھاڑ، گیدڑ کی ہاؤ ہُو، چکور کی چاند سے

پریت اور بُلبل کے گیت نے جنگل کو منگل بنایا ہوتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۸۵ اگر کسی کے پاس صحت و ذکر کے سوا دنیا کی کوئی بھی چیز نہ ہو، اس کے پاس گویا ساری خدائی ہے! اور اگر کسی کے پاس صحت و ذکر کے سوا ہر شے ہو۔ اس کے پاس گویا کچھ بھی نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۸۶ جو کام تیرے کرنے کا نہیں، کبھی مت کر!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۸۷ ناحق حمایت اور بے جا مداخلت پریشانی کا موجب ہوتی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۸۸ بیت الخلاء سے باہر آ کر سونگھ، یہ پھول کاغذی نہیں، گلاب کے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۸۹ فتنہ مال کا جزو ہے، جہاں مال ہوگا، فتنہ ہوگا؛ صدقات فتنات کا واحد انسداد ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۹۰ اگر دین کی تبلیغ کرنے والے آپس میں ایک دوسرے سے متفق و متحد ہوتے، ملت کو بجید تقویت پہنچتی۔ اثر ہوتا۔ دلوں میں اترتی، اور اخوت کا بول بالا ہوتا!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۲۹۱ نسبت بڑی چیز ہے، شیطان کا نام جب قرآن کریم میں پڑھا جاتا ہے، تو پڑھنے والے کو پچاس نیکیاں ملتی ہیں! یا

عامل عموماً شیطان کے نام پہ جوتے مارا کرتے ہیں، لیکن شیطان کا نام جب قرآن کریم میں آتا ہے، تو پڑھنے والے کو پچاس نیکیاں ملتی ہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۹۲ مصنف اپنی تصنیف کے مطالعہ کرنے والوں پر خوش ہوتا ہے! اگر وہ متفق ہوں، تو داد دیتا ہے، اور اگر اس کی اشاعت کریں، تو انعام دیتا ہے! ہر کتاب سے افضل اللہ کی کتاب، اور ہر منعم سے بہتر اللہ کریم ہیں۔ اللہ کی کتاب پڑھ! ہر فرمان پہ ایمان لا! اور ہر فرمان کو اللہ کی مخلوق تک پہنچا! بے شک یہ کام دنیا بھر کے کاموں سے افضل ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۹۳ جوشِ جوانی فانی اور جوشِ عمل جاودانی ہے! جوشِ عمل زندگی کا گوہر ہے۔ جوشِ عمل فنا مت کر: اور کبھی مت کر! تیرا جوشِ عمل دنیا کو گرما دے۔ قبروں میں مُردوں کو جگا دے! دریا کی کوئی موج اور پہاڑ کی کوئی چٹان تیرے عمل کی راہ میں کبھی حائل نہ ہو! نہ راتیں دیکھ نہ باتیں! دندناتا ہوا اپنی منزل پہ گامزن رہ! اللہ تیرے ساتھ

اور تیرے پاس ہے :

الحمد للحی القیوم؛

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۲۹۳ جوشِ عمل جب جذب کی صورت اختیار کر لیتا ہے، راہِ سلوک کی تمام منزلیں کٹ جاتی ہیں ؛ سدرۃ المنتہیٰ پرواز کی زد میں آجاتا ہے۔ سالک کون و مکان کی ہر شئے سے مستغنی و بے نیاز ہو جاتا ہے ؛ ہستیٔ موہوم کی تمام رنگینیاں اور دلچسپیاں مٹ جاتی ہیں ؛ استغراق و محویت طاری ہو جاتی ہے۔ اور تمام پردے اٹھ جاتے ہیں۔ :
میرے آقا و مولا مخدوم حضرت صابر صاحبؒ پر جب یہ کیفیت طاری ہوئی، تو جوشِ جذب میں اپنے حال و مقام کا یوں اظہار فرمایا

امروز شاہِ شاہاں مہماں شُد است ما را !

جبریلؑ با ملائک دربان شُد است ما را !

(یعنی آج ہماری خوش نصیبی کے کیا کہنے ؛ کہ بادشاہوں کے بادشاہ نے ہمیں شرف میزبانی بخشا ہے اور ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا ہے۔ اور اس وجہ سے جبریل امین فرشتوں کی معیت میں ہماری چوکھٹ پہ دربانی کے لئے حاضر ہے) سبحان اللہ!
اور پھر اسی عالمِ محویت میں مسلسل بارہ سال تک گُلّر کی شاخ کو تھامے ساکت و صامد کھڑے رہے : اور یہ محوِ الی اللہ ہونے کی حد ہے ؛ ماشاء اللہ !

میرے پیر الفیض حضرت شاہ شرف الدین بُو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بلند پایہ عالمِ دین تھے۔ اور درس و تدریس کا مشغلہ فرماتے تھے۔ لیکن جب جذب سے آگہی ملی، اور کیفیت طاری ہوئی۔ دنیا کی ہر شئے سے تعلق ٹوٹ گیا۔ بارہ سال تک دریائے جمنا کے پانی میں کھڑے رہے ؛ ماشاء اللہ !

ہر سالک پہ حسبِ سلوک کا غلبہ طاری ہوتا ہے، ایک دلنواز حکایت بن جاتی ہے ـــــ اور ہم انہی دو حکایات پہ اکتفا کرتے ہیں :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۹۵ عمل جتنا بھی پرانا ہو، اتنا ہی قوی ہوتا ہے :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۹۶ یہ جی کیا سُن رہے تھے ؟ ـــــ کہا، اَمر کتھا! عرض کی، اَمر کتھا کسے کہتے ہیں ؟ کہا، "کہ صدیاں گذریں۔ کسی صاحب نے اس تذکرے کا نام اَمر کتھا رکھا۔ اس دیس کی بولی میں کتھا تذکرے کو کہتے ہیں۔ اور اَمر کے معنی ہیں غیر فانی۔ یہ تذکرہ بہت ہی پرانا ہے۔ اس کے بارے میں یہ قول مشہور ہے، کہ اگر کسی گندے انڈے کو بھی سنایا جائے۔ تو اس میں بچہ پیدا ہو جائے"!

عرض کی۔ "کیا ہم اسے سننے کی فرمائش کر سکتے ہیں"؟ کہا۔ "مجھے اچھی طرح یاد نہیں کوئی کوئی جُز یاد ہے"! ـــــ عرض کی ـــ "جتنا بھی یاد ہو، اتنا ہی سنا دیں"! ـــــ کہا۔ "اسے سنانے کے لئے مخصوص جگہ اور وقت درکار ہے : نہ ہر کوئی سُنا سکتا ہے، اور نہ سُن سکتا ہے : اگر اللہ نے تیری قسمت میں مقدور کیا ہوگا، تو کسی دن ضرور سناؤنگا" انشاء اللہ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۹۷ شہزادۂ کونین مولائے حسینؑ کا کردار دین کی پیشوائی کا انسب معیار ہے :

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۹۸ مُرغ جسامت کے اعتبار سے شاہین سے دُو سہ گنا ہوتا ہے۔ لیکن چند گز سے زیادہ پرواز کی طاقت نہیں رکھتا۔ جبکہ باز کی قوتِ پرواز کے آگے بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیاں بھی ہیچ ہیں:
بلند پروازی کا انحصار طیب روزی پر ہے: مُرغ کی روزی حقیر اور باز کی طیب ہوتی ہے: مُرغ گرے پڑے ریزوں سے پیٹ بھرنے کا عادی ہے۔ لیکن باز کی روزی اس کے تجسس اور زورِ بازو کا نتیجہ ہے:

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۲۹۹ ہماری روزی مشکوک، غیر معیاری اور غیر طیب ہے۔ ایسی روزی کھا کر کوئی کسی کی کیا پیشوائی کرے گا؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۰۰ ایک بچہ ایک قوم ہے۔ اور قوم ماں کی آغوش میں پل کر قوم بنتی ہے۔ ماں کی گود قوم کی اولین درسگاہ ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۰۱ جن بری باتوں سے باز رہنے کی لوگوں کو تلقین کرتے ہو، ان سے خود بھی باز رہو!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۳۰۲ اکابرینِ سلف کے کمالات اور شہدائے ملت کی حیاتِ جاوداں کا انکار مت کرو۔ اگر

تیری قسمت میں تحسین نہیں، تو تذلیل مت کر! اور کبھی مت کر! اللہ تبارک و تعالٰے اپنے چُنے ہوئے بندوں کا وجود اپنی دنیا میں ہمیشہ زندہ و قائم رکھتے ہیں۔ اور یہ ارادتِ ازلی کا وہ دستور ہے، جو کبھی نہیں بدلتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم انّ لله في الخلق ثلاث مائة قلوبهم على قلب أدم و لله في الخلق اربعون قلوبهم على قلب موسٰى و لله في الخلق سبعة قلوبهم على قلب ابراهيم و لله في الخلق خمسة قلوبهم على قلب جبرئيل و لله في الخلق ثلاثة قلوبهم على قلب ميكائيل و لله في الخلق واحد قلبه على قلب اسرافيل فاذا مات الواحد ابدال الله مكانة من الثلاثة و اذا مات من الثلاثة ابدال الله مكانة من الخمسة و اذا مات من الخمسة ابدال الله مكانة من السّبعة و اذا مات من السّبعة ابدال الله مكانة من الاربعين

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق میں تین سو بندے اللہ تعالٰے کے خاص تعلق والے ہوتے ہیں، جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور چالیس وہ ہوتے ہیں، جن کے دل حضرت موسٰی علیہ السلام کے دِل کے مناسب ہوتے ہیں۔ اور سات ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے مناسب ہوتے ہیں۔ اور تین ایسے ہوتے ہیں جن کے دِل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی مخلوق میں ایک بندہ ایسا ہوتا ہے، جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتا ہے جب یہ ایک فوت ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تین میں سے ایک چُن لیتا ہے۔ اور جب تین میں سے ایک مر

وَاِذَا مَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ اَبْدَالُ اللّٰهِ مَكَانَهُ مِنَ الثَّلَاثَةِ مِائَةٍ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلَاثِ مِائَةٍ اَبْدَالُ اللّٰهِ مَكَانَهُ مِنَ الْعَامَّةِ فَبِهِمْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيَدْفَعُ الْبَلَاءَ

رواہ حلیۃ ابی نعیم و ابن عساکر

کنز العمال الجزء السادس

صفحہ ۲۳۹ شمار ۳۴۲۵۳

جائے۔ تو اس کی جگہ پانچ میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے۔ اور جب پانچ میں سے ایک مرجائے۔ تو اس کی جگہ سات میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے۔ اور جب سات میں سے کوئی فوت ہو جائے۔ تو اس کی جگہ چالیس میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے۔ اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے۔ تو اس کی جگہ تین سو میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ عام لوگوں میں سے ایک شامل کیا جاتا ہے۔ پس ان کے سبب اللہ تعالے زندگی موت، بارش، پیداوار دیتا، اور مصیبتیں دور کرتا ہے" (اسے ابی نعیم نے حلیہ میں، اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

(کنز العمال جلد ششم صفحہ ۲۳۹ شمار ۳۴۲۵۳)

۲۳۰۳ (گذشتہ سے پیوستہ) اس نے اپنی روئیداد کا تذکرہ جاری رکھتے ہوئے بتایا، کہ ایک دن اس نے شاہراہ عظیم کے اردگرد جابجا لوگوں کو بستے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیا اس وادی میں اور بھی لوگ آباد ہیں ؟ فرمایا۔ یہ سب لوگ تیری طرح اس وادی کے مسافر تھے لیکن اپنا سفر جاری نہ رکھ سکے۔ چونکہ جو بھی اس راہ میں چلتا ہے، ساری دنیا کو خیرباد کہہ کر چلتا ہے۔ اور واپس لوٹنے کی امیدیں توڑ کر چلتا ہے۔ جب کوئی اپنی منزل پر

گامزن نہیں رہ سکتا، جہاں کہیں ہوتا ہے، وہیں ڈیرے ڈال دیتا ہے۔ اور کسی بھی حال میں کبھی واپس نہیں لوٹتا۔ منزل پہ پہنچنا مسافر کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ البتہ اس منزل کے مسافر کبھی واپس نہیں لوٹا کرتے۔ یہ سب لوگ اعلیٰ درجے کے مسافر ہیں۔ ان سے ملنا سودمند ہے۔ اس وادی کی ایک بستی طریقت کی ایک پوری داستان ہے۔ اصحابِ منازل کو ان سے ملنے اور استفادہ کرنے کی پوری اجازت ہے۔

الحمد للحی القیوم؛

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۰۴ آپ کو اس قدر خوش کبھی نہیں دیکھا۔ کہاں سے آرہے ہو؟ کہا، کہ آج میں بے حد خوش ہوں۔ آج میں جنازہ پڑھ کر آرہا ہوں! پوچھا، کہ کس کا؟ کہا، اپنا! یہ سُن کر سب متحیّر ہوئے، کہ اپنا جنازہ بھی کبھی کوئی پڑھ سکتا ہے؟ اور اس حال میں، کہ وہ زندہ ہو۔ اس پہ وہ بہت ہنسا، اور کہنے لگا۔ کہ اس دارِ فنا میں جب تک کوئی اپنا جنازہ آپ نہیں پڑھتا۔ نجات نہیں پاتا۔ مُردوں کا دنیا میں جینا مُردوں کی طرح ہوتا ہے۔ اور کوئی بھی آواز مُردوں کو نہ جگا سکتی ہے، نہ بُلا :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۰۵ مردہ اور صرف مردہ دنیا کی بے وفائی و کج ادائی سے واقف ہوتا ہے۔ کبھی دنیا کے جھانسہ میں نہیں آسکتا۔ زندے صرف جانتے ہیں، مانتے نہیں۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۰۶ مر کر جینے والے ہی رذائل و خباثت سے باز رہ سکتے ہیں۔ اور مر کر جینے والے ہی رذائل و

خباثت کی برائی سے واقف ہوتے ہیں۔ جینے والے نہیں۔ جینے والوں کو برائی کے برے نتائج کی خبر ہوتی ہے، نظر نہیں ہوتی۔ اور انسانیت کی تکمیل کے لئے خبر نظر کی محتاج ہے؛

الحمد للحق العظیم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۰۷ اللہ کی رحمت کردار پہ نازل ہوتی ہے، گفتار پہ نہیں؛

الحمد للحق العظیم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۰۸ طول مت ہو۔ جو جس کے اہل ہوتا ہے، دیا جاتا ہے۔ اور ضرور دیا جاتا ہے؛

الحمد للحق العظیم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۰۹ مفت کی نعمت کی قدر نہیں ہوتی۔ محنت کی اکنی مفت کی اشرفی سے بہتر ہے۔ حضرت سلطان المشائخ ابراہیم ادھم بلخی قدس سرہ العزیز نے کسی درویش کو کسی ناداری کے باعث روتے دیکھ کر فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ تجھے یہ درویشی مفت میں ملی ہے! اس نے عرض کی۔ کہ درویشی بھی خریدی جاتی ہے؟ فرمایا ہر شئے سے مہنگی درویشی ہے۔ اور میں نے اسے بلخ کی سلطنت کے عوض میں خریدا۔ جب میں اپنی اس تجارت پہ غور کرتا ہوں۔ تو کہتا ہوں۔ کہ اللہ نے مجھے یہ نعمت بڑے ہی سستے داموں عنایت فرمائی؛

الحمد للحق العظیم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۱۰ پاؤں کا انگوٹھا، جو تیری نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ سارے جسم کا عمود ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۱۱ زندگی کے ہر میدان میں خیر و شر دونوں محوِ عمل رہتے ہیں۔ شر خیر کی ضد ہے۔ خیر کا مدعا خیرات و حسنات اور شر کا شرارت و فتنات ہے۔ خیر حق اور شر باطل ہے۔ حق غالب اور باطل مغلوب ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۱۲ سلوک کی منزل کا مسافر جب اپنا سفر طے کر کے نفس و روح کی استراحت کے لئے بستر دراز کرتا ہے۔ عمل کا نور اسے اپنے پاک پردوں میں مستور کر لیتا ہے۔ اور دن بھر کی تکان آن کی آن میں کافور کر دیتا ہے۔ اور اگلی منزل کے لئے صحت و قوت و توفیق بحال فرما دی جاتی ہے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۱۳ مُردے کے لئے تقریباً ساری دنیا مردہ ہوتی ہے۔ اسی طرح زندوں کیلئے مُردے؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۱۴ خالی کمرے میں روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب کمرہ سے باہر نکلو، بجلی بند کر کے نکلو: برقیات دورِ حاضر کی ترقیات کی امین ہے۔ اسے ضائع مت کرو!

الحمد للحی القیوم؛

۲۳۱۵ اگر کتاب کافی ہوتی، تو قرآن کریم سے بہتر اور کون کتاب تھی؟ بندوں کی اصلاح کے لئے بندوں کی رہنمائی ضروری ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۱۶ "ہائے ہائے" مطب کی شب کی روح رواں ہے۔ ورنہ نیم مردہ مخلوق پہ رات کے وقت کیسے رحمت نازل ہوتی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۱۷ "ہائے ہائے" مطب کا وہ کیف ہے۔ جس کے بغیر مطب میں کوئی کیف نہیں ہوتا۔ جس کی بڑے بڑے بھی تاب نہیں لا سکتے۔ آنسو بہاتے ہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۱۸ خندہ پیشانی سے استقبال اور دلجوئی مرض کا نصف علاج ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۱۹ چلمن کا پردہ سرکا؛ ہوش میں آ۔ ادھر دیکھ، جو تیرے ہیں؛ تیرے پاس کھڑے ہیں؛ اور یہ عنایت کی حد ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۲۰ دیوانوں کی زندگی بھی کیا عجب ہوتی ہے۔ اگرچہ دانشمندوں کے نزدیک دیوانگی کوئی

مقام نہیں۔ دماغی فتور کا اصطلاحی نام ہے۔ لیکن بعض اوقات ان کی باتیں بڑے بڑے دانشوروں کو حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔

ایک دیوانہ کہنے لگا۔ کہ کوئی صاحبِ علم و دانش اسے طریقتِ اسلام کے لفظ مقام کی تشریح بیان کردے۔ کہ مقام کس حقیقت کا اصطلاحی نام ہے، تو وہ ہوش میں آکر سر تسلیم خم کردے ۔۔۔ ایک نے کہا۔ کہ جو تشریح وہ چاہتا ہے، وہ کسی بھی حال و انداز میں اور کسی سے بھی بیان نہیں کر سکتا۔ البتہ اللہ کی مخلوق گونا گوں اور وراء الوریٰ ہے۔ وہ اپنے رسالے میں اس کی یہ فرمائش مشتہر کردے گا۔ کہ قارئین کرام میں سے کوئی صاحبِ علم و فضل "مقام" کی حقیقت کی تشریح فرمادے۔ اسکا بیحد احسان ہوگا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۲۱ انسانیت کو فائدہ پہنچانے کے لئے جو بھی کام کیا جاتا ہے، زندہ رہتا ہے۔ کسی بھی زمانے میں کبھی فنا نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۲۲ گیدڑ جنگل کا سب سے ڈرپوک جانور ہے، جونہی کسی کو دیکھا، بھاگ نکلا۔ آج گیدڑ بھی بندوں سے خوف نہیں کھاتا۔ بے دھڑک آس پاس پھرتا رہتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۲۳ پہلوان اکھاڑے میں اور مجاہد میدانِ کارزار میں سجا کرتے ہیں۔ باہر نہیں!

۲۳۲۴ عوامی کھانا کنک ؔ دی روٹی، گنڈ ؔ ا تے لسی دنیا بھر کے کھانوں کا سردار ہے۔ بڑے بڑے ماہرینِ خوراک آج تک اس کا بدل نہیں بتا سکے۔ کسی بھی ٹانک میں یہ حیاتین یکجا نہیں ہوتے! ؎ گندم ؎ پیاز دیسی

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۲۵ اپنے جسم کی توانائی کو بحال اور قائم رکھنے کے لئے مولی، شلغم و گاجر کھا، اور گنا چوس۔ جو غذائیت ان میں ہے۔ عمدہ عمدہ پھلوں میں بھی نہیں! کھا کر دیکھو!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۲۶ کوئی کرتب وکھلا۔ کسی خصلت کا نمونہ پیش کر۔ خیال کی تائید صرف ہم خیال کرتے ہیں۔ جبکہ کرتب و خصلت کی تائید ہر کوئی کرتا ہے۔ اگرچہ دشمن ہو۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۲۷ عشق جب اپنے امام کے حضور میں نیازمندانہ خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے شامِ غریباں کے بے مثل منظر پہ حاضر ہوا۔ کہرام مچ گیا۔ زمین کی طنابیں ٹوٹنے لگیں۔ ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ تھرتھرا کر پوچھنے لگا ــــ یہ کیا ہے؟ ــــ ندا آئی۔ "یہ کائنات کے پروردگار کے حبیب اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے لختِ جگر شہزادہ کونین سیدنا امام حسین علیہ السلام کے جسدِ اطہر کا لاشہ ہے۔ جسے شہادت کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا گیا"۔ ایک عرض پھر کی ــــ یہ کس نے کیا؟ ــــ پھر ندا آئی ــــ یہ قصد

کفار کا نہیں، حضور اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کا ہے۔ ان کے اس تکرار نے، کہ شہزادۂ کونین کے قتل میں جلدی کرو، جمعہ کی نماز قضا نہ ہو"۔ عشق کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر، سن کر عشق نے اپنا تاج اتار کر زمین پر پٹخ دیا۔ قبا نوچ کر تار تار کر ڈالی۔ اس پامالِ ناز نے منہ پہ راکھ ملی۔ سر پہ خاک ڈالی۔ ایک دلدوز مرثیہ پڑھا۔ اور ہمیشہ کے لئے اس منظر کو نظروں میں یوں سمیٹ لیا۔ کہ پھر کبھی اس کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ عشق نے آج تک جتنی بھی رنگتیں بدلیں، شامِ غریباں ہی کے منظر سے متاثر و متحیر ہو کر بدلیں۔ اور ہمیشہ زنگار رنگ کی رنگتیں اس منظر کی مظہر رہیں گی۔ جو قیامت تک پوری آب و تاب سے تذکرۂ حسینؓ کو چار چاند لگاتی اور جگمگاتی رہیں گی۔ قیامت آنے کو ہے۔ اور عقل ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پائی۔ کہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتل کون ہیں؟ اور کیا ہیں؟ — کائنات کی تاریخ میں کسی قاتل نے بھی اپنے مقتول کے لاشے کی یوں بے حرمتی نہیں کی۔ اور یوں بے رحمی سے نہیں روندا۔ اور نہ ہی اس کے سر کو نیزے کی نوک پہ بلند کئے کئے یوں منزلیں ماریں۔ تاریخ میں کسی سلطان نے اپنے دشمن کے کٹے ہوئے سر کی یوں تذلیل نہیں کی۔ کہ اس کے ہونٹوں پہ چھڑی ماری ہو! —— جب وہ اپنی مسند سے اٹھا۔ امارت کے نشے میں چور تھا اسے کل کی کوئی خبر نہ تھی۔ سمجھا تھا، یہ امارت اب ان کے گھر کی لونڈی ہے۔ اور اسے اب کوئی نہیں چھین سکتا۔ یہ سوچنے کے بعد نشہ اور تیز ہو گیا۔ اور اس نے اپنی چھڑی میرے آقا اور میرے اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین نواسہ کے دندان مبارک پر، جو بوسہ گاہِ رسولؐ تھے، ماری۔ عشق قریب کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کہ اللہ نے اسے جذب بخشا۔ ورنہ وہ کبھی بھی اس کی تاب نہ لا سکتا۔ ضرور

بھڑک اٹھتا۔ میرے مولائے حسینؑ نے شہزادہ کونینؓ کی شہادت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ :

اللہ نے اپنے دین کی آبیاری کے لئے اپنے حبیبؐ کی بیٹی کے لختِ جگر کے خون کو قبول فرمایا۔ اور کسی کے خون کو نہیں۔ حالانکہ اس وقت کئی ایک جلیل القدر صحابہؓ بھی موجود تھے۔ اللہ کا دین سب سے بڑھ کر غیرت مند ہے۔ ہر کسی کی قربانی قبول نہیں ہوا کرتی !

یا اللہ ! ہم خاک نشینوں کا خون بھی تیری راہ میں بہے اور تیرے لئے نکلے۔ نہ کہ بستر پر۔ اور یہی ہم بے کسوں کا نذرانہ عقیدت ہے۔ قبول فرما۔ اگرچہ غیر معیاری ہے پھر بھی قبول فرما ! اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ ! اٰمین !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۲۸ مالوہ کا میراثی اپنے پرپھر کے شریکوں کے گھر نہیں جاتا۔ اور نہ ہی ان سے لاتعلق رہتا ہے۔ یہ مالوہ کے میراثی کی غیرت و وفاداری کا عالم ہے۔ میراثی کے پرپھر کا تو کیا ہوگا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۲۹ محب پر جب محبوب کی محبت غالب آجاتی ہے۔ عنبر کی طرح مہکنے لگتی ہے۔ اور یہ مہک کہیں بھی سما نہیں سکتی۔ اس غلبہ محبت کے تحت منصورؒ نے انا الحق کہا۔ یہ آواز منصورؒ کی نہیں، اللہ کی آواز تھی۔ اور قیامت تک پوری آب و تاب سے زندہ و قائم رہیگی ! منصورؒ کے قصے نے عشق کی داستان جو پھیکی پڑ چکی تھی۔ رنگین کر دی !

الحمد للحیّ القیّوم ! فاللہ خیر الرّازقین !

۲۳۰ شمس تبریزؒ اصرار کرتے رہے "قُم باذن الله" میرے اللہ کے حکم سے اٹھ جا! جب وہ بار بار کہنے کے باوجود کھڑا نہ ہوا، تو اسی وقت جوش میں آکر فرمایا۔ "قُم باذنی" کہ میرے حکم سے کھڑا ہو جا ــــ اور وہ اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ یہ آواز "قُم باذنی" شمسؒ کی نہیں، شمس کے اللہ کی تھی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرازقین

۲۳۱ وہ جب کسی بات پہ اڑ جاتے، کبھی نہ ٹلتے۔ جیسے چاہتے، اللہ کر دیتا۔ اللہ نے اپنے کسی بندے کی کسی میدان میں کٹ مرنے نہیں دی۔ بندے کی غیرت کو اللہ نے اپنی غیرت سمجھا۔ اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرازقین

۲۳۲ جو تجھ پہ احسان کرے۔ اس کے لئے دعا کر۔ اللہ اسے اس احسان کی بہترین جزا دے! آمین! ــــ اور جو تجھے برا بھلا کہے۔ اس کے لئے صدقِ دل سے یہ دُعا کر۔ اللہ اسے بخش دے۔ اور کسی بھی قسم کا مواخذہ نہ کرے۔ تیرا یہ دل تیرے رب کی گزرگاہ ہے۔ اپنے سینہ کو کینہ سے پاک رکھ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللّٰہ خیر الرازقین

۲۳۳ دردوکرب کی راتیں بڑی ہی برکت بھری ہوتی ہیں۔ ایسی راتیں بھلا کہیں روز روز آیا کرتی ہیں! یہ آنسو نہیں، موتی ہیں۔ ان سے اپنا دامن بھر لے۔ ایسے موتی ہر کسی کو روز روز نصیب نہیں ہوتے! ماشاءاللہ! نیم شب کی آہیں مطلب

میں ہلچل مچا دیتی ہیں۔ چارہ گروں کی چارہ سازی پہ اللہ کی رحمت نازل ہو۔ آمین!
یہ مصیبت نہیں، غنیمت ہے۔ شکر کر، نہ کر شکوہ!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۳۴ حضرت شداد بن اوس اور حضرت صنابحی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ جب میں مومن بندوں میں سے کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں، اور وہ اس ابتلا پر میری تعریف کرتا ہے۔ تو وہ اپنے بستر علالت سے ایسا پاک وصاف اٹھتا ہے، جیسا کہ اس کی ماں نے آج ہی اس کو جنا ہے۔ اور کوئی گناہ اس کا باقی نہیں رہتا۔ اور اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو قید کیا، اور مصیبت میں ڈالا۔ اور اس کا امتحان کیا۔ پس اے فرشتو! تم اس کے نامۂ اعمال میں وہی عمل لکھو جو اس کی صحت کی حالت میں لکھتے تھے۔ یعنی اعمال صالحہ! (احمدؒ)

(مشکوٰۃ شریف اردو جلد اوّل صفحہ ۲۷۷ شمار ۱۴۸۲)

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۳۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰے قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا، لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ جواب میں کہے گا۔ اے میرے پروردگار! میں کس طرح تیری عیادت کر سکتا تھا۔ حالانکہ تو دونوں جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالٰے کہے گا۔ کیا تجھ کو یاد نہیں۔ کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں

کی۔ اگر اس کی عیادت کرتا۔ تو تُو مجھ کو اس کے پاس ہی پاتا۔ یعنی میری خوشنودی تجھ کو وہاں نصیب ہوتی ـــــ پھر اللہ تعالےٰ پوچھے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ اور تو نے مجھ کو نہیں کھلایا۔ وہ جواب میں کہے گا۔ اے پروردگار: میں کیونکہ تجھ کو کھلا سکتا تھا؟ تُو تو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کہے گا ـــ تجھ کو یاد نہیں۔ میرا فلاں بندہ تجھ سے کھانا مانگنے آیا تھا۔ تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا۔ تو مجھ کو یعنی میری خوشنودی کو اس کے پاس پاتا۔

پھر اللہ تعالےٰ پوچھے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا۔ اور تو نے مجھ کو نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا۔ پروردگارا: میں تجھ کو کیونکہ پانی پلا سکتا تھا۔ تُو تو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا۔ تو نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ تجھ کو معلوم نہیں، اگر اس کو پانی پلا دیتا۔ تو تُو مجھ کو اس کے پاس پاتا

ترمذیؒ / (یہ حدیث غریب ہے)

عامر رامی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ (ایک مرتبہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں کہا۔ کہ "مومن جب کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے، اور پھر اللہ اسے صحت عطا فرماتا ہے۔ تو یہ بیماری اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے، اور آئندہ کے لئے اس کو نصیحت و عبرت۔ اور منافق جب بیمار ہوتا ہے۔ پھر اس کو صحت دی جاتی ہے، تو وہ اس اونٹ کی مانند ہو جاتا ہے۔ جس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو۔ اور پھر کھول دیا ہو۔ اونٹ کو اس کا سبب معلوم نہ ہو۔ کہ کیوں اس کے مالک نے اس کو باندھا، اور کیوں چھوڑ دیا۔

ایک شخص نے آپؐ کا بیان سن کر کہا :

"یا رسول اللہؐ ! بیماریاں کیا چیز ہیں ؟ خدا کی قسم : میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا آپؐ نے فرمایا -
"تمہاری جماعت میں سے اٹھ کھڑا ہو. تو ہم میں سے نہیں ہے"

(ابو داؤدؒ / مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۷۶ شمار ۴۷۳-۱۴۷۴)

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین :

۲۳۳۶ کسی بھی عمل کو اپنی طرف منسوب مت کر - یہ کہہ ، یہ مجھ پر میرے اللہ کی عنایت ہے
اور اللہ کی عنایت کے بغیر میں کسی بھی قسم کی نیکی پہ ہرگز کوئی گذر نہیں رکھتا ، اور نہ ہی کسی
برائی سے بچ سکتا ہوں .

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۳۷ مرنے سے پہلے مرنے والے صرف دو کاموں کے لئے زندہ رہتے ہیں - (۱) اللہ کی
عبادت (۲) اللہ کی مخلوق کی خدمت : تیسرے کسی بھی کام میں کبھی دلچسپی نہیں
لیتے - یگانہ ہو یا بے گانہ !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۳۸ ذکرِ الٰہی اور مخلوق کی خدمت میں شب و روز مصروف رہ ! اس سے بہتر دنیا و آخرت
میں اور کوئی کام نہیں !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین !

۲۳۳۹ ہُوا رسل و رسائل پہ مامور ہے۔ کہیں سے خوشبو لاتی ہے، اور کہیں سے بدبُو — کہیں سے شفا اور کہیں سے وَبا۔ ہُوا کو بُرا مت کہو۔ ہُوا کی اپنی کوئی مرضی نہیں۔ اللہ کی مرضی کے مطابق جہاں جس چیز کے پہنچانے کا حکم ملتا ہے، پہنچاتی ہے:

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۴۰ تن اور جان جیتے جی کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے: اگر تن نہ ہوتا، تو جان کہاں مقام کرتی۔ اور اگر جان نہ آتی، تو تن کس کام آتا؟ معلوم ہُوا۔ تن کے لئے جان اور جان کے لئے تن لازم و ملزوم ہے۔

میں تن ہوں، اور یہ عمل میرے تن کی جان ہے۔ میں اس کے بغیر دم بھر کے لئے بھی زندہ رہنا گوارا نہیں کرتا۔ یا اللہ! تو شاہد ہے، کہ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور نہ ہی دم بھر کی جدائی کی تاب لا سکتا ہوں! یہ عمل میری زندگی کی روحِ رواں ہے۔ جس کے بنا تیرا یہ بندہ بسمل کی طرح لوٹ رہا ہے! یا اللہ! تو جس بھی حال میں اپنے اس بندے کو جہاں بھی رکھے، تیرا شکر و احسان ہے۔ یا اللہ! تیرے اس بندے کی، تیری عزّت و عظمت والی بارگاہ میں صرف ایک ہی دُعا ہے۔ کہ اس کا یہ عمل اور کوئی بھی عمل کبھی فنا نہ ہو۔ حتیٰ کہ موت سے ہمکنار ہو! یا حیُّ یا قیّوم! نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۳۴۱ جب یہ حال ہے، تو پھر ہنسی کیسی، اور خوشی کیسی؟ عیش کیسا اور راحت کیسی؟ اپنی منزل پہ گامزن رہ! اس سے باہر کوئی قدم کبھی مت رکھ! ہمیشہ یہ پیشِ نظر رکھ — (۱) موت (۲) مرض (۳) درد (۴) کرب اور ضیق۔ توبہ توبہ!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

جب تک کوئی سالک ضیق کا منظر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتا۔ اور بار بار اور بار بار نہیں دیکھتا۔ مہاجر الی اللہ کبھی نہیں ہو سکتا؛ وما علینا الا البلاغ!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۴۲ طریقت کا وہ علم، جو کبھی نہیں بدلا، اور کبھی نہیں بدلتا۔ اپنے علم پہ عمل کرنا ہے۔ جس علم پہ عمل نہیں کیا جاتا۔ دنیا و آخرت میں شامت کا موجب ہوتا ہے۔ اے ہمنشیں! جو علم اللہ نے تجھ کو بخشا ہے، اس پہ عمل کر: اور ضرور کر: اپنے علم پہ عمل مومن کی سب سے بڑی ضرورت ہے، اور یہی زندگانی کی متاع ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۴۳ جس علم پہ عمل کیا جاتا ہے، کایا پلٹ دیتا ہے۔ کُنْ فَیَکُوْن کا مقام رکھا کرتا ہے اور جذب و سلوک کے تمام مقامات، عمل ہی کی بدولت ہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۴۴ یہ اُمت ساری امتوں میں چُنی ہوئی امت ہے۔ اس کے پاس علوم و فنون کے خزانے ہیں۔ قرآن ہے، تفسیر ہے۔ حدیث ہے، شرع ہے فقہ ہے، اُصول ہے، قانون ہے، منطق ہے، ادب ہے، میزان ہے تحریر ہے، تقریر ہے، ہر شے ہے، لیکن علم پہ عمل اور عمل پہ استقامت نہیں: اور کسی کو بھی نہیں، نہ معلم کو ہے، نہ متعلم کو۔ نہ ان کو

ہے، نہ اُنس کو۔ اگرچہ ہر کوئی اس کا دعویدار ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۴۵ اللہ سے ڈرنا اور نفس کی مخالفت کرنا علم کا مدعا ہے۔ اگر یہ نہیں، تو کچھ بھی نہیں۔ اے جانِ من! جو تو کہتا ہے اللہ سنتا ہے۔ جو کرتا ہے، دیکھتا ہے۔ جو سوچتا ہے، جانتا ہے۔ گستاخ مت ہو۔ بیباک مت ہو۔ تیری کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ سے اوجھل نہیں۔ کیا تجھے ایسی باتیں کہتے اور ایسی باتیں کرتے اپنے اللہ سے شرم نہیں آتی، اور خوف نہیں آتا؟ تیرا اللہ تیرے پاس حاضر و ناظر ہے۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۴۶ تیرا ہر قول و فعل دنیا کی مذمت اور رغبت الی اللہ کا مژدۂ جانفزا ہو

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۴۷ عمل اپنے عامل میں اسی طرح مہکتا ہے، جیسے کہ پھول میں خوشبو!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۴۸ اعمال تین ہیں — اُمر۔ نہی۔ یادؔ — اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان سب کی جان ہے

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۴۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ فَکَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ

یعنی ۔"جس نے میری سُنّت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جو مجھ سے محبت کرے گا، وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا"۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۰ ہر خیر و شر کو اللہ کی طرف سے اور حکمت پر مبنی سمجھ کر صبر و شکر کرنا وہ عبدیت ہے۔ جس کا اجر کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ جو کچھ ہونا ہوتا ہے۔ ہو کر رہتا ہے۔ تدبیر تقدیر پر غالب نہیں آسکتی۔ تقدیر غالب اور تدبیر مغلوب ہے۔

اللّٰھمّ انی اعوذ بک من شرّ نفسی و من کلّ شیطان مرید و من کلّ جبّار عنید فان تولّوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الّا ھو علیہ توکّلت و ھو رب العرش العظیم ان ولیّ اللہ الّذی نزّل الکتاب و ھو یتولّی الصّالحین ! آمین آمین !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۱ مکان میں مکین اور مسکن میں ساکن کا ہونا ضروری ہے۔ مکین کے بغیر مکان اور ساکن کے بغیر مسکن کبھی آباد نہیں رہتا۔ ویران ہو جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۵۲ مسکن کا ساکن، مسکن کا مالک ہوتا ہے۔ کوئی غیر کیونکر اس میں رہ سکتا ہے ؟ یہی حال تیرے اور میرے دل کا ہے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۳ کما کر دیکھ لو : حرام کی کمائی میں برکت نہیں ہوتی :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۴ جس راستے سے آتی ہے، اسی راستے چلی جاتی ہے۔ جب جاتی ہے، ہر شے اپنے ساتھ لے جاتی ہے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۵ کھا کر دیکھ لو۔ مشکوک روزی میں عفت نہیں ہوتی۔ نہ چستی ہوتی ہے، نہ جوش، نہ توفیق، نہ استقلال۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۶ ستا کر دیکھ لو، کبھی خوش نہ رہو گے :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۷ کر کے دیکھ لو۔ ذکرِ الٰہی میں ہر شے ہے۔ اطمینان و قرب و نجات و ولایت۔ اللہ کی قسم ! یہ بالکل سچ ہے : الحمد للحی القیوم : فاللہ خیر الرازقین :

۲۳۵۸ آزما کر دیکھ لو۔ بلا صدقے کو نہیں پھاند سکتی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۵۹ ہر مُلک تیری مِلک، اور تو ہر مُلک کا مالک الملک ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے ملک کی سرداری بخش دیتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے، چھین لیتا ہے۔ بے شک یا اللہ! تو ہر شے پہ قادر ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۶۰ میرے مولا! ہماری مرضی کیا معنی رکھتی ہے؟ ہماری کوئی مرضی نہیں۔ غلاموں کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی، مالک کی مرضی ہی غلاموں کی مرضی ہوتی ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۶۱ ہمارا تیری مرضی میں مخل ہونا ہماری سب سے بڑی حماقت ہے۔ جیسے تو راضی، ہم راضی یا حیّ یا قیوم!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۶۲ تیری رضا پہ راضی رہنا ہماری عبدیت کی سعادت ہے، اور مخل ہونا حماقت ہے۔

اللّٰھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا و اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاٰخرۃ! آمین!

الحمد للحیّ القیوم۔ فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۶۳ جسم کے جس حصّے میں خون نہیں پہنچتا۔ بے کار ہو جاتا ہے۔ اور نظامِ قدرت کے تحت جسم بے کار حصّے کو اپنے اندر رہنے نہیں دیتا۔ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر خارج کر دیتا ہے! — اسی طرح — کھیت کے جس پودے کی جڑیں پانی نہیں پہنچتا۔ خشک ہو جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ پُرزے پُرزے ہو کر گر پڑتا ہے۔ مٹی سے اُگا تھا۔ اور مٹی ہی میں مٹی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح — ہر سلسلۂ طریقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فیض سے فیضیاب ہے!

اللہ کرے، ہم خاک نشینوں پہ ہماری سرکار حضور اولیٰ واعلیٰ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فیض اقدس سدا جاری وساری رہے کبھی کم نہ ہو' یاحیّ یاقیّوم! انت ربی ذوالجلال والاکرام!

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض نہیں پہنچتا، سلسلے کی شاخ ہری بھری نہیں بنی' سوکھ جاتی ہے!

یاحیّ یاقیّوم! برحمتک استغیث! انا عبدٌ مذنبٌ ذلیلٌ وانت ربی ذوالجلال والاکرام! فاعف عنّی فانّک عفوٌ کریمٌ یا عظیم العفو یا نعم النّصیر! آمین!

فیض کے تین درجے ہیں :

اُتلا بچلا اور نچلا

اُتلے میں جذب و مستی، بچلے میں مقبول الاسلام ہستی، اور نچلے میں نہ رفعت نہ پستی!

الحمد للّٰہ الحیّ القیّوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۲۳۶۴ کمال کے بعد زوال حضرت آدم علیہ السلام کی قدیم سنّت ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ صاحبِ کمال اپنا محاسبہ کرے۔ کہ اسے کیوں زوال آیا؟ اپنے ہر گناہ و خطا سے عبرت حاصل کر کے تائب ہو۔ اور پھر بھی عزم بالجزم سے ارتقائی منزل کی طرف گامزن ہو: زوال کا مدعا زوال نہیں، بلکہ زوال اپنی آغوش میں عبرت و صلاحیت و ارتقائیت لئے ہوتا ہے۔ بے شک، جو کمال زوال کے بعد حاصل ہوتا ہے، ابدی و لازوال ہوتا ہے — اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی سُنّتِ تکریمیہ ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۶۵ سُنّتِ مؤکدہ تو لازمی ادا کرنی پڑتی ہے۔ لیکن سنّتِ تکریمیہ اپنی صلاحیت کی بدولت واجب الادا ہوتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جب اپنا زوال محسوس کیا، تو بکمال حسرت و یاس اپنے کمال کی تمنا ظاہر کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی خطاؤں کی معافی طلب کرنے کے لئے توبۂ انابت کی تھی جس کے نتیجہ میں انہیں پہلے مقامِ کمال سے بھی اعلیٰ و ارفع ارتقائی مقام عنایت ہوا۔ رجوع الی اللہ کا یہ عمل اپنی صلاحیت سے تکریم العزت کہلاتا ہے۔ جو تمام انبیاء علیہم السلام کا معمول رہا— اور اسی سُنّت کی تقلید سُنّتِ تکریمیہ ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۳۶۶ بھولا پن ایک خداداد نعمت ہے — ہر جماعت میں، دینی ہو یا دنیوی— کسی بھولے کی برکت سے برکت ہوتی ہے۔ اگر سب کے سب چالاک

ہی چالاک ہوں، شیرازہ بکھر جائے !

الحمد للحق القیوم

فاللہ حسنہ الرازقین

۲۳۶۷ ایک بھولا کسی جنگل سے لکڑیاں لایا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی ایک صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ اور پھر وہ رفتہ رفتہ ایک دوسرے کے دوست بن گئے۔ ایک دن ان صاحب نے اپنے بھولے دوست سے کہا، کہ کوئی خدمت ارشاد فرمائیں۔ کہ تعمیل کروں !—— سوچ سوچ کر کہنے لگا" کیا خدمت بتلاؤں ؟ آپ کی دوستی ہی میرے لئے کافی ہے "! انہوں نے مجبور کیا، کہ کسی نہ کسی خدمت کا موقعہ ضرور دیں !—— کہنے لگا—— "مجھے دس پیسے کافی ہیں "!

چند دن بعد پھر پوچھا—— ہمیں کسی خدمت کا موقعہ ضرور دیں !—— کہنے لگا—— مجھے میری پسند کا تمباکو نہیں ملتا "!—— پوچھا—— کتنا چاہیئے ؟—— کہنے لگا—— اتنا سا !—— جب اس نے اپنی یہ حکایت اپنے ایک دوست کو بتلائی۔ وہ سن کر کہنے لگا—— واہ رے بابا تیرا بھول پن۔ سوال بھی کیا، اور کیا کیا۔ سچ پوچھو، تو تو نے سکندرِ اعظم کے قصّے کو زندہ کر دیا۔ سکندرِ اعظم کی خدمت میں ایک سائل حاضر ہوا۔ عرض کی۔ مجھ کو ایک روپیہ عنایت فرمائیں ! بادشاہ نے کہا۔ "تیرا یہ سوال میری شان کے شایان نہیں۔ یہ سوال تو تُو میرے کسی ادنیٰ درباری سے بھی کر سکتا تھا "!

تھوڑی دیر کے بعد سائل نے پھر سوال کیا—— "کہ مجھ کو اپنی سلطنت بخش دیں "! سائل کا یہ دوسرا سوال سن کر سکندرِ اعظم نے فرمایا——

"تیرا پہلا سوال میری شان کے شایان نہ تھا۔ اور دوسرا سوال

تیری استعداد سے زیادہ "!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۳۶۸ ایک بار جا کر پھر کبھی واپس نہیں آنا۔ قبر میں قیامت تک پچھتانا ہی پچھتانا ہے۔ یہ کیوں کیا، یہ کیوں نہ کیا؛ اس حال میں جی، کہ جانے کے بعد جینے کی کوئی حسرت نہ رہے

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۶۹ گریبان میں دیکھو؛ اس میں کیا کچھ نہیں: اس میں لعل بھی ہے اور چور بھی۔ اس لعل کو چور سے بچالے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۷۰ میرے اور تیرے اللہ کے سوا کسی کے بھی قبضۂ قدرت میں کوئی شے نہیں۔ اللہ مالک الملک، احکم الحاکمین اور قادر المقتدر ہے۔ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ ہر حکم اللہ کا ہوتا ہے۔ اور اللہ کا حکم سدا جاری و ساری ہے۔ اپنے ملک میں جسے چاہتا ہے، عزت بخش دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے، اس سے چھین لیتا ہے۔ اور کائنات کا نظام ارادتِ ازلی کے تحت رواں دواں ہے۔ اللہ کی کوئی مخلوق خود سر نہیں۔ ہر مخلوق کی چوٹی کے بال اللہ کے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ بدوں ارادتِ الٰہی کوئی بھی اور کسی بھی حرکت پہ قدرت نہیں رکھتا! الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۷۱ بندگی کے تین اجزاء ہیں :

(۱) ذکرِ الٰہی (۲) اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع (۳) اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک !

ان تینوں اجزاء میں تیسرا جزو اہم ہے۔ کہ اس میں کافی تگ و دَو، محنت اور قربانی کرنی پڑتی ہے۔ مخلوق اللہ تبارک و تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اور یہ دستور ہے۔ کہ کسی کے کنبے کے ساتھ احسان و شفقت کا برتاؤ کیا جائے، تو صاحب کنبہ خوش ہو کر محسن کا ضرور شکریہ ادا کرتا ہے۔ نیز حتی الامکان اسے بہتر صلہ عطا کرتا ہے ۔۔ یہ بات غور کرنے سے عیاں ہے۔ کہ ۔۔ خدمتِ خلق کا سب سے روشن پہلو یہ ہے۔ کہ اسے ظلمت سے نکال کر روشنی و ہدایت کی طرف لایا جائے۔ اور اصطلاحِ دین میں اسے تبلیغ کہتے ہیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں تبلیغِ دین کا کام سب سے زیادہ سرانجام دیا۔ آپؐ نے ہر موقعہ پر نورِ ہدایت کی کرنیں بکھیریں۔ اس وقت کے جاہل لوگ اپنی جہالت میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ معاشرہ پورے کا پورا بگڑ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جانفشانی سے تبلیغ کر کے انہیں راہِ راست دکھایا۔ اس مقدس کام میں آپؐ کو مشکلات و مصائب کے پہاڑوں کو کاٹنا پڑا۔ لہو لہان ہونا پڑا۔ سنگ باری برداشت کرنا پڑی۔ طعن و تشنیع اور دشنام طرازی کے تیر سہنا پڑے۔ یہاں تک کہ آپؐ کو قتل تک کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ آپؐ کو ان کور باطن انسانوں کے ظلم و ستم کے باعث ہجرت کرنا پڑی۔ یعنی گھر چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ وطن کے ہر آرام، ہر سہولت کو خیر باد کہا۔ مقصد صرف یہ تھا۔ کہ ۔۔ تبلیغ کا کام

مکمل ہو سکے۔ آپؐ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ تو صرف اس لئے۔ کہ وہاں بیٹھ کر اس کام کی تکمیل کی جا سکے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مامور کیا تھا۔ کہ دنیا کے گوشے گوشے میں پیغامِ حق پہنچایا جائے۔ راہِ ہدایت سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے دینِ متین کے لئے بیدار و تیار کیا جائے۔ کہ یہی دینِ سرمدی ہے۔ اور اسی میں انسانیت کی نجات ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی مقدس جماعت کی چلائی ہوئی تحریک قیامت تک اس پاکیزہ مشن کے لئے ہمیشہ رواں دواں رہے گی۔ اور زوروں سے جاری رہے گی! انشاء اللہ تعالیٰ العزیز!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۷۴ لکڑہارے کو کلہاڑی تھامے باغ میں پھرتے دیکھ کر مالی دوڑا ہوا آیا۔ پوچھا۔ تم یہاں کس لئے پھرتے ہو؟ کہا۔ کہ ان سوکھے ہوئے درختوں کو کاٹ کر ایندھن بناؤں گا! مالی بولا ــ معلوم ہوتا ہے۔ تو نے کبھی خزاں نہیں دیکھی؟ یہ درخت سوکھے ہوئے نہیں ہیں! ان پر خزاں طاری ہے۔ اور خزاں کے آغوش میں بہار ہوتی ہے۔ اسے جنگل کے لکڑہارے! تو کیا جانے۔ کہ بہار کیا ہوتی ہے؟ کس انداز سے آتی ہے، اور اپنے ساتھ کیا کیا چیزیں لاتی ہے؟ چند دن کے بعد پھر آنا۔ یہ درخت جو تیری نظروں میں سوکھے ہوئے ہیں۔ رنگا رنگ ساڑھیوں میں ملبوس ہو کر نئے جوبن کے ساتھ نئی سج دھج سے نکھریں گے۔ یہ سوکھی سوکھی سی شاخیں، جو آج تیرے لئے بظاہر کسی بھی کام کی نہیں۔ انواع و اقسام کے پھلوں اور پھولوں سے لد جائیں گی۔ کسی کے دامن میں سیب، کسی کے ناشپاتی، کسی کے لیموں، کسی کے انار، کسی کے جامن، اور کسی کے آم ہوں گے۔ ارے تو نے کسی درخت کو کاٹ تو نہیں دیا؟ ــ بولا

کہ ابھی کاٹنے ہی والا تھا۔ کہ تم آ گئے۔ ورنہ سب کا صفایا کر دیتا

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۷۲ شریف شرافت سے، اور شریر شرارت سے باز نہیں رہ سکتا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۷۴ ایک ایجاد، ایک پوری زندگی کا شاہکار ہوتی ہے۔ موجد اپنی ہر شے ایجاد پہ نچھاور کر دیتا ہے۔ موجد اپنی ایجاد میں اس قدر محو و منہمک ہوتا ہے۔ کہ اسے اپنی ایجاد کے سوا دنیا و ما فیہا کی کسی بھی چیز سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ شب و روز اپنی ہی دھن میں محو عمل رہتا ہے۔ کسی اور طرف اپنی توجہ کو مطلق بٹنے نہیں دیتا۔ ایک مدت کے بعد اللہ رب العالمین کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور ایجاد درجۂ قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔ اور نافع الخلائق ہو کر نگار خانۂ دہر میں ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ موجد اپنا دور ختم کر کے چلا جاتا ہے۔ اور اپنی ایجاد چھوڑ جاتا ہے۔ اس سے بہتر انسانیت کی اور کیا خدمت ہو سکتی ہے؟

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۲۷۵ ایک عامل دیکھا۔ اس پہ اس کا عمل وارد نہ تھا۔ پوچھا۔ کیوں؟ کہا۔ اخلاص نہ تھا۔ کسی مطلب کے لئے پڑھتا تھا؛

ایک اور دیکھا۔ وہ عامل تو نہ تھا۔ عمل کا شیدائی و فدائی تھا۔ جستجو میں بے چین و بیقرار رہتا۔ اس پہ اس کا مطلوبہ عمل پوری آب و تاب سے وارد تھا۔ چہرے پہ بھی تھا، اور

دل پر بھی ؛ پوچھا، کیوں ؟ کہا۔ کہ اس کا مقصود محض رضائے الٰہی تھا۔ کوئی اور غرض و غایت مطلق نہ تھی ! ترکِ عمل ابطالِ عمل ہے ۔ اور ابطالِ عمل طریقت میں حرام کے مترادف ہے ۔ کسی عامل کا کوئی عمل کبھی باطل نہ ہو ؛ یاحیّ یاقیوم ! آمین !

ابطالِ عمل کی شامت انسانی برداشت سے بعید ہے۔ عجز و کسل و جُبن و بُخل و ہمّ و غم عمل کی راہ کی بڑی بڑی رکاوٹیں ہیں۔ ان سے پناہ مانگ ؛ مثلاً یوں کہہ :

اللّٰھمّ انّی اعوذبک من العجز والکسل والجبن والبخل والھمّ والغمّ ـــ ومثل ذالک :

کبائر عمل کو کھا جاتے ہیں۔ اور صغائر عمل کو بوداکر دیتے ہیں ! اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے احسان و کرم سے صغائر و کبائر سے اتنا دور رکھیں۔ جتنا کہ مشرق سے مغرب ہے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۷۶ بے شک قرآن کریم ہے ۔ اور اپنے قاری کو اس کے صغائر و کبائر سے خبردار کرتا رہتا ہے ۔ قرآن کریم کا قاری صبح جب تلاوت کے لئے قرآن کریم کھولتا ہے پہلا صفحہ جو اپنے آپ کھلے۔ اس میں اپنا پورا احال تلاش کرے ۔

ایک نے کہا ۔ کہ اس نے جب بھی قرآن کریم کو کھولا ۔ اس میں اس کے حال کی وضاحت پائی ۔ اگر بند کر کے ارادتاً کسی دوسرے صفحے کو کھولا ۔ اس میں بھی اسی کے حال کی وضاحت تھی ۔ جب تک کوئی ان باتوں سے ، جو کہ اس کو نہیں کرنی چاہئیں ، باز نہیں رہتا ۔ اسی طرح ہوتا رہتا ہے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۷۷ ایک سوال کے جواب میں ایک نے کہا۔ کہ اس کی کوئی حاجت نہیں۔ اور ایسی تو کوئی بھی نہیں، جسے کہ کوئی پوری کر سکے۔ اس کی ہر حاجت کا قاضی الحاجات اس کا ربّ ہے۔ اور اسے اپنے رب ہی کی قسم، کہ اس نے اپنی کوئی حاجت، کوئی بھی حاجت اپنے رب کے سوا کسی سے بھی، اور کبھی بھی بیان نہیں کرنی۔ اس کا رب، ربّ عرش عظیم، ربّ عرش کریم اور ربّ عرش مجید ہے۔ پھر اس نے کہا، کہ اس کے لئے کیا اس کا رب کافی نہیں؟

بندہ جب صدق دل سے اپنے رب کو اپنا قاضی الحاجات تسلیم کر لیتا ہے اور کہتا ہے ــ "اللّٰھم یا قاضی الحاجات اقض حاجاتی" اللہ اپنی ربوبیت کے صدقے اپنے بندے کی حاجت روا فرما دیتے ہیں۔ اور جو حاجت پھر بھی روا نہ ہو۔ کوئی حاجت نہیں۔ اگر حاجت ہوتی، اللہ اسے ضرور روا فرما دیتے

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۷۸ کہا۔ کہ اللہ نے دنیا میں کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی، جس کی کہ کوئی حاجت نہ ہو۔ جواب دیا۔ کہ کب اس نے کہا، کہ اس کی کوئی حاجت نہیں۔ اس نے یہ کہا۔ کہ اس کی ہر حاجت کا قاضی الحاجات اس کا رب ہے۔ اور اس نے یہ عہد کیا ہوا ہے۔ کہ اپنے ربّ ذوالجلال والاکرام کے سوا اپنی کوئی حاجت کسی سے بھی بیان نہیں کرنی۔ حاجت روائی ہو نہ ہو، اگرچہ کبھی بھی نہ ہو۔ تیرے سوا کسی سے بھی کچھ نہیں کہنی! یاحی یاقیوم!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۷۹ دم گھٹ کر مر جانا۔ پر تیرے در سے اٹھ کر کہیں نہیں جانا۔ اور کبھی نہیں جانا ـــ اور یہ ختم السلام ہے، یا حیّ یا قیّوم ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۰ روزرات کو سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر۔ کہ تجھ سے تیرے اللہ کی مخلوق کو کیا فائدہ اور کیا نقصان پہنچا۔ اور کیوں پہنچا ؟ انسان کا انسان کو فائدہ پہنچانا انسانیت اور نقصان پہنچانا ظلم و زیادتی ہے ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۱ شہید کے معنی وہ گواہ، جس کی گواہی کو کسی بھی طرح کوئی جھٹلا نہ سکے۔ نہ کسی منطق سے نہ کسی مسئلہ سے، نہ کسی حجت سے، اور نہ ہی کسی دلیل سے ـــ اور یہ ایمان کا انتہائی بلند مقام ہے ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۲ جو سُنّت اپنے واجب ارکان کے ساتھ ظاہر نہ ہو۔ وہ سُنّت غیر مؤکدہ کہلاتی ہے لیکن سُنّتِ تحریمہ جب کبھی اپنے واجب ارکان کے ساتھ کسی فرد پہ ظاہر ہوا کرتی ہے تو اس کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۳ اللہ کے بندے بے خوف ہوتے ہیں۔ بے باک ہوتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو چھپا کر

نہیں رکھتے۔ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا ہے، مال ہو یا خیال۔ مخلوق ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اور مخلوق ہی کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۴ فرشتوں کی بندگی صرف سجدہ اور بندوں کی بندگی (سجدہ کے علاوہ) بندوں کی خدمت اور عشق و مستی ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ بندوں کے مقامات دم بدم بڑھتے اور چڑھتے رہتے ہیں۔ اور یہ شرف فرشتوں کو حاصل نہیں۔ جبریل علیہ السلام جس روز سے پیدا ہوئے جبریل ہی ہیں۔ اور جبریل ہی رہیں گے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۵ قربانت شوم ! یادش بخیر ! ہمارے قائد حضرت فضیل قدس سرہ العزیز توبہ کے دائرے میں داخل ہونے سے پہلے چوروں کے سردار تھے۔ جب آپ نے توبہ کی، اسی وقت اللہ کے پہنچے ہوئے بندوں میں شامل ہوئے۔ ایک یہودی آپ کی توبہ سن کر کہنے لگا۔ میں تب تجھ سے راضی ہوں گا۔ اگر تم ریت کے اس ٹیلے کو اس جگہ سے اٹھا کر اس جگہ رکھ دو۔ ابھی یہ کہا ہی تھا۔ کہ ایک تند و تیز آندھی آئی۔ اور اس نے اس ریت کو اُڑا کر جہاں وہ یہودی کہتا تھا۔ رکھ دیا۔ یہودی ایمان لے آیا۔ کہنے لگا۔ اس نے تورات میں پڑھا تھا۔ کہ اگر کوئی سچے دل سے پکی توبہ کرے۔ اور پھر کسی بہانہ کو حکم دے، کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کسی اور جگہ چلا جائے۔ تو فوراً چلا جائے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس نے ان سے ریت کے ٹیلہ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کی فرمائش کی۔ اسے یہ حق الیقین تھا۔ کہ اگر اس نے پکی توبہ کی ہوگی، تو ریت کا ٹیلہ اپنی

جگہ سے اٹھ جائے گا !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۶ اہلِ سلوک در و دیوار کے، اور اہلِ توکل ساز و سامان کے مطلق پابند نہیں ہوتے! جس حال میں بھی اللہ انہیں رکھے، راضی رہتے ہیں !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۷ سلوک کی منزل کے تین نشانِ راہ ہیں :

۱ - ہر شے، خیر ہو یا شر، اللہ کی طرف سے ہے !

۲ - حکمت پہ مبنی ہے !

۳ - میری ہی بھلائی کے لئے ہے !

جب تک کوئی سچے دل سے ان بنیادی اصولوں کو تسلیم نہیں کرتا، سکون نہیں پاتا !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۸ بندہ جب خدائی صفات کو مخلوق کی طرف منسوب کرتا ہے۔ بے چین ہو جاتا ہے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۸۹ ابتلا پہ واویلا مکروہ۔ صبر بندگی اور شکر مردانگی ہے ! واللہ! باللہ! تاللہ !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۹۰۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب نمرود کی آگ میں پھینکنے لگے۔ کرۂ زمین میں ایک کہرام مچ گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ عرض کی۔ میں آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں! فرمایا۔ مجھے تمہاری مدد کی مطلق ضرورت نہیں۔ میرے لئے میرا اللہ کافی ہے! حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہا۔ اور بے دھڑک آگ میں کود پڑے۔ سبحان اللہ! الحمد للہ! اللہ اکبر!

آگ نے گلزار بن کر اللہ کے خلیلؑ کا استقبال کیا۔

یا اللہ! اس دور کے مومن کو بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا سا ایمان عنایت فرما! آمین! یا اللہ! جس طرح تو نے اپنے خلیل کو اپنی ربوبیت کے اعلیٰ درجے کا ایمان بخشا تھا۔ ہمیں بھی بخش! اور ضرور بخش! یا حی یا قیوم! لا الٰہ الا انت یا ارحم الراحمین! آمین!

حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے۔ کہ جو کچھ بھی ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے الدالیت ازلی کے تحت حکمت پہ مبنی اور انہیں کی بھلائی کے لئے ہے۔ انہیں کوئی بھی شک نہ تھا۔ کہ ان کے اللہ کے حکم کے بغیر زمین و آسمان کی کوئی بھی شے، اور کسی کو بھی اور کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی! بالکل نہیں پہنچا سکتی۔ مگر اللہ کے حکم سے۔ صرف اللہ کے حکم سے۔

یا اللہ! ایمان کا یہ اعلیٰ درجہ ہمیں بھی عنایت فرما! یا حی یا قیوم! انت ربی ذوالجلال والاکرام! اسمع واستجب! اللہ اکبر، اللہ اکبر!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۹۱ ایک نے اپنی منزل کا ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔ کہ جب بھی اس نے اپنی ماں سے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی۔ فوراً دیدی۔ جب وہ سلام کرکے گھر سے رخصت ہوتا۔ مسکراتی ہوئی فرماتیں۔ "مجھے اب تیری ضرورت نہیں۔ جب تک وہ خوش ہو کر واپسی کی اجازت نہ بخشیں، واپس نہ آنا"! تھوڑی دیر بعد وہ وہاں جانے کی بجائے جہاں جی چاہتا۔ چلا جاتا۔ حاضری پہ سوال کرتے۔ کہاں سے آئے ہو؟ کہتا۔ گھر سے!۔ یہ سن کر چپ ہو جاتے، اور ان کو پتہ ہوتا۔ کہ وہ جہاں جانے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ وہاں نہیں گیا، وہاں کی بجائے کہیں اور گیا ہے۔ اسی طرح ایک مدت گذر گئی۔

جب اس نے اپنی عادت نہ بدلی۔ حاضری پہ فرمانے لگے۔ جانے سے پہلے اُن سے کیوں نہیں پوچھا؟ کہ اس نے وہاں جانا ہے، اجازت دیں۔ اور آنے کے بعد کیوں نہیں تبلایا، کہ وہ وہاں سے آیا ہے؛

اکثر فرماتے۔ "تم مجھ کو نہیں، میں تجھ کو دیکھتا ہوں"!۔ پھر اس نے اپنے شیخ کی فراست کی ایسی ایسی باتیں تبلائیں۔ جو حیرت انگیز تھیں۔ کہ اگر کہیں ذراسی بھی غلطی کرنے لگتا۔ روک دیتے"؛

ابھی وہ یہ سنا ہی رہا تھا۔ کہ ایک آدمی اٹھا۔ کہنے لگا۔ اس کے پیر نے اسے چوری سے منع کیا ہوا تھا۔ ایک دن کسی کے کماد سے گنا ٹوٹنے لگا۔ پیر صاحب کو گنے کی جڑ میں کھڑا پایا فرمانے لگے۔ کیا اس نے اُسے چوری سے منع نہیں کیا تھا؟ باز نہیں آتا؟ اس دن کے بعد سے اس نے کبھی چوری نہیں کی؛

الحمد للحق القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۹۲ ایک صاحب نے عرض کی۔ کہ کیا وہ یہ پوچھ سکتا ہے۔ کہ ان کی موجودگی ہیں وہ کیوں آوارہ ہُوا؟ جواب دیا۔ کہ وہ آوارہ بالکل نہیں ہُوا! ایک دن اپنی مرضی سے باوا صاحبؒ کے سلام کو چلا گیا۔ اور اس خوش فہمی پہ گیا۔ کہ باوا صاحبؒ صابرؒ صاحب کے پیر ہیں۔ میری حاضری پہ خوش ہوں گے! اسی طرح ایک بار ان سے پوچھے بغیر صابر صاحبؒ چلا گیا۔ اس معمولی سی لغزش پہ اس کی وفاداری کا اعتماد اٹھ گیا۔ پھر اس کے بعد وہ کبھی کہیں نہیں گیا۔ کسی کو بھی دوست نہیں رکھا۔ اور کسی کو بھی اپنا نہیں بنایا! ______ ایک دن فرمانے لگے۔ میرے لڑکے کو بلا کر لاؤ۔ عرض کی، حضور! میں انہیں نہیں جانتا۔ فرمایا۔ ابے تو میرے لڑکے کو بھی نہیں جانتا؟ پھر فرمایا۔ ہمارے گھر سے بلا لاؤ! عرض کی۔ میرے آقا! مجھے آپ کے گھر کا پتہ نہیں۔ اس پہ وہ بہت خوش ہوئے!

اگر ہم اپنا جائزہ لیں، تو ہم کسی کے تو کیا! اپنے بھی وفادار نہیں! جس کا جہاں جی چاہتا ہے، بنا پوچھے چلا جاتا ہے۔ اور جو جی میں آتا ہے، کرتا ہے۔ کسی کو بھی کسی کا نہ ڈر ہے، نہ شرم! اور نہ ہی طریقت کی ناموس کا پاس ہے!

وما علینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۹۳ قبر میں کوئی کام نہیں ہوتا! دنیا میں کیے ہوئے کاموں کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ سنئے کیوں نہیں، جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ڈٹ کر کرو۔ اور ضرور کرو۔ اور جن سے منع کیا گیا ہے۔ کبھی مت کرو! اور ہر حال میں، قبض ہو یا بسط ــــ ذکر الٰہی جاری رکھو! حتیٰ کہ کوئی بھی دم یاد سے خالی نہ گذرے! ذکر کی قطاریں

باندھ دو! ایسی قطاریں، جو فرش تا عرش استوار ہوں! اور کسی بھی حال میں ترک مت کرو۔ بہتر ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہے۔ اور تیرے لئے جو تیرا شیخ بتلائے! وما علینا الا البلاغ!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۹۴ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے خلیلؑ کے ایمان کا نمونہ اپنی ساری دنیا کو دینا تھا۔ اس لئے، اور صرف اس لئے اتنی کڑی، ہولناک و خوفناک آزمائش کا اہتمام کرایا۔ ورنہ اللہ ربّ العالمین کے خلیل سے کون ایسا کرنے کی جرأت کرتا!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۹۵ ہر دوکاندار ہر آدمی کو اپنا گاہک سمجھ کر پُرتپاک استقبال کرتا ہے۔ جب اسے یہ پتہ چل جاتا ہے، کہ وہ اس کا گاہک نہیں، اپنی دوکان سے اٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے، کہ آئندہ جس سودے کی دوکان پہ جاؤ، وہی سودا مانگو! سُنار کی دوکان سے بزازی اور بزاز کی دوکان سے سونا کیسے مل سکتا ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۳۹۶ ایک صاحب نے پوچھا۔ کہ مقالاتِ حکمت میں بار بار جذب و مستی کا تذکرہ کیا جاتا ہے، وضاحت کی جائے۔ کہ مستی کسے کہتے ہیں،

اونٹ ایک عقلمند اور ضدی جانور ہے۔ سواری اور باربرداری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کسی کسی اونٹ پہ اور کبھی کبھی سرما میں مستی طاری ہوتی ہے۔ اور وہ اِس

عالم میں ہفتوں چارا نہیں کھاتا۔ اور نہ ہی پانی پیتا ہے۔ مستی کے جوش میں مدہوش رہتا ہے ــــ یہ ایک جگالی کھانے والے جانور کی مستی کا عالم ہے۔ عالم کی مستی کا کیا عالم ہو گا؟ اور کیسے ادراک میں آسکتا ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۳۹۷ # جذب و مستی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

انسان اپنی خِلقت کے اعتبار سے منفردِ واحد کہلاتا ہے۔ اللہ بھی اپنی وحدت میں یکتا و واحد ذات ہے۔ جس کی کوئی مثال و مشابہت نہیں۔ مگر یہی انسان جب حال و مقام کے میدان میں اپنی ذات سے بیگانہ ہو کر ہستی کو گم کر دیتا ہے۔ اور فنا میں ڈوب جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی ذاتِ حق کے قریب ہو جاتا ہے۔ بلکہ مشاہدۂ حق سے بھی بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان عام انسانوں سے ممیز اور ارفع مقام کے حامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے صفاتی مظاہر کی صورت میں تصوف کی بصیرت سے تو کئی انسانوں کو نظر آجاتی ہے۔ مگر اس کا وجودِ حقیقی عام نظروں سے ماورائے اور محجوب و مستور ہی رہتا ہے۔ تاکہ کوئی صاحبِ علم اپنے کسی عمل سے اس کی حقیقتوں کا انشراح نہ کر دے۔ اور وہ شخص حجابِ انسانی سے باہر نکل کر اپنے آپ کو

"منصور الٰہی" نہ کہلانے لگے۔ منصورِ الٰہی انسان تفریق کدورت اور مثبت احدیت کی تقسیم سے اچھی طرح واقف ہو جاتا ہے۔ اور نورِ محمدیہ سے مشرف ہو کر اپنے وجود کی لطافت حاصل کر لیتا ہے۔ ایسے عارفِ حق کا ہر فعل و عمل مشیّتِ ایزدی کی خوشنودی کہلاتا ہے۔

وجد و مستی کا کیف و سرور جب کسی سالکِ طریقت پہ طاری ہوا کرتا ہے۔ اس کا نفس حق آگاہ بن جاتا ہے۔ علمِ تصوّف انسان کو جب حق و باطل کی تمیز سکھا دیتا ہے باہر کی غیریت اس کے وجود کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر کے وجد و مستی کے عالم میں جو کچھ اس کی زبان سے کہلاتی ہے۔ وہ طریقتِ اسلام میں بابِ مفتوح کہلاتا ہے۔

بابِ مفتوح کسی روشنی کو جذب کر کے اپنے وجود کی ظلمات کو دور کرنے کو کہتے ہیں۔ نظامِ شریعت میں عبادت اگرچہ ضروری فرض ہے۔ مگر باطن کی کدورت اس وقت تک دور نہیں ہوتی، جب تک اپنے وجود کی غیریت سے آگاہی حاصل نہ ہو جائے عشق و محبت کے سلسلہ میں جو مستی و حال ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اس میں اپنی غیریت کا بھی کچھ دخل ہوتا ہے۔ غیریت انسان کو عشق کے ابتدائی مقام کی نشاندہی کر کے خود غائب ہو جاتی ہے۔ اور وہ پھر اس وقت ظاہر ہوا کرتی ہے، جب محبت اپنے جذبات جنوں سے عشق کا آخری مقام دیکھنے کے لئے بیتاب ہوتی ہے۔ اس وقت عشق خود اس چیز کے ماہیتی وجود میں داخل ہو کر اپنا کیف و حال ظاہر کیا کرتا ہے۔ وہ محبت کی مستی کہلاتی ہے۔

محبت جب اپنے عشق کے جذبات سے سرشار ہو جاتی ہے۔ تو پھر جو کچھ اس انجذاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جذب و مستی کا عالم کہلاتا ہے۔ جذب و مستی کے عالم میں انسان کئی ایک چیزوں کو حیرت کے مقام پہ دیکھا کرتا ہے۔ حیرت کی مستی عشق کا آخری

مقام ہے۔ جہاں پر اللہ تعالےٰ اپنی شان کبریائی سے اس انسان پر عشق کا وجدآفریں سرور اور راحت ظاہر کر دیتا ہے۔ جذب و مستی کا مقام کسی انسان پر اس وقت ظاہر ہوتا ہے، جب انسان اپنے نفس کے تخیلات کو اچھی طرح سمجھنے لگے، کہ وہ کیا ہیں؛ کیوں پیدا ہوئے؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ غیر سے جو کچھ اس کی ذات پر ظاہر ہوگا وہ جذباتی عشق کہلائے گا۔ جو جلد ہی فنا ہو جاتا ہے۔ اور اپنی اصلی کیفیت کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کی جذب و مستی اس غیریت کی مرہون ہوتی ہے۔ جو کسی بھی وقت اس کے وجود سے غائب ہو سکتی ہے۔ عشق کی حدت سرد پڑ جاتی ہے۔ جو محبت عشق کی گرمی سے لاثانی اضطرار و بے تابی حاصل نہ کر سکے۔ وہ محبت جلد غائب ہو جاتی ہے۔ مگر جو محبت جنونِ عشق اختیار کر کے ظاہر ہوا کرتی ہے۔ وہ اپنے مدارج جلد طے کر کے کسی کو اپنا محب اور کسی کو اپنا محبوب بنا لیتی ہے۔ اور پھر محب و محبوب اپنے اس عشقِ حقیقی سے جب ایک دوسرے کے روبرو آتے ہیں۔ اس وقت جو کیف و سرور دونوں جانب ظاہر ہوا کرتا ہے؛ وہ ذوق و جنوں کا اثاثہ تمام کہلاتا ہے؛ اثاثہ عشق، جذب و مستی کے سرور کا ظہور بالعموم عاشق و معشوق دونوں پر کیا کرتا ہے۔ جب وہ محبت کے عالم میں ایک دوسرے کے خیالات میں مستغرق ہو جائیں۔

خلاصۂ طریقت۔ خیالات کا استغراق جذب و مستی کا مصدر کہلاتا ہے۔ جذب و مستی سے محبت کا عالم ایسا اخلاص ظاہر کیا کرتا ہے۔ کہ عاشق و معشوق اور محب و محبوب ایک دوسرے کے وجود میں گم ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں منفرد حقیقت کی احدیت کی اصلیت کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ وجودِ مرکب اپنی وحدیت کی حقیقت کا اظہار شروع کر دیتا ہے۔ اور یہ عشقِ حقیقی کا آخری مقام کہلاتا ہے،

عشق کے آخری مقام میں محب و محبوب کو اپنے جسمانی وصل کی ضرورت نہیں رہتی،
کیونکہ وہ تو دونوں فنا کے مقام سے گذر کر عشق کی بقا حاصل کر چکے ہیں۔ واحد حقیقت
کی انفرادیت پا چکے ہیں۔ اور یہی کچھ ان کا مقصودِ حیات ہوتا ہے۔ مقصودِ حیات سے
عشق کی دولت اور محبت کی فراوانی کا سرمایہ حاصل ہو جاتا ہے! وما علینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۳۹۸ عشق۔ ایک جہان ہے، جہاں کوئی دوسرا سما نہیں سکتا!۔ عشق ایک حال
ہے، جو کبھی بدل نہیں سکتا!۔ عشق ایک نشہ ہے، جو کبھی اتر نہیں سکتا۔
عشق جب فراق کی آگ میں جل جاتا ہے، جمال و وصال سے بے نیاز ہو جاتا
ہے۔ اور جمال و وصال سے بے نیازی عشق کا وہ بلند مقام ہے، جس پر جبرئیل
علیہ السلام کو بھی گذر نہیں۔
عشق صورِ اسرافیل سے بے پرواہ اور حیات، وممات کی قید سے کلیتاً آزاد
ہے۔ عشق ابدی حیات کا امین ہے: بے رُخی عشق کی ادا، اور بیقراری
عطا ہے!۔ عشق ہستی کی وہ مستی ہے۔ جس کے بغیر دل کی بستی کبھی
نہیں بستی: اگر عشق نہ ہوتا، بزم کونین میں کوئی کیف نہ ہوتا۔ عشق کی تپش
کونین کی روحِ رواں ہے۔ عشق ایک مذہب ہے اور کوئی اس کی
گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا!۔ اے ہمنشین: قُل :-

عشق محمدؐ مذھبی، وحبہٗ ملّتی وطاعتہ منزلی

یعنی یہ کہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا مذہب، محبت
میری ملت، اور اتباع میری منزل ہے! الحمد للحی القیوم! فاللہ خیر الرازقین؛

۲۳۹۹ کتاب مسودہ سے تیار کی جاتی ہے۔ کتاب جب چھپ جاتی ہے۔ تو مسودہ، جس سے کہ کتاب تیار کی گئی، تلف کر دیا جاتا ہے۔ اگر مسودہ کو محفوظ رکھا جائے، برکت کا موجب ہو۔ اس لئے، کہ مسودہ میں کافی مواد ایسا ہوتا ہے، جو کتاب میں تو نہیں آسکتا، لیکن اس سے کافی نفع حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ایسی ایسی باتیں ہوتی ہیں، جن پر اگر غور کیا جائے، تو علم و حکمت کی ایک نئی کتاب معرضِ وجود میں آجائے۔

ملتِ اسلامیہ کے مایۂ ناز محدث حضرت امام بخاریؒ نے چھ لاکھ احادیث جمع کیں۔ جن میں سے تین ہزار کے قریب اپنی کتاب صحیح بخاری میں پیش کیں۔ نہ معلوم کس مصلحت کی بنا پر لاکھوں احادیث کا مجموعہ تلف کر دیا۔ اگر اس مسودہ کو محفوظ رکھا جاتا، تو قیامت تک آنے والے دینِ اسلام کے دوسرے محققین کے لئے علم کا بیش بہا سرمایہ ثابت ہوتا۔ اور اس دور کے تمام اختلافی سوالات بھی ان سے راہنمائی میں مدد مل سکتی۔ چھ لاکھ احادیث کا مسودہ کوئی معمولی بات ہے؟

یہ حضرت امام بخاریؒ کی ذاتِ گرامی پہ تنقید نہیں، بلکہ اس حقیقت کا پُر خلوص اعتراف ہے، کہ آپ اس سمندر کے مایۂ ناز شناور ہی نہیں، ایک بہترین غواص بھی تھے۔ ان کی کتاب صحیح البخاری کو قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ لیکن یہ سمجھنا مشکل ہے، کہ انہوں نے اس مسودہ کو تلف کرنا کیوں ضروری سمجھا! حالانکہ اگر صحیح احادیث کے معیار کے مطابق اس عظیم ذخیرے کا معتد بہ حصہ در خورِ اعتنا نہ بھی ہوتا۔ تو بھی دنیا میں یہ ایک معیاری اور پائیدار کلام ضرور ہوتا!

مجھ سے کئی احباب نے اس نکتے کی فرمائش کی۔ مگر یہ ناقص العقل عاجز و مسکین بندہ اس مصلحت سے بے خبر ہے۔ اس لئے قارئین کرام میں سے اگر کسی صاحبِ تحقیق پر یہ نکتہ واضح ہو۔ تو بندہ کو بھی اس سے ضرور آگاہ فرمائیں۔

تاکہ استفادہ کرسکیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۰۰ جو چیز استعمال نہیں کی جاتی۔ بےکار ہوجاتی ہے۔ اور جو چیز غلط استعمال کی جاتی ہے وہ بھی بےکار ہوجاتی ہے۔ جو بھی چیز تیرے استعمال کی نہیں، کسی کو دے دے۔ اور کسی بھی چیز کو غلط استعمال مت کر! نااہل ڈرائیور مشینری کا ستیاناس کر دیتے ہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۰۱ عورتیں گھروں کو اور مرد ڈیروں کو آباد کیا کرتے ہیں۔ جس گھر میں عورت نہیں۔ ڈیرا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۰۲ یہ بزم کونین بندوں کے لئے بنی۔ بندوں ہی کو اسے آراستہ کرنے کی توفیق ملی۔ اور بندوں ہی کو اس کی نظامت عطا ہوئی۔ جب سے بندوں نے بندوں کی بالکل ہی نفی کر دی۔ جذب قلندرانہ اٹھ گیا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۰۳ نئی چیز میں کشش پائی جاتی ہے، پرانی چیز جوہر کی نظروں سے بھی گر جاتی ہے:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۰۴ جوانی اور بڑھاپے میں اتنا ہی فرق ہے، جتنا کہ نئی اور پرانی چیز میں۔ مسجد میں پڑے

ہوئے نئے جوتے دو منٹ میں چوری ہو جاتے ہیں۔ مگر پرانے جوتوں کو پڑے پڑے کئی ماہ گذر گئے۔ انہیں "اُتی" لگنے لگی۔ نہ کسی چور نے چرایا، نہ مالک نے بلایا۔ اسی طرح جوانی میں انسان کی ہر جگہ بے حد قدر و قیمت ہوتی ہے۔ بوڑھا ہو جائے، تو گھر والے بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ خاطر مدارات تو ایک طرف، ضرورت کے وقت اسے پانی تک بھی نہیں پوچھا جاتا۔ جوانی میں جس بازار کی وہ رونق ہوتا ہے بڑھاپے میں اس بازار میں اس کی انتہائی بے قدری ہوتی ہے! — فاعتبروا یا اولی الابصار!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۰۵ دل کی دنیا جب بالکل ہی اجڑ جاتی ہے۔ کہیں سے بھی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ ذرہ ذرہ پانی پانی کی بوند کو ترسنے لگتا ہے، اس وقت اس کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ اور یہ نفی کا انتہائی بلند مقام ہے۔ اللہ رب العالمین اپنی مخلوق پہ ماں سے بھی سو گنا زیادہ مہربان ہے۔ جب اپنی رحیمی کریمی کے صدقے اپنے کسی بندے کی طرف کرم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسے اپنی کتاب کی تلاوت کی توفیق بخش دیتے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت سلوک کی منزل کی وہ روشنی ہے، جس کے بغیر آگے راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۰۶ قرآن کریم کی تلاوت شرابِ طہور کا وہ ضروری جزو ہے، جس کے بغیر دیگر اجزاء اگرچہ پورے تناسب سے ہیں۔ پھر بھی خمار کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ جب تلاوت کا جزو شامل ہو جاتا ہے۔ فوراً چڑھ جاتا ہے! الحمد للحیّ القیوم! فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۰۷ قرآنِ کریم کی تلاوت انسانی جسم الوجود کے لئے ایسے ہے ، جیسے ساون سے تپتی ہوئی زمین کے لئے ابرِ نیساں ! تپتی ہوئی زمین پر بھی کبھی کوئی سبزہ اُگا ؟ زمین جب سیراب ہو جاتی ہے ، پھر اس میں طرح طرح کی نباتات خود بخود اُگ آتی ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۰۸ ریگستان میں کوئی بیل کبھی نہیں پھلتی پھولتی ۔ بیل کی نشو و نما کے لئے سیرابی اور سہارا دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔ ایک صاحب نے بتایا ۔ کہ اس نے ایک ملک (جزائر فجی) میں سترہ فٹ کماد کا گنا دیکھا ۔ گنّے کو پانی کی قلت بالکل نہ تھی ۔ اگر اسے سہارا نہ ملتا ۔ تو اتنا کبھی نہ بڑھتا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۰۹ قرآن کریم کی تلاوت قلب کی طہارت ، بصارت کی عفت اور سماعت کی صوتِ سرمدی کا انسب معمول ہے ۔ اور قرآن کریم کی تلاوت ہی سے جسم الوجود کے اندر اور باہر گوشت و پوست ، رگ اور ریشے شاداب و زندہ اور منور ہوتے ہیں ۔ حتّٰی کہ جسم کا ہر عضو اپنی مطلوبہ نورانیت حاصل کرتا ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۱۰ اِتّقا قرآن کریم کے قاری کا نشانِ راہ ہے ۔ بیشک وہ بجید محتاط ہوتا ہے ۔ اسے یہ پتہ ہوتا ہے ۔ کہ ذرا سی لغزش سے توفیق سلب ہونے کا خدشہ ہے ؛ وما علینا الّا البلاغ !

الحمد للحیّ القیّوم ؛ فاللہ خیر الرّازقین !

۲۴۱۱ قرآن کریم وعظیم و مجید علم و حکمت اور عشق و رقت کا سر چشمہ ہے۔ اور تمام چشمے اسی سر چشمہ سے پھوٹے:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۱۲ سارے قرآن کریم وعظیم و مجید کا نچوڑ سورۂ الفاتحہ اور سورۂ الفاتحہ کا نچوڑ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۱۳ اور جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے، وہ سب "ب" کے نقطہ میں ہے:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۱۴ بحیثیت ایک مسلمان کے بندہ اس حقیقت پر ایمان لایا۔ اور علم و حکمت اور عشق و رقت کے تمام چشمے "ب" کے نقطہ ہی سے پھوٹے! کوئی صاحبِ علم و فضل عوام الناس کی شرحِ صدر کے لئے اس رمز کی وضاحت فرمائیں۔ کہ "ب" کے نقطہ کو کیسے یا کیوں اتنی اہمیت نصیب ہوئی:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۱۵ حاضرین میں سے ایک نے کہا ــ کہ وہ اس نقطے کے نکتہ سے کماحقہٗ واقف تو نہیں۔ تاہم اپنے فہم و ادراک کے مطابق کچھ نہ کچھ پیش کرنے کی سعادت ضرور حاصل

کرے گا۔

حروفِ تہجی میں سے ہر حرف املا میں کسی نہ کسی صورت کسی دوسرے حرف سے مشابہ ہے۔ بعض حروف میں یہ مشابہت کم پائی جاتی ہے (مثلاً ا۔ ل۔ ک وغیرہ) اور بعض میں زیادہ (مثلاً ب، ج، د، ر، س، ص، ط، ع کے متماثل حروف) گویا ہر حرف کا کوئی نہ کوئی حصہ کسی دوسرے حرف کے کسی نہ کسی حصے سے مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن۔ نقطہ کا تشابہ موجود نہیں۔ نقطے کی کوئی جہت نہیں، کوئی سمت نہیں، یہ وہ عدیم المثال اور بے نظیر نشان ہے۔ جو اگرچہ خود حرف نہیں، حرف ساز ضرور ہے۔ نقطے کی کمی بیشی اور اس کے مقام کی تبدیلی سے حروف و معانی میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔ مَحرم کو مُجرم، رحمت کو زحمت اور رحیم کو رجیم میں بدل دینا اس نقطے کا ایک ادنیٰ کمال ہے۔ اس کی افراط و تفریط سے جَہل، جِہل میں اور تَمر ثمر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ عین میں اگر وصل و محبت کا پیام سنائی دیتا ہے، تو غین غیریت و بے رخی کا منظر۔

عربی اُمّ السنہ ہے، یہ زبان سب زبانوں سے قدیم، مستند، مکمل اور علم و حکمت و عشق و رقت کے جملہ خزانوں کی امین ہے۔ اس کے حروف ہجا پر غور کیا جائے تو سب سے پہلے جو حرف نقطے سے مشرف نظر آتا ہے، وہ "ب" ہے۔ گویا "ب" جملہ نقطہ دار حروف کا سرخیل ہے۔ اور یہ اسی نقطے کا اعزاز و اعجاز ہے، کہ "ب" بسم اللہ کا حرفِ آغاز بنا۔ ہر نیک کام ہو یا کلام، بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ کی تائید و نصرت حاصل رہے۔ اور بے شک بسم اللہ کے فیوض و برکات زمین و آسمان کی وسعتوں کو محیط ہیں۔ اور بلا مبالغہ بسم اللہ کا یہ شرف "ب" سے وابستہ ہے۔ جبکہ حرف "ب" اپنے نقطہ کے

باعث عزو شرف کی حامل ہے! وماعلینا الا البلاغ

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۴۱۶ ایک اللہ کا بندہ جنگل میں جا رہا تھا۔ اس کا گذر ایک ایسی جگہ سے ہوا۔ جو خوفناک درندوں کا مسکن تھی۔ اس نے دیکھا۔ درندوں کی ٹولیاں آزادانہ اِدھر اُدھر گھوم پھر رہی ہیں۔ جب اس نے یوں اپنے ارد گرد انہیں چکر لگاتے دیکھا۔ تو بہت گھبرایا۔ کہ اب کیا کرے؟ دُور حدِ نظر تک کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔ جسے مدد یا راہنمائی کے لئے پکارے۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ خطرناک درندے ہر لحظہ اس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہ اس خوفناک منظر سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔ لیکن کوئی راہِ فرار نظر نہ آتی تھی۔ اچانک ایک اللہ کا بندہ نمودار ہوا۔ پوچھا۔ کس حال میں ہو؟ — کہا سخت مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اللہ کے لئے میری مدد کرو! ورنہ یہ درندے مجھے زندہ نہ چھوڑینگے، ابھی چیھاڑ کھائیں گے! پوچھا — کس اُمت سے تعلق رکھتے ہو؟ — کہا، الحمدللہ! مسلمان ہوں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کا شرف رکھتا ہوں! فرمایا — قرآن پاک پڑھنا جانتے ہو؟ کہا — حافظِ قرآن تو نہیں، البتہ کچھ کچھ اجزار ضرور یاد ہیں: فرمایا — پھر ڈر کیسا، اور گھبراہٹ کیسی؟ اپنے رب کا ذکر کر، اور ماسوا سے منقطع ہو کر اللہ کی کتاب کا جو بھی حصہ تجھے یاد ہے، پڑھ! چنانچہ اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا، تو وہ سطحِ زمین سے بلند ہونا شروع ہو گیا۔ اتنا بلند، کہ اب وہ درندوں کی دسترس سے بالکل محفوظ اور باہر تھا۔ وہ فضا میں یوں معلق چلا جا رہا تھا۔ کہ گویا سطحِ زمین پر چل رہا ہے۔ شیر، چیتے، اور بھیڑیے نہایت بے بسی اور بے چارگی سے اسے تک رہے تھے۔ لیکن اب اسے ان کی

طرف سے کوئی خوف وخطر باقی نہ تھا۔ اور یہ قرآن کریم کی عظمت کا ایک زندۂ جاوید اعجاز نہ تھا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۱۷ کھا کر دیکھ لو۔ سادہ کھاتے ہیں لذت کم اور قوت وصحت زیادہ ہوتی ہے۔ مزدور سوکھی روٹی کھا کر دن بھر کام کرتے ہیں:

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۱۸ غریب جس بھی حال میں ہو، کاٹ لیتا ہے۔ یہ درجہ امیر کو حاصل نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۱۹ غریب معمولی سی عنایت پہ مطمئن ہو جاتا ہے، اور امیر کبھی مطمئن نہیں ہوتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۲۰ ایک دن اس نے سوچا۔ کہ وہ کسی کا ملازم نہیں، صبح کسی کے حکم کے تحت کسی کام پر نہیں جانا۔ اس کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں۔ نادم ہوا۔ شرمندہ ہوا۔ عہد کیا، کہ وہ اپنے تئیں اب کبھی فارغ نہ ہونے دیگا۔ شب وروز جس کام کے لئے وہ فارغ ہوا تھا۔ اسی میں مصروف رہے گا! ما شاء اللہ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۲۱ جب اس کی ماں نے اپنے بیٹے کو روتے دیکھا۔ دوڑتی ہوئی آئی۔ پوچھا۔ تجھے کیا ہُوا ؟ کہنے لگا، کہ اُسے چوہدری صاحب کے لڑکے نے بُری طرح پیٹا ہے۔ ! پوچھا، کیوں ؟ کہا۔ کہ اس نے ان کے کھیت میں اُگے ہوئے لیموں کے پیڑ سے ایک لیموں توڑ لیا تھا۔ لڑکے کی ماں چوہدری صاحب کے پاس شکایت لے کر پہنچی۔ چوہدری صاحب نے شکایت بڑے تحمل و بُردباری سے سُنی۔ پھر اُٹھا، کلہاڑی اٹھائی اور کھیت کو چل دیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے لیموں کے بُوٹے کو جڑ سے کاٹ دیا۔ پھر اپنے لڑکے کو بلایا۔ اور کہا :

ہم سارا دن اس پودے سے لیموں حاصل کرتے اور استعمال میں لاتے رہے۔ اگر اس نے ایک لیموں توڑ لیا، تو کیا ہُوا ؟ جو یوں تو نے اسے مارا پیٹا۔ لے دیکھ! اب میں نے یہ قصہ ہی پاک کر دیا ہے۔ اب کسی نے بھی تیرے لیموں کے بوٹے سے لیموں نہیں توڑنے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۲۲ جس طرح تو اپنے باپ کو قبر میں دفنا کر پھر کبھی ایک دن بھی اس کے پاس نہیں گیا۔ اس کیلئے کوئی تحفہ نہیں بھیجا۔ نہ ہی اس کی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح تیرے ساتھ ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ کاش تجھے اس کی خبر ہوتی۔ کہ اس مال میں سے کوئی بھی شئے تیرے ساتھ نہیں جانی : یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ قبر میں جانا ہے۔ کاش! تو اپنے اس مال کو قبر کا زادِ راہ بناتا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۲۳ زندہ قومیں کورانہ تقلید کی پابند نہیں ہوتیں۔ تقویٰ میں تمھارا پہلا نمبر ہو!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۲۴ اتقیاء کی رہائش گاہوں کا اصطلاحی نام خانقاہیں ہے۔ تیرے خانقاہی نظام میں تقوے! جلوہ گر ہو!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۲۵ متقی کا دنیا میں جینا کسی بھی طرح قید سے کم نہیں ہوتا:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۲۶ ایک نے کہا، کہ اسے یہاں سے کیا ملا؟ دوسرے نے سن کر جواب دیا۔ کہ یہاں ہر کسی کو ایک ہی چیز دی جاتی ہے۔ دنیا سے نفرت، اور دین سے رغبت ـــــ وہی چیز اسے بھی پیش کی۔ اگر وہ قبول نہ کرے، تو پیش کرنے والا کیا کرے؟

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۲۷ ایک نے کہا۔ کہ وہ فلاں سورۃ کا عامل ہے۔ پوچھا، کیسے؟ ـــ کہا کہ وہ روزانہ اسے اتنی مرتبہ پڑھتا ہے! ـــ کہا، کہ اہلِ سلوک کے نزدیک قرآن کریم کی کسی سورۃ کا عامل وہ کہلا سکتا ہے، جس کا عمل اس کے مطابق ہو۔ مثلاً اس کے نزدیک سورۂ مزمل کا عامل وہ قاری ہے، جو ہمہ اوقات ـــ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، چلتے، تھمتے، اپنے رب کے ذکر میں محو و مستغرق رہے۔ اور ماسوا سے کسی بھی قسم

کی کوئی امید نہ رکھے ؛ اور یہ مقام ساری دنیا میں گنتی کے بندوں کو نصیب ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ۔ وہ کسی کہنے والے کی کسی بھی بات کی مطلق پرواہ نہ کرے۔ ہر حال میں مستغنی عن المخلوق رہے ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۲۸ دنیا میں مُردوں کی طرح جینا کافی مشکل ہے۔ موت کے وقت مردہ اللہ کے سوا کسی اور طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی تمنا ہوتی ہے۔ مگر یہ اور صرف یہ، کہ اللہ اپنی رحمت سے اسکو بخش دے۔ اور قبر کے عذاب سے بچالے ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۲۹ کُتّا اپنے مالک کا وفادار ہے۔ لیکن اپنے ہم جنس کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ دیکھتے ہی اس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے، کہ کُتا نجس العین ہے ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۳۰ جو لطف ملاپ میں ہے، اختلاف میں نہیں۔ ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ ؛

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۳۱ جس پر تقویٰ وارد نہیں، وہ متقی کیا ؛ ہم تقویٰ کے مبلغ ہیں، لیکن ہم میں سے کسی پر بھی تقویٰ کی حقیقت وارد نہیں، اگر ہے، تو ظاہری ہے، عملی نہیں ؛

الحمد للحی القیوم : فاللہ خیر الرازقین ؛

۲۴۳۲ ایک نے کہا، کہ وہ غنودگی کے عالم میں لیٹا ہوا تھا۔ کہ اس نے قرآن کریم کی قرأت ایسی دلکش انداز میں سُنی، کہ وہ چونک اٹھا۔ سوچنے لگا۔ ایسا خوش الحان اس جنگل میں کون ہو سکتا ہے؟ تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہوا۔ کہ یہ آواز اوپر سے آرہی ہے۔ پھر اللہ نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ کہ اس وقت اللہ ربُّ العالمین آسمانِ دنیا پر نزول فرما رہے ہیں۔ اور قرآن کریم کی تلاوت گویا۔

حضیرۃ القدس کی مفتاح ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۳۳ تر اس پہ جتنا بھی لادو، پیس دے گا۔ اس کا کام ہی آٹا پیسنا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۳۴ سکندر نے دیو جانس کلبی سے کہا۔ کہ وہ یونان کا بادشاہ ہے۔ اس کے سلام کو حاضر ہوا ہے۔ کوئی حاجت بیان کریں، جسے کہ وہ پورا کرے! کلبی نے غور سے سکندر کی طرف دیکھا۔ اور کہا، کہ اس کی صرف ایک ہی حاجت ہے۔ کہ اس کے اور دھوپ کے درمیان حائل نہ ہو!

کلبی کو ترکِ محمدیؐ سے گردتک کی نسبت نہ تھی۔ اور میں نے اور تو نے ترکِ محمدیؐ کا تذکرہ تک نہیں سُنا۔ دیکھنا تو کیا تھا: ترکِ محمدیؐ کا ہر تذکرہ ــــ داستانِ ارم کا باب نہیں، دیباچہ بنتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۳۵ جب اُس بوڑھے لکڑہارے نے ابراہیم ادھمؒ سے کہا۔ کہ خزانوں کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ لکڑہاروں کو نہیں۔ نیز یہ۔ کہ وہ اس دفینہ کو بچپن سے دیکھتا چلا آیا ہے۔ اور اس نے اس پر کبھی تھو کا تک نہیں۔ ادھمؒ کے پاؤں کے نیچے سے مٹی تک نکل گئی۔ پانی پانی ہو گیا۔ کھسیانا ہوا۔ کہ بلخ کے سلطان کو ایک لکڑہارے نے ہرا دیا۔ مردانگی کے میدان میں پچھاڑ دیا۔ دوسری صبح ادھمؒ تخت نہیں، جنگل میں تھا۔ سبحان اللہ! الحمد للہ! اللہ اکبر! لکڑہارے کی ایک بات ادھمؒ کی پیر و مرشد بنی

الحمد للحق القیوم

فانا اللہ خیر الرازقین

۲۴۳۶ یا اللہ! اس نوجوان نے مجھے نہیں دیکھا۔ میری صحبت میں نہیں بیٹھا۔ میری لکھی ہوئی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ مجھ کو تیرا بندہ سمجھ کر میرے مرقد پہ حاضر ہوا ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں، جو مراد لے کر یہ حاضر ہوا ہے، پوری فرما دے یا حیّ یا قیوم! آمین! اور یہ فیض ایک حاضری کا ہے:

الحمد للحق القیوم

فانا اللہ خیر الرازقین

۲۴۳۷ ہر بندہ قدر کا معتقد رہے جسطرح کسی کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے، ہو کر رہتا ہے:

الحمد للحق القیوم

فانا اللہ خیر الرازقین

۲۴۳۸ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔۔۔ مجھ سے مانگ! میں دوں گا۔ دعا کر! میں قبول کروں گا۔ یقیناً اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا:

الحمد للحق القیوم! فانا اللہ خیر الرازقین!

۲۴۳۹ حضور اقدس و اجمل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ "تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی ! مگر دُعا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۴۰ دعا کر : اللہ تیری تقدیر کو بُلند کرے ۔ کبائر و صغائر سے پاک کرے ۔ اگر تیری قسمت میں کوئی بُری چیز لکھی ہے ، اللہ اسے (اپنے فضل و کرم سے) محو کردے ! اور اس کی جگہ کئی ایک ان چیزوں کو ، جن سے اللہ راضی ہوتا ہے ، لکھ دے ! آمین !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۴۱ مقامی شُرفا ، علما و صلحا ـــ اپنے نومسلم راجپوت بھائیوں سے محبت کریں ۔ تعاون کریں ۔ قبولِ اسلام کی داد دیں ۔ اور کسی بھی انداز میں ان سے نفرت نہ کریں ! اللہ ربّ العالمین کی اس مخلوق سے صدیاں گذریں ، کسی نے پیار نہیں کیا ۔ آپ کریں ، اور کر کے دیکھیں !

انگریز نے کُتّے سے پیار کیا ۔ دوستو ! ان سے کبھی کسی نے پیار نہیں کیا ۔ ملّت کی پکار ہے ، اپنے ان نومسلم بھائیوں سے جی کھول کر پیار کریں ۔ اللہ خوش ہوگا ۔ ماشاء اللہ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۴۲ محنت کرو ، اجرت ملے گی ! بیکار بیٹھا تو ماں کو بھی اچھا نہیں لگتا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین !

۲۴۴۳ کردار کی کمی کو کوئی عبادت پورا نہیں کر سکتی : اور کردار عبادت کی کمی کو یکسر پورا کر دیتا ہے۔ جتنی بھی قومیں دنیا میں بلند ہوئیں۔ کردار ہی کی بدولت ہوئیں۔ جس قوم کو اللہ اپنی دنیا میں بلند فرمانا چاہتے ہیں۔ اسے بلند کردار عنایت فرماتے ہیں۔ یہ کردار تیرا کردار نہیں۔ تیرا کردار ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ ہو۔ اور تیرے کردار کی رفعت کو کوئی مات نہ کر سکے۔ یہی خودی اور یہی بیخودی ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۴۴ جس نے بھی اپنے رب کو پہچان لیا، ماسوا سے بے نیاز ہوا۔ مخلوق کی ناز برداری ختم ہوئی۔ کوئی دوسرا کسی بھی چیز سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۴۵ کوئی طاقت غیرت پہ غالب نہیں آسکتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۴۶ غیرت ہر طاقت سے طاقت ور ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۴۷ غیرت کسی طاقت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۴۸ غیرت فطرت کی وہ قوت ہے، جس پہ کوئی طاقت غالب نہیں آسکتی!

الحمد للحی القیوم

فنا اللہ خیر الرازقین

۲۴۴۹ سب سے بڑھ کر غیرت مند اللہ ہے، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور پھر مومن

الحمد للحی القیوم

فنا اللہ خیر الرازقین

۲۴۵۰ غیرت جب قوت کے مدمقابل کربستہ ہوئی، تاریخ کرامات کر گئی۔ ایک کیمپ میں دڈ ڈوگر دوں نے ایک بوڑھے مہاجر کی لڑکی کو ابھی بازو سے پکڑا ہی تھا۔ کہ بولیس کے ایک نوجوان نے، جو پاس ہی چولہے پہ بیٹھا اپنے بچوں کے لئے روٹی پکارہا تھا۔ جلتی ہوئی ایک کھلپاڑ کو اس زور سے اس کے سر پہ مارا۔ کہ ایک ہی وار سے وہ جہنم جا پہنچا۔ اس کے ساتھی نے جو دیکھا، تو فوراً اس سپاہی کو گولی مار دی۔ اور وہ اسی مقام پہ، جہاں غیرت نے موت کو پچھاڑا تھا۔ جام شہادت نوش کر گیا۔ اس واقعہ کے بعد پھر کسی کو کیمپ کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ غیرت کا یہ ایک واقعہ سارے کیمپ کی آبرو کا امین بن گیا!

الحمد للحی القیوم

فنا اللہ خیر الرازقین!

۲۴۵۱ غلام خواہ کتنا ہی نکما اور بدکار ہو۔ اگر اپنے مالک کو یہ یقین دلا دے، کہ اس کے سوا اسے کسی اور سے کوئی واسطہ نہیں، کوئی تعلق نہیں، کوئی امید نہیں، اور نہ ہی وہ کسی اور کے دَر کا سوالی ہے۔ اس کا جینا مرنا اپنے مالک ہی کے لئے، اور اسی کے دَر پر ہے۔ مالک کے لئے کافی ہے، مالک کے حضور غلام کا یہ عزم

کہ اس کا دوست اس کا دوست، اور دشمن اس کا دشمن ہے۔ غیرت کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے۔ اور وفاداری سے بڑھ کر کوئی خدمت مالک کو کبھی خوش نہیں کر سکتی : تیرے سوا تیری قسم! ہم خاک نشینوں کو کسی سے بھی کوئی امید نہیں! نہ ہی کسی کا کوئی آسرا ہے۔ ہر معاملہ میں دینی ہو یا دنیوی، ظاہری ہو یا باطنی، تو ہی وکیل و کفیل و نصیر ہے : یا حیُّ یا قیّوم :

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ : اٰمین اٰمین اٰمین :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۵۲ مبُرُوت نے کھَبَل کا زمین پر یہ شکوہ سُنا — کہ جب سے اس کا ستیاناس کر دیا۔ بار بار ہل چلا کر اس کی جڑیں اکھیڑ ڈالیں، اور خشک کر دیں" تو مسکراتے ہوئے کہا — میری طرف دیکھ : تو دھرتی پہ ہے، اور میں درخت پہ۔ تو روتا ہے، میں ہنستا ہوں۔ نہ جانے کب اس پرندے کے نیچے نکلیں، اور آندھی سے یہ گھونسلا گرے۔ اور مجھے تیرے پاس دھرتی پہ آنا نصیب ہو۔ پھر نہ جانے کب ساون برسے، اور میری مردہ جڑیں دوبارہ زندہ ہوں۔ تو اتنی جلدی مایوس ہو گیا۔ ذرا سی آزمائش کی بھی تاب نہ لا سکا۔ میں کسی بھی حال میں اپنے رب کی ربوبیت سے ناامید نہیں! میرا اللہ میرے پاس ہے۔ جو کچھ بھی میرے اور تیرے ساتھ ہو رہا ہے، اس کے سامنے ہے! پھر واویلا کیسا ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۵۳ حضرت سرکار عارف الطریقت، عالم الحقیقت، محبوب المصطفیٰ

مکلم الرسول اللہ ، قطب المشائخ ، ولی الہند و سندھ ، معدن الشریعت ، مخزن الاسرار الحکمت ، الشیخ الربانی ، الاشھب القمداتی ، حضرت خواجہ غریب نواز ۔ السیّد

معین الدین والحق حسن سنجری چشتی اجمیری

قدس سرۂ العزیز کی جُملہ تعلیمات کا نچوڑ ۔

جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں ، آپ کے اُس موعظہ حسنہ میں موجود ہے ، جو آپ نے اپنے وصالِ مبارک سے چالیس یوم قبل اپنے مریدین کے سامنے بیان فرمایا ۔ آپ نے اپنے جملہ مریدین اور اپنے روحانی جانشین حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

کو مخاطب کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا : -

—— محبت ہر کسی سے کرو ۔ نفرت کسی سے نہیں !

—— حرف باتیں تمہیں کہیں نہیں پہنچا سکتیں ۔ خدا اور مذہب کے بارے میں حرف باتوں کی بنا پر (عمل کو ترک کر کے) تم ترقی کی شاہراہ پر کبھی آگے نہیں بڑھ سکتے !

—— اپنی مخفی صلاحیتوں کو بروئے کار لاؤ ۔ پھر اپنی غیر فانی ہستی کی عظمت کو مکمل طور پر منکشف کر دو !

—— تمہارے اندر محبت و آشتی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ۔ تم جہاں رہو یا جہاں جاؤ ، امن و سلامتی اور مسرت و شادمانی کا پرچار کرو !

—— حق و صداقت کا شعلۂ تاباں ، محبت و الفت کی حسین کلی ، اور امن و سلامتی کا

سکون بخش مرہم بن جاؤ

— اپنے روحانی نور سے جہالت کے اندھیروں کو بھگا دو۔ جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کے چھائے ہوئے بادلوں کو بکھیر دو!

— نیکی، باہمی اخوت و محبت اور یگانگت کی اشاعت کرو!

— خدا کے سوا کسی سے نہ اعانت طلب کرو۔ نہ ہی صدقات و خیرات اور نہ ہی کسی کی حمایت کے طالب بنو!

— امراء و رؤسا کے درباروں میں کبھی حاضری نہ دو۔ لیکن دعا سے انکار نہ کرو!

— اگر تمہارے پاس حاجتمند، غرباء و مساکین، بیوائیں اور یتامیٰ حاضر ہوں، تو ان کی مدد کرو!

— ہندوستان کے لوگوں کی بلا تمیز مذہب و ملت خدمت کرنا آپ کا امن و سلامتی کا واحد مقصد و مدعا ہو!

— فرض شناسی کے جذبہ کے تحت اس کام کو جاری رکھو! تاکہ مجھے بطور آپ کے پیر و مرشد آپ کی کسی کوتاہی کے باعث قیامت کے دن خدائے بزرگ و برتر کے حضور شرمسار نہ ہونا پڑے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۴۵۴ ہر ملک کے محکمۂ آثار قدیمہ نے ہزاروں سال کے پرانے مٹکوں، دھاتی برتنوں، سکوں، کھلونوں، عام استعمال کی دیگر اشیاء اور زنگ آلود ہتھیاروں کی نمائش کے لئے کروڑوں روپے کی عمارات تعمیر کیں۔ ان کی زیب و زینت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ قدیم عمارات و نوادرات کی دیکھ بھال کے لئے ایک اچھا خاصا عملہ

ملازم رکھا۔ ان عمارات میں رکھے ہوئے ساز و سامان میں وہ بُت بھی شامل ہیں، جنہیں دیکھنے کو جی نہیں چاہتا، قدیم ملبوسات ہیں۔ جو ہمارے کسی کام نہیں —— آلاتِ موسیقی ہیں، جو تب بھی اور اب بھی سامانِ بزمِ عیش و طرب سے زیادہ کسی اہمیت کے حامل نہیں۔ اگرچہ ان سب چیزوں کی کچھ نہ کچھ تاریخی و ثقافتی اہمیت ضرور ہے، مگر ان نوادرات کی نمائش کا یہ انتظام زیادہ تر تفریح اور دلچسپی ہی کا موجب ہے۔ کیا یہ غور کا مقام نہیں، کہ ہمارے گھروں میں بوسیدہ کپڑوں، ٹوٹے پھوٹے برتنوں، اور معمولی سے معمولی اشیا مثلاً بھوسے اور اپلوں کے لئے تو جگہ ہے، مگر اللہ تبارک و تعالےٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام کی کتاب قرآن کریم و حکیم و مجید کے ان مبارک و متبرک نسخوں کے لئے، جو پڑھے جانے کے قابل نہ رہے ہوں، کوئی بھی جگہ نہیں۔ اور ہم انہیں بے دھڑک قبرستان میں دفنا دیں۔ پانی میں بہا دیں۔ کنوؤں میں گرا دیں۔ یا کسی اور طرح تلف کر دیں۔

افسوس صد افسوس!

جلد یا بدیر ہمیں اپنی اس کمی کو تسلیم کرنا پڑے گا؛ میرے اللہ رب العالمین کی اس آسمانی کتاب کو، جو کہ تمام آسمانی کتابوں کی ناسخ ہے، ساری دنیا کے لئے ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے ہے، پورے اعزاز و اکرام سے محفوظ رکھنے کے لئے اگر زمرد سے بھی مزین عمارت تعمیر کی جائے، تو بھی کم ہے! — وما علینا الا البلاغ:

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۴۵۵ قرآن کریم کے قدیم قلمی نسخوں سے بہتر اور متبرک اور کوئی نوادرات نہیں۔

روئے زمین کے تمام نوادرات مل کر بھی ان کے نقطے تک کی برابری نہیں کر سکتے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۵۶ غریب کی جیب سے زیادہ محفوظ اور نافع کوئی بینک نہیں ۔ اگر کوئی اپنی بچت بینک میں جمع کرانے کی بجائے اللہ کے بینک (بیوہ و مسکین) میں جمع کرا دے، کسی بھی طرح بینک کے نفع سے کم نہ ہو !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۵۷ اللہ کی یاد ہر یاد کو بھلا دیتی ہے ۔ اگر اللہ کے سوا کسی اور کی یاد دل میں باقی ہے، سمجھو، کہ ابھی تک اللہ نے دل میں ڈیرا نہیں لگایا !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۵۸ پودا جب زمین سے اکھاڑ لیا جاتا ہے ۔ دیکھتے ہی دیکھتے کمھلا جاتا ہے ۔ مرجھا جاتا ہے ۔ اور کسی بھی کام کا نہیں رہتا ۔ یہی حال نسبت کا ہے ۔ دعا کیا کرو، کسی کی کسی سے کبھی نسبت نہ ٹوٹے ! بزم کونین کا سارا نور و ظہور نسبت ہی کا نور و ظہور ہے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین !

۲۴۵۹ پیر اپنے کسی مُرید کو اگرچہ لاکھ مرتبہ کہے ۔ کہ یہ میرا مرید نہیں، مریدی قائم رہتی ہے ۔ لیکن مرید اگر ایک بار کہہ دے، کہ وہ اس کا پیر نہیں ۔ یا وہ اس کا

مرید نہیں۔ بیعت کی برکت ختم ہو جاتی ہے ! وما علینا الا البلاغ !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۶۰ جیسے کوئی باپ اپنے نالائق بیٹے کی بری خصلتوں سے تنگ آکر کہے، کہ یہ میرا بیٹا نہیں! اگرچہ اس کا بیٹا ہی ہوتا ہے۔ باپ کا یہ کہنا کسی شمار میں نہیں آتا !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۶۱ جیتے جی مرنا سلوک کا بلند ترین مقام ہے۔ ہر کوئی جیتے جی مر سکتا ہے؟ کبھی نہیں! جیتے جی مرنے والوں کو اللہ اپنی ربوبیت و مجدیت کے صدقے حیات و ممات سے پاک فرما دیتے ہیں :

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۶۲ سب سے بڑی اور ضروری نصیحت جس کے بغیر کوئی آدمی، خواہ کسی بھی منزل کا ہو، کسی مقام پہ نہیں پہنچ سکتا، یہ ہے، کہ کسی بھی حال میں اپنا کوئی عمل ترک نہ کرو!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۶۳ **ذکر** کھڑے، بیٹھے، چلتے، پھرتے اور لیٹے ہر حال میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ کے مطابق قلب و زبان پہ ذکر جاری رہے۔ یعنی موقع محل کے مطابق سنّت کی اتباع میں محوِ عمل رہو۔ سنّت کی اتباع کا یہ جوشِ عمل بلوغ الی المرام ہے۔ ماشاء اللہ! الحمد للحیّ القیوم ! فاللہ خیر الرّازقین !

۲۴۶۴ اتنے بڑے اللہ کو ہم خاک نشینوں کو قبر میں عذاب دیتے ترس نہ آئے گا کیا ؟۔ ضرور آئے گا، بے شک ہمارا اللہ ارحم الرّاحمین، اکرم الاکرمین اور احکم الحاکمین ہے۔ اپنی مخلوق پہ ماں سے بھی سو گنا زیادہ مہربان ہے۔ اور ماں اپنے کسی بچے کو برے حال میں دیکھنا گوارا نہیں کرتی !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۶۵ دنیا دارالعمل اور آخرت دارالحساب ہے۔ دنیا میں جو عمل کیا جاتا ہے، آخرت میں اس کا حساب لیا جائے گا ! دنیا میں عمل ہے حساب نہیں ۔۔ اور آخرت میں حساب ہے عمل نہیں !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۶۶ دل کو نفاق سے، عمل کو ریا سے، زبان کو جھوٹ سے، اور آنکھ کو خیانت سے پاک کر ! وما علینا الا البلاغ !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۶۷ قرآن کریم کی تلاوت دل کے باغ کی بہار ہے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۶۸ تیرے رب نے تجھ کو اپنے ذکر کا حکم دیا ہے۔ پھر تم کیوں نہیں کہتے ؛ تیرا رب ربِّ عرشِ عظیم، ربِّ عرشِ کریم، ربِّ عرشِ مجید، ربِّ السّمٰوات والارض،

وَ مَا بَینَھُما تیرے پاس حاضر و ناظر ہے۔ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ جانتا ہے۔ پھر یہ گھبراہٹ کیسی؟ اگر ڈرنا ہے۔ تو اپنے رب سے ڈر! تیرے رب کی قسم کسی بھی مخلوق کے قبضۂ قدرت میں کوئی بھی شے نہیں۔ نہ ہی کسی مخلوق کو کسی مخلوق پہ کسی بھی قسم کا کوئی تصرف حاصل ہے۔ کوئی مخلوق کسی مخلوق کا بال تک بیکا نہیں کر سکتی؛ مگر اللہ کے حکم سے؛ اور کون و مکان میں میرے اور تیرے اللہ ہی کا حکم جاری و ساری ہے! یا حیُّ یا قیّوم!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۶۹ ذکرِ الٰہی کی ایک مجلس ہیں لاکھ بُری مجالس کا کفارہ ہے (حدیثِ نبوی)

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۷۰ ڈرمت! اللہ تیرے ساتھ ہے!۔۔۔ کون اللہ؟

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

مالک الملک ـــــ ذوالجلال والاکرام ـــــ قوی العزیز ذوالقوۃ المتین اور ـــــ قادر المقتدر

جس کے حضور ہیں کل مخلوقات ـــــ خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری۔ سرنگوں اور ذلیل و زبون ہے۔ کسی کو بھی دم مارنے کی مجال نہیں۔ جبرئیل کو بھی نہیں! تم کبھی اکیلے نہیں ہوتے ـــــ اللہ تبارک و تعالیٰ عزّ و جلّ ذوالجلال والاکرام اور دو محافظ کراماً کاتبین تیرے ساتھ حاضر و ناظر رہتے ہیں۔ کیا تیرے

لئے تیرا اللہ کافی نہیں ؟ — جہاں اللہ کافی نہیں ، وہاں کوئی بھی کافی نہیں !
خوب یاد رکھ ! کہ ہر کفالت اللہ ہی کی کفالت کی بدولت ہے !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۷۱ کیا کسی نے کبھی اس عظیم نکتہ پہ غور بھی فرمایا — کہ اللہ رب العالمین نے سب سے پہلی وحی کا پہلا لفظ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکر اپنے حبیب حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں غارِ حرا میں بھیجا — "اِقْرَأْ" ہے — یعنی "پڑھ !"
معلوم ہُوا ، تمام تعلیمات کے حصول کا واحد انحصار پڑھنے ہی پہ موقوف ہے۔ جس نے بھی جو حاصل کیا ، پڑھ کر ہی کیا : وما علینا الا البلاغ

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۷۲ علم و حکمت اور عشق و رقّت کے چشمے تعلیم ہی کے منبع سے پھوٹا کرتے ہیں :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین :

۲۴۷۳ پڑھ کر ہی قطب بنا اور پڑھ کر ہی قلندر۔ پڑھ کر ہی جج بنا اور پڑھ کر ہی جرنیل !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۷۴ بندے کو بندے پہ پڑھنے ہی کی بدولت شرف حاصل ہے !

الحمد للحیّ القیّوم — فاللہ خیر الرّازقین !

۲۴۷۵ تحفہ قدردان کو دے، جو قدر کرے۔ کسی تحفہ کو اپنے پاس رکھنے سے کسی قدردان کو دینا بہتر ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۷۶ حضرت سلطان ابراہیم قدس سرہ العزیز کے بیٹے حضرت بابا بلخی المعروف حاجی ملنگ قدس سرہ العزیز اگر اپنے قیمتی تحائف اپنے کسی خادم کو عنایت نہ فرماتے، ضائع ہو جاتے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۷۷ قدردان کو عنایت کرنا تحائف کی بہترین حفاظت ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۷۸ تحائف کی جو قدر **محطی** کو ہوتی ہے، **معطی** کو نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۷۹ مت بھول کہ وہ دن آنے والا ہے، جس دن کہ یہ انگلیاں کوئی حرکت نہ کر سکیں گی۔ اس وقت کو غنیمت جان، اور اس سے وہ کام لے، جو تیری قبر میں تیرے کام آئے۔ اور وہ کام لے، جس سے کہ ملت کو فائدہ پہنچے! یا حیّ یا قیوم!

تیری یہ زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اس نے یہ رنگا رنگ کی بولیاں سدا نہیں بولنی؛ اس سے اپنے رب کی، جس نے کہ تجھ کو پیدا کیا، تسبیح و تحمید بیان کر، اور

اتنی زیادہ کرو، کہ کوئی دم یاد سے خالی نہ گذرے۔ بے شک جو دم غفلت میں گذرا، یاس و حسرت کا موجب ہے؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۸۰ اگر بندوں کے بس میں کوئی قدرت ہوتی، بندے بندوں کا دنیا میں جینا تنگ کر دیتے! حال یہ ہے، کہ بدون ارادتِ الٰہی ساری دنیا کے بندے مل کر بھی کسی ایک بندے کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۸۱ جہاں بادشاہ ہوتا ہے، وہاں خاکروب بھی ضرور ہوتا ہے۔ جو قرب بادشاہ سے خاکروب کو ہے، وزیر کو بھی نہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۸۲ غمِ نفس کی وہ گوشمالی ہے، جو اسے ذلیل اور قابو میں رکھتا ہے۔ اور کسی بھی رنگ میں کبھی نکھرنے نہیں دیتا؛

غمِ عصیاں چُنے ہوئے بندوں کو عنایت ہوتا ہے۔ اور اپنی آغوش میں سچی اور پکی توبہ کا مژدۂ جانفزا لئے ہوتا ہے: اور توبہ ہی میں آدمیت و انسانیت اور بشریت کی آبرو و عظمت ہے؛

دھلی والوں نے بار بار توبہ نہیں کی۔ صرف ایک بار کی، اور ایک رات کی۔ ادھر توبہ کی، اُدھر مراد ملی ـــــ اُن کی تقلید میں ایک نے ایک رات کسی طرح

پکی توبہ کی، اسی وقت اسی مقام پہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۸۳ اے جانِ من! جس نے بھی جو درجہ پایا، توبہ کر کے ہی پایا۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۸۴ عبد ذلیل جب تائب ہوا، عبد مُنیب ہوا۔ بے شک پکی توبہ ذلیل کو مُنیب بنا دیتی ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۸۵ صدق دل سے یہ تسلیم کر، کہ اللہ رب العالمین کے سوا کسی کو بھی، اور کسی بھی امر پہ کوئی قدرت حاصل نہیں۔ دنیا میں جو کچھ بھی ہوا، ہوتا ہے، اور ہوگا، اللہ ہی کے امر و ارادہ کے تحت ہوگا! یہ مومن کے ایمان کا بلند ترین مقام ہے۔ واقعاتِ عالم اسی ایمان کی تصدیق میں رُونما ہوا کرتے ہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۸۶ سلوک کی منزل تقوے کی راہ ہے! اس وادی میں باتیں اگرچہ کتنی حکمت بھری ہوں، کوئی رنگ نہیں لا سکتیں! جو کام روئے زمین کی باتیں مل کر بھی نہیں کر سکتیں، تقوے کی ایک مثال کر سکتی ہے! جتنی باتیں کی جاتی ہیں، کرنے والوں کا ان پہ

اپنا عمل نہیں ہوتا، ایسی باتوں کا کیا فائدہ ؟ — کسی تقوے کا نمونہ پیش کر! باتیں سامعین کو مطمئن نہیں کرسکتیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۸۷ طریقت کی یہ منزل سعید و رشید ہے! اس پہ گامزن رہ! کسی کی کوئی بات مت سُن! تیرا رب ربِّ ذوالجلال والاکرام مالک الملک، قوی العزیز، ذوالقوۃ المتین تیرے ساتھ ہے، سُنتا ہے، دیکھتا ہے، جانتا ہے۔ کسی اور کو سنانے، دکھلانے اور بتلانے کی کوئی ضرورت نہیں!

ذوالنونؒ کا نشان سامنے رکھ!

میرے آقا ذوالنونؒ عبد مُنیب تھے، لوگ ان کو زندیق کہتے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۸۸ بندے اللہ کے بندوں کے متعلق کیا جان سکتے ہیں۔ اللہ ہی اپنے بندوں کے حال و مقام سے واقف ہوتا ہے۔ اور اللہ کے بندوں کے احوال و مقامات مخلوق کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۴۸۹ منزل کی کٹھنائیوں کا علم مسافر کو، اور دریا کی پہنائیوں کی خبر شناور کو ہوتی ہے۔ کسی کے حال و مقام کی خبر وہی دے سکتا ہے، جو خود وہاں سے گزر چکا ہو! منزل سے بے خبر کسی کی

منزل کا تعین کیسے کرسکتا ہے ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین!

۲۴۹۰ مسافروں کا ایک وفد خضرِ طریقت کی خدمت میں نیاز مندانہ سلام کے لئے حاضر ہوا۔ سب نے یک زبان ہو کر عرض کی۔ کوئی ہدایت فرمایئے!۔ فرمانے لگے۔ کہ ہدایتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ وہ کیا بتائے ! اس کے پاس کونسی نئی چیز ہے ! جو سب کو نہیں آتی ! اور پھر حاضرین کے بار بار اصرار پہ فرمایا ــــ حضورِ اقدس و اکمل و اکرم و اجمل و اطیب و اطہر طٰہٰ، یٰسٓ، مزمّل مدثّر حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وکیل بنا کر اللہ کی عزت و عظمت والی بارگاہ ربّ ذوالجلال والاکرام میں عہد کرو کہ برائی و بے حیائی کا کوئی کام، جسے کہ وہ سرِ محفل نہیں کرسکتا۔ تنہائی میں بھی کبھی نہ کرے گا ! وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۱ صبر کر ! دیکھتے نہیں، چکّی آٹا پیس رہی ہے۔ آٹا پیس لینے دو۔ پھر تیری روٹی بھی پک دینگے ! ایک وقتی روٹی کی خاطر سینکڑوں من آٹے کی پسائی کیسے روک سکتے ہیں ؟

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۲ عوام کا سارے کا سارا، اور خواص کا آدھے سے زیادہ وقت خرافات و واہیات میں کٹتا ہے ! الحمد للحیّ القیّوم ! فاللہ خیر الرّازقین !

۲۴۹۳ ایک نے اپنی منزل کی روئیداد کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے کہا ——— لوگوں میں کوئی کمی نہیں ۔ لوگ پورے ذوق و شوق سے اس کی طرف متوجہ ہوئے ۔ لیکن وہ اپنے منظامِ اوقات کے معمولات میں اس قدر محو و منہمک تھا ۔ کہ کسی کی بھی جانب متوجہ نہ ہو سکا ۔ اس نے اس کی طرف متوجہ ہونے والوں کو یہ دعا دے کر کہ ——— اللہ ان کی طرف متوجہ ہو ، اپنا حق ادا کر دیا ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۴ حسد ، کینہ ، بخل اور نفاق سلوک کی منزل کے چار مہلک امراض ہیں ؛ وما علینا الا البلاغ !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۵ سلوک کی منزل جب خرافات و واہیات سے پاک ہوئی ، سعید ہوئی ، رشید ہوئی ؛

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۶ ہم نے کب ان کو دیکھا ! ان کی لکھی ہوئی کونسی کتاب پڑھی ؟ ہم نے صرف ان کی خصلت کا تذکرہ سُنا ۔ اور سنتے ہی لوٹ پوٹ ہو گئے ۔ یہ تذکرہ ، اور اس قسم کے دیگر تذکرے صدیوں سے خاص و عام کے ورد زبان ہیں ——— خصائل کے تذکرے پرانے نہیں ہوتے ۔ انہیں سُن کر کسی کا بھی جی نہیں بھرتا ! سنتے ہی دل باغ باغ ہو کر خراجِ تحسین پیش کرنے لگ جاتا ہے ؛

اسے کورانہ تقلید کے مقلد ! ان کی تقلید کر ! اور کسی خصلت کا نمونہ پیش کر ۔ یہ دُور باتوں اور کرامتوں کا نہیں ۔ نمونے کا ہے ۔ کوئی نمونہ پیش کر ! اللہ تجھے توفیق

بخشے! وَمَا توفیقی اِلّا باللہ!

وہ شکل و شباہت میں تو ہم ہی جیسے تھے، پر خصلت میں نرالے تھے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۷ بہترین مراقبہ، مراقبہ عند الموت ہے: جس پہ اس کا حال طاری ہو جاتا ہے، برائی و بے حیائی سے کُلّیتاً باز آجاتا ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک ہو کر صلاح و فلاح کی راہیں تلاش کر لیتا ہے۔ اور جیتے جی کبھی کسی ناپائیدار اور فانی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا! وَمَا علینا اِلّا البلاغ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۸ پرہیزگاری کا دعوےٰ و تشہیر مذموم و مہلک، اور گنہ گاری کا مستحسن و مقبول ہے وَمَا علینا اِلّا البلاغ!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۴۹۹ جو دل تیری طرف متوجہ ہو جاتا ہے، یا جس دل کی طرف تُو متوجہ ہو جاتا ہے، پھر وہ دل کسی اور کی طرف، یا کوئی اور دل اس کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتے بے شک یہ تیری رقابت کی غیرت کا بلند مقام ہے! اور اس کی حقیقت کو سمجھنا کافی مشکل ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۰۰ منڈی میں تو کاٹھے بیر بھی شام تک بک جاتے ہیں: چہ جائیکہ بوستانِ ارم کے

پھول نہ بکیں : اِرم کے پھولوں کے مخصوص گاہک ہوتے ہیں : بعض دفعہ دیر میں آتے ہیں، صبر سے رحمت کا انتظار کر : یہ مہکتے ہوئے تر و تازہ پھول ضرور کسی دستار کی زینت بنیں گے : ماشاء اللہ :

اِرم کے پھولوں کا ہر کوئی کیسے گاہک ہو سکتا ہے ؟

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۰۱ جب اس نے دیکھا، کہ اس سے اب اس کا کوئی مطلب نہ رہا، آنکھیں پھیر لیں : جیسے کہ ایک دوسرے کو جانتے ہی نہیں : دنیا مسکرائی : کہنے لگی : یہ کوئی نئی بات نہیں : یہ اس کا ازلی دستور ہے : اور وہ کبھی اپنے دستور سے باز نہیں آئی :

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۰۲ وہی وفد ایک دن پھر ان کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔ دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ "پھر آ گئے ؟" — عرض کی : "آپ کی شفقت نے ہمارے مان تان توڑ دیئے۔ پہلے ہم وہاں جایا کرتے تھے : ایک مدت جانے کے باوجود ہماری حالت جُوں کی تُوں رہی۔ بالکل نہ بدلی : ہماری قسمت : ہم وہاں سے مطمئن نہ ہوئے : آپ کی ایک حاضری نے ہماری کایا پلٹ دی۔ ہماری دستگیری فرمائیں"۔ ڈرتے ڈرتے عرض کی — "افسوس صرف اس بات کا ہے۔ کہ ہم نے وہاں کیوں وقت ضائع کیا ؟" اس پہ وہ بڑے ہنسے۔ فرمانے لگے — اگر تم وہاں نہ جاتے، یہاں کی قدر نہ ہوتی : پھر وہ محبت بھری نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا — اب تم چلے جاؤ : — ہم سب نے نیازمندانہ سلام پیش کیا۔ اور اُلٹے پاؤں واپس

لوٹ آئے! کئی دن بعد وہ سب پھر ایک جگہ ملے۔ ایک نے پوچھا — تمہیں وہاں سے کیا حاصل ہُوا؟ کہا — کہ اس دن سے لے کر پھر کبھی اس کی نماز باجماعت قضا نہیں ہوئی!

دوسرے نے کہا — کہ جس دن سے انہوں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی ہیں، وہ کبھی رات کو نہیں سویا۔ ساری رات سوز و گداز میں کٹتی ہے! سبحان اللہ! الحمدللہ!

تیسرے نے کہا — اس دن سے لیکر اس کا کوئی عمل کبھی قضا نہ ہُوا!

چوتھے نے کہا — کہ ہر وقت موت اسے نظر آتی ہے! دم بھر کے لئے بھی اوجھل نہیں ہوتی! یہ منظر اسے کسی دنیاوی کام میں مشغول نہیں ہونے دیتا!

پانچویں نے کہا — کہ ان سے ملنے کے بعد وہ حیات و ممات کے عقدوں سے فارغ البال ہُوا۔ نہ کوئی خوشی باقی رہی، نہ غم!

ساتویں صاحب دور کھڑے سنتے رہے۔ ان سے پوچھا — تم کیوں نہیں بولے؟ — کہنے لگا — جو فیض اس نے ان سے پایا ہے، وہ کسی بھی طور احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا! مجلس برخاست!

الحمد للحی القیوم!

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۰۳ گویا تلقین و توجہ کی پوری تشریح کردی! رتی بھر فرق نہیں چھوڑا!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۰۴ پاؤں کے تلوے ذرا سی آلائش کی خبر دیتے ہیں۔ پانی اور تھوک میں تمیز رکھتے ہیں! کیا ضمیر انسان کو برائی سے مطلع نہیں کرتا؟ الحمد للحی القیوم!

۲۵۰۵ تم اپنے سودے کا ہوکا کیوں نہیں دیتے ؟ کہنے لگا — یہ سودا میرا نہیں، مالک کا ہے۔ اگر بِک گیا تو مالک کا بِکا، نہ بِکا تو مالک کا نہ بِکا ؛ میری ذمہ داری منڈی میں لانے تک کی ہے :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۰۶ یا اللہ ! حضورِ اقدس و اکمل و اجمل و اکرم و اطیب و اطہر طٰہٰ، یٰسٓ، مزّمّل، مدثّر روحی فداحضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیرے حبیب اور تو اپنے حبیب کا محب ہے۔ باقی کل کائنات تیرے در کی فقیر اور تیرے حبیب کی غلام ہے ! اِس سے زیادہ کسی کا بھی کوئی دعویٰ معتبر نہیں، گستاخی ہے !

اے بادشاہوں کے بادشاہ ! تیرے حبیب تیرے ہی حبیب ہیں، ہمارا انؐ کی محبت کا دعویٰ ہماری گستاخی نہیں تو کیا ہے ! ہم کسی بھی حال میں ان کی محبت کے معیار پر کبھی پورے نہیں اتر سکتے ! البتہ ہم ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلام ہو سکتے ہیں :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۰۷ غلام اگر وفادار ہو، محبوبیت کے مقام کا امین ہوتا ہے۔ بادشاہ اپنے جس بھی غلام سے چاہے، محبت کر سکتا ہے۔ لیکن غلام کا بادشاہ سے محبت کرنا، غلام کا اپنی جان جوکھوں میں ڈالنا ہے۔ اور اس مضمون پہ یہ ختم الکلام ہے :

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین !

۲۵۰۸ محبت کے انداز فتوے کے تابع نہیں ہوتے !

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۰۹ جس پہ ان کی نظر پڑ جاتی ہے، دنیا بھر کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ جتنا کوئی ان کے قریب ہوتا ہے، اتنا ہی مخلوق سے دور ہوتا ہے۔ ان کی محبت کی رقابت یہ کبھی گوارا نہیں کرتی، کہ ان کا محب و حبیب کسی دوسرے کا محب و حبیب ہو! مولائے کونین روحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی کوئی داستان بتلا! جو اس اصول سے باہر ہو۔ محبت جب تام ہو جاتی ہے، (جن و انس، چرند و پرند، درند و خزندہیں) عام ہو جاتی ہے۔ یہاں تک، کہ حجر و شجر پہ بھی حاوی ہو جاتی ہے — کسی محبت کا تام کے مقام کو حاصل کرنا عام کے اندازِ فکر سے کہیں بالا ہے! ماشاءاللہ

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۱۰ محبت جب آنے لگتی ہے، اللہ اللہ! — تخت کی دیواریں ہلا دیتی ہے۔ اینٹ سے اینٹ بجا دیتی ہے۔ کسی بھی شے کو قائم نہیں رہنے دیتی۔ اور اپنی پسند کی ایک نئی بستی بسا کر ڈیرے جما لیتی ہے۔ اور — یہ ان کی محبت کا ازلی دستور ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۱۱ منصورؒ پہ جب ان کی محبت وارد ہوئی، تاب نہ لاتے ہوئے بھڑک اٹھے، سولی پہ چڑھا دیئے۔ شمسؒ کی کھال کھینچ دی گئی۔ میرے آقا، میرے مولا۔ میرے

حصائر بارہ سال محویت کے عالم میں صائم الدّھر رہے ۔ ان کی محبت کے تذکرے گوناگوں، اور ایک سے ایک بڑھ کے ہیں ؛ وما علینا الا البلاغ !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۱۲ اے کون ومکان کے خالق ومالک ! ہم گنہگار وخطاکار بندے کیونکر تیری محبت کی تاب لاسکتے ہیں ؛ اور تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا معاملہ تو اس سے کہیں نازک ہے ؛ ہمیں اپنا ذکر، اپنی اطاعت اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع تام نصیب فرما ؛ بے شک اتباع سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہوتا ہے ؛ اور عشق زندگی کی منزل کا میر کارواں ہے !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۱۳ محبت کا دعوے آسان ، اور نبھانا مشکل ہے !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۱۴ کسی بندے کا تجھ سے اور تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا تیری اور تیرے حبیب اقدس ہی کی محبت کی بدولت ہے ؛ ورنہ کہاں تو، اور کہاں تیرے حبیب اقدس عروس مملکت صلی اللہ علیہ وسلم ! اور کہاں ہم گنہگار وخطاکار بندے !

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین !

۲۵۱۵ یہ سعید و رشید منزل اگرچہ ہزارہا اعمال پہ مشتمل ہے، میانہ ہے!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۱۶ تمہاری چال بہت تیز ہے، ذرا سُست کر! اور تمہاری بہت سُست ہے، ذرا تیز کر!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۱۷ یہ سعید و رشید منزل ایک دو دن کی نہیں، قبر کی دیواروں تک کی ہے! ایک نے سُن کر کہا۔ کہ اِس منزل کا حامل قبر میں بھی اپنا سفر جاری رکھتا ہے"! واللہ اعلم بالصواب

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۱۸ نیند نعمت ہے۔ اور غفلت بھی! نعمت قائم رکھ، غفلت دور فرما!۔ اوّل شب میں سونا نعمت اور آخر شب میں غفلت!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۱۹ ہماری روزی کی مقدار و معیار عجیب و غریب ہوتا ہے۔ کبھی گھی کے گھڑے، کبھی مٹھی بھر چنے، اور کبھی وہ بھی نہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۲۰ دنیادار کبھی دیندار نہیں ہوتا۔ دینداری کے روپ میں دنیادار ہوتا ہے۔ اور دیندار کبھی دنیادار نہیں ہوتا۔ دنیاداری کے روپ میں کامل دیندار ہوتا ہے!۔ دنیادار جو کچھ بھی کرتا ہے، دنیا ہی

کے لئے کرتا ہے ۔ اور دیندار کی ساری جدّ و جہد دین ہی کے لئے ہوتی ہے ۔ دیندار کے سوا کوئی دوسرا نہ دین کا داعی بن سکتا ہے نہ حمایتی ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۱ "دست بردار" کسے کہتے ہیں ؟ ـــــ بندہ جب یہ کہتا ہے، کہ وہ دنیا سے دست بردار ہوا، اس کا یہ مطلب ہے ۔ کہ وہ دنیا کی کسی بھی شئے کا مطلق طلبگار نہیں رہا ۔ اور نہ ہی کسی منصب کی کوئی تمنا باقی ہے ؛

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۲ جب ہم یہ کہتے ہیں، کہ "ہمارا تیری دنیا میں جینا تیرے لئے ہے" ! کیا مطلب ہے ؟ ایک نے کہا، کہ اس کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے، کہ اسے دنیا کی کسی بھی شئے اور کسی بھی مقام و منصب سے مطلق دلچسپی نہیں ۔ اس کا دنیا میں جینے کا واحد مدعا اللہ رب العالمین کی رضا حاصل کرنے کیلئے یعنی اُسے راضی کرنے کیلئے اس کے ذکر میں محو و منہمک رہنا، اس کے ذکر (دین اسلام) کی لوگوں کو دعوۃ و تبلیغ کرنا، اور اس کی ہر مخلوق کی، خاکی ہو یا آبی ۔ نوری ہو یا ناری، بے لوث خدمت کے لئے اپنی ہر خدمت پیش کرنا ۔ کسی سے بھی اور کسی بھی خدمت کا کوئی عوضانہ نہ لینا، مخلوق کو اللہ کا کنبہ سمجھ کر بلا اُجرت و معاوضہ خدمت کرنا ۔

خدمت سے کیا مراد ہے جی ؟ ـــــ

ہر قسم کی خدمت، جسمانی و روحانی ـــــ مثلاً بیمار کا مفت علاج کرنا ۔ بندوں کو اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کرنا ۔ حتی الامکان اس کی حاجت روائی کرنا ۔ نام و نمود سے کوئی واسطہ نہ رکھنا ۔ جو کچھ بھی کرنا، اپنے اللہ ہی کو راضی کرنے کیلئے کرنا ۔ تحسین و تنقید کی

مطلق پرواہ نہ کرنا۔ ہر حال میں اپنے کام کو پورے ذوق و شوق سے جاری رکھنا! وما علینا الا البلاغ!

الحمد للحیّ القیوم!

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۳ اگر بندوں کی روزی بندوں کے قبضہ میں ہوتی، یا اگر بندوں کی روزی پہ بندوں کو ذرا بھی تصرف حاصل ہوتا، آدھی دنیا بھوکوں مرتی۔ اور بندوں کے مزاج کے مطابق روزی روز بدلا کرتی ــ اور اے میرے رب ذوالجلال والاکرام! تیری صفت رزاقیت معنی کے اعتبار سے غلط ہو جاتی۔ کل مخلوق کی روزی کا داتا، اور روزی کا ضامن میرا اللہ ہی ہے۔ یا حیُّ یا قیوم!

کسی دوسرے کو کوئی قدرت مطلق حاصل نہیں، مطمئن رہ! جو دانا تیری قسمت میں ہے، تو نے ہی کھانا ہے! کسی دوسرے نے اسے ہاتھ تک نہیں لگانا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۴ بندے روزی کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ جتنی روزی کسی کی قسمت میں لکھی ہے، اتنی ہی مل کر رہتی ہے! کھانے کے لئے کسی کی بھی روزی کم نہیں ہوگی۔ اور یہ اللہ رب العالمین کی شان کے شایان ہی نہیں۔ کہ اپنی مخلوق کو کفایت سے کم درجہ کی روزی عنایت فرماتے! بندوں کی ساری دوڑ دھوپ کھانے کے لئے نہیں، جمع کے لئے ہے۔ اور جمع کی کوئی مقدار معین نہیں ہوتی!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۵۲۵ حقیقت یہ ہے، کہ روزی اپنے کھانے والے کی تلاش میں پھرتی ہے، جب تک

اسے پا نہیں لیتی، قرار نہیں پکڑتی۔ اگر کوئی کسی وجہ سے اپنی روزی لینے حاضر نہیں ہوتا — وہ جہاں ہوتا ہے پہنچادی جاتی ہے۔ اگرچہ ستر پردوں کے اندر چھپا ہوا ہو! اور یہ میرے رب کی رزاقی ہے۔ کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی کبھی نہیں بھولتا۔ جہاں کوئی ہوتا ہے، وہیں اس کی روزی پہنچا دیتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۶ روزی کے معاملہ میں اللہ مومن کو شیر و شاہین کا بلند مقام نصیب کرے نہ کہ رُوباہ و زاغ کا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۷ جہلاء کی تقلید غیر معتبر، اور تائید غیر معتمد ہوتی ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۸ جو جن نظروں سے دیکھتا ہے، انہی نظروں سے دیکھا جاتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۲۹ جو شک کی نظروں سے دیکھتا ہے، اسے بھی شک ہی کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۰ جو دیکھ کر تسلیم کرتا ہے، اسے بھی دیکھ کر ہی قبول کیا جاتا ہے! آتے ہی کو نہیں!

الحمد للحیّ القیوم؛ فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۱ ایک اللہ کا بندہ ایک جنگل میں اُنٹ سَنٹ باتیں کیا کرتا تھا۔ جب ان پر غور کیا، معلوم ہوا، کہ وہ باتیں بڑے ہی کام کی باتیں تھیں۔ وہ اکثر یہ کہتا کہ ـــ اللہ رب العالمین کا اپنے کسی بندے کے نفس سے ہمکلام ہونا فیضِ موسوی کی حقیقت ہے:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۲ یہ فیضِ موسوی کی حقیقت ہے:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۳ میرے اللہ نے مجھ سے فرمایا ـــ میں تیرا رب ہوں۔ ربِ عرشِ عظیم ـ ربِ عرشِ کریم ـ ربِ عرشِ مجید:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۴ یہ فرمان سُنکر کہا ـــ بلیٰ بلیٰ بلیٰ؛ انت ربّی ذو الجلال والاکرام:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۵ میں نے کل کائنات کو کُن سے، اور تجھ کو اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا:

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۶ میں نے تجھ کو اپنی صورت پہ پیدا کیا۔ اپنے لئے پیدا کیا، اور کل کائنات کی ہر شئے تیرے لئے پیدا کی؛ الحمد للحیّ القیوم؛ فاللہ خیر الرازقین؛

۲۵۳۷ جو کرتا ہوں، میں کرتا ہوں۔ میری مرضی کے خلاف میری کوئی بھی مخلوق کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین!

۲۵۳۸ میں حق ہوں۔ کبھی ناحق نہیں کرتا !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۳۹ میرے حضور میں کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں۔ جبرائیل کو بھی نہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۰ میری کوئی مخلوق خودسر نہیں ! کوئی بھی مخلوق مطلق خودسر نہیں۔ میں نے اپنی ہر مخلوق کی پیشانی کے بال مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۱ تو کبھی اکیلا نہیں ہوتا، میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۲ دیکھتا ہوں، سنتا ہوں، اور جانتا ہوں !

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۳ کیا تیرے سے لئے میں کافی نہیں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۴ میں کُل کائنات کا قاضی الحاجات ہوں، اپنی حاجت مجھ سے مانگ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۵ میں نے تجھ کو اپنی ہر مخلوق پہ شرف بخشا!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۶ ہر ملک میرا ملک، اور میں ہر ملک کا مالک الملک ہوں میرے ملک میں میرا حکم جاری ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۷ میں احکم الحاکمین ہوں، ہر حکم میرا حکم، اور میرا حکم ہر جا جاری ہے، اور سدا جاری ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۸ میں جو چاہتا ہوں، کرتا ہوں، مجھے کوئی روکنے والا نہیں

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۴۹ جسے جو دیتا ہوں، میں دیتا ہوں! اور مجھے کوئی روک نہیں سکتا!

الحمد للحیّ القیوم فاللہ خیر الرازقین!

۲۵۵۰ میری مرضی کے بغیر میری کوئی مخلوق کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی!

اَلحمدللحیّ القیّوم

فاللہُ خیرالرازقین

۲۵۵۱ کسی تحریر کو ضائع مت کر، کبھی مت کر، قلمی تحریرات بہترین یادداشت، بہترین تبرکات اور بہترین نوادرات ہیں!

اَلحمدللحیّ القیّوم

فاللہُ خیرالرازقین

۲۵۵۲ زندوں کو مُردوں کے حال کی کیا خبر؟ مُردے ہی مُردوں کے حال سے واقف ہوتے ہیں، جو احساس مُردوں کو مُردوں کا ہے زندوں کو کیسے ہو سکتا ہے۔

اَلحمدللحیّ القیّوم

فاللہُ خیرالرازقین

۲۵۵۳ طلباء کی خدمت ہر خدمت پہ فوقیت رکھتی ہے۔

اَلحمدللحیّ القیّوم

فاللہُ خیرالرازقین

۲۵۵۴ پیشہ ور بھکاری کی خدمت —— بھکاریت کو فروغ دینا ہے، اور بھکاریت اسلام کے منافی ہے!

اَلحمدللحیّ القیّوم

فاللہُ خیرالرازقین

۲۵۵۵ وُہ اللہ کا بندہ جب متوکل علی اللہ کی زرہ پہن کر میدان میں اترتا، تجھے کیا بتاؤں کہ کیا ہوتا! —— موت وحیات سے بے خطر، اور باطل کے لیے موت کا پروانہ ہوتا

کسی کی بھی امداد کو کسی خاطر میں کبھی نہ لاتا۔ اَللّٰہ مَعِیَ کا یقین ہر کسی کی امداد سے بے نیاز کر دیتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۵۶ جس بھی میدان میں اُڑ جاتا، اکھاڑے جما دیتا بدمقابل کی دھجیاں اُڑا دیتا، بےسروسامانی کی کوئی پرواہ نہ کرتا، اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی خوف نہ کھاتا۔ اور نہ ہی کسی سے کوئی امید رکھتا، کسی امدادی بیڑے کی تو کیا، جبرائیل کی فرمائش کو بھی قبول نہ کرتا ــــــ یہ کہتا، کہ میرے لیے میرا اللہ کافی ہے!
اللہ کی قسم! اللہ اس کے لیے کافی ہوتا

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۵۷ ہر کام کا ہونا نہ ہونا میرے اللہ ہی کے بس میں ہے جس کام کے ہونا کا اللہ اُمر فرما دیتے ہیں، ہو کر رہتا ہے۔ کبھی نہیں رُکتا! اگرچہ ساری دنیا متحد ہو کر روکنے کی کوشش کرے! اللہ کا ہر اُمر۔ کُنْ فیکون ہے۔ حیلے وسیلے کا محتاج نہیں! مطمئن رہ۔ اللہ کے لشکر کبھی مغلوب نہیں ہوتے اور انہیں کوئی ہرا نہیں سکتا!

الحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۵۸ آدمی کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ سوچ کر نہیں بولتا جس چیز کو جانتا نہیں، اور جانتا نہیں کہ وہ جانتا نہیں ــــــ اپنی طرف منسوب کرنے لگ جاتا

ہے۔ ذرا سی بات پہ بھڑک اٹھتا ہے، بعض دفعہ آپے سے باہر ہو کر خرافات کا مرتکب ہو جاتا ہے، حالانکہ ہر بندہ عاجز و مسکین اور ضعیف و ناتواں ہے اسے کوئی قدرت نہیں دی گئی، ہر شے میرے اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے بعض دفعہ حدیں توڑ دیتا ہے، قضا و قدر میں بھی کلام سے گریز نہیں کرتا۔ قدم قدم پہ گناہ کرنے والے دنیا دار بندے کس تقویٰ کی ڈھینگ مار سکتے ہیں؟

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو! اپنے نفوس کو قابو میں رکھو! ہو سکے، تو ذلت میں رکھو! نیکی کی توفیق کو اپنی طرف منسوب مت کرو!

اللہ کی عنایت سمجھ کر اللہ کا شکر کرو۔ بے شک یہ راہ شاہراہ ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۵۹ ہم سے بہتر دانائی کس کو عنایت ہوئی؟ کسی کو بھی نہیں! علم و حکمت اور عشق و رقت کا جو باب ہم پہ کھلا، وہ ہم سے پہلے کسی پہ بھی کبھی نہیں کھلا۔

ارسطو اگر اس دور میں ہوتا، گھٹنے ٹیک دیتا!

ف:۔ ہم میں سے مُراد "میں" نہیں، اسلام ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۶۰ عامل اپنے عمل میں اسی طرح جلوہ گر ہوتا ہے جیسے کہ متکلم اپنے کلام میں!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۶۱ جب بھی کوئی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتا، کہ وہ ان کی خدمت میں اپنی

اپنی خدمات پیش کرنے حاضر ہوتے ہیں۔ موقع دیجیے ـــــ کہتے آپ کی پیش کش کا شکریہ! ہمارے لیے ہمارا اللہ کافی ہے! کسی اور کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں! ـــــ جب وہ یہ کہتے۔ اللہ کی قسم! اللہ کی رحمت جوش میں آجاتی، اور اللہ کی ساری خدائی اپنی خدمات پیش کردیتی۔ اگرچہ وہ اِن سب سے بے نیاز ہوتے! کاش! تیرے آباء کی یہ خصلت تجھ میں ہوتی اور تو اُن کی تقلید کرتا! تیری نظروں! اور اغیار کے امدادی بیڑوں پہ افسوس

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۲۵۶۲ ایک نے کہا ـــــ وہ جنّات کا بادشاہ ہے، کسی خدمت کا حکم دیں۔ کہا، مجھے تیری کسی خدمت کی ضرورت نہیں، میرا اللہ میرے لیے کافی ہے اللہ کی قسم، اللہ کافی ہے۔ اور تو ہمزاد سے بھی باز نہیں آتا! اس حال میں کیا کسی کی منزل، اور کیا مسلمانی؟

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۲۵۶۳ اللہ کے لشکر کو کون مغلوب کرسکتا ہے؟ اللہ کا لشکر ہمیشہ غالب رہتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۲۵۶۴ مومن و کافر ایک ہی خالق سے مخلوق ہیں، ایمان وذکر کا ذرہ مومن کو منوّر کردیتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْم

فَاللّٰهُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن

۲۵۶۵ سکون مومن کی میراث ہے، کسی دوسرے کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ ایمان و سکون کا چولی دامن کا ساتھ ہے جتنا قوی ایمان ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ سکون ——— سکون کے طالب اللہ کے ذکر میں سکون تلاش کر!

بے شک اللہ کے ذکر ہی سے بندوں کے دل سکون پاتے ہیں!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۶۶ اپنا جائزہ آپ لو۔ ہم ظاہر میں دین دار ہیں، باطن میں دنیا دار! چاہیئے یوں تھا، کہ ظاہر میں دنیا دار ہوتے، باطن میں دین دار!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۶۷ ہم فارغ ہو کر بھی مصروف ہیں، چاہیئے تھا کہ مصروف ہو کر فارغ ہوتے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۶۸ اپنے دل کی طرف دیکھ! کیا کبھی یہ فارغ بھی ہوا۔ ہمیشہ ماضی و مستقبل میں مصروف رہتا ہے۔ ماضی سے عبرت حاصل کر مستقبل کی پرواہ مت کر، اور حال کو ضائع مت کر۔

بے شک حال حال ہی پہ وارد ہوتا ہے!

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۶۹ ہر دل ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نماز

میں بھی فارغ نہیں ہوتا !

یااللہ اس دل کو اپنے کاموں کے لیے فارغ فرما اور یہ تیری ہی توفیق سے ہو سکتا ہے کسی اور طرح سے نہیں ۔

اَلحَمدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللہُ خَیرُ الرَّازِقِین

۲۵۷۰ زبان ذکر میں اور دل خرافات میں مصروف ہے ۔ تیرے ذکر کے نور سے یہ دل خرافات سے محفوظ ہو یا حیُّ یا قیّوم ! آمین !

اَلحَمدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللہُ خَیرُ الرَّازِقِین

۲۵۷۱ تیرے بندوں کو تیرا ذکر نصیب ہوا اذہان تیری طرف متوجہ ہوں کسی غیر کا خیال تک دل میں نہ ہو !

اَلحَمدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللہُ خَیرُ الرَّازِقِین

۲۵۷۲ تَن نماز میں ہے ، مَن خرافات میں ۔ ہاتھ سے تسبیح پھیری جا رہی ہے کانوں سے باتیں سُنی جا رہی ہیں ۔ دل پوری طرح باتوں کی طرف متوجہ ہے ۔ تیری طرف نہیں ۔ تسبیح بھی جاری ہے ۔ باتیں بھی ، یہی وجہ ہے کہ کسی کا بھی حال کبھی نہیں بدلتا جوں کا توں رہتا ہے ـــــــ تیری یاد ہر یاد کو بھلا دے ، اور ہر دو عالم سے بیگانہ کر دے ۔ یا حیُّ یا قیّوم ! آمین ،

اَلحَمدُ لِلحَیِّ القَیُّوم

فَاللہُ خَیرُ الرَّازِقِین

۲۵۷۳ اللہ کے ذکر کے سوا تیرا یہ دل کسی اور طرف کبھی متوجہ نہ ہو! اس حال میں اگر شام تک دل کی کیفیت نہ بدلے، پھر جو چاہے کر۔

اَلحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۷۴ موت کی یاد دُنیا میں جی لگنے نہیں دیتی! قبر کا منظر بیقرار کئے جاتا ہے!

اَلحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۷۵ کاش اس دل کی آوارگی ختم ہوتی۔ اور یہ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہوتا، اگر ایسے ہوتا، دنیا اس کے عجائبات وکمالات دیکھتی!

اَلحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۷۶ جس دنیا کو تُو مُردار کہتا ہے، اسی کی جستجو میں مارے مارے پھرتا ہے۔

اَلحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۷۷ اگر تیرے دین سے دنیا دور کر دی جائے، میدان چھوڑ کر چلا جائے!

اَلحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۷۸ دین کے میدان میں دین دار بن ——— صرف دین دار! دنیا کی کسی بھی شے سے تجھے کوئی دلچسپی نہ ہو، نہ ہی کسی منصب کی تمنا ہو! تیری نظروں میں اللہ کے سوا ہر شے ہیچ و بیکار ہو! اس حال میں اگر شام تک اللہ کی

طرف سے سکینت نہ اُترے، جو چاہے کر!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۷۹ یہ دل تیرے اس تن میں عرشِ عظیم کا مقام رکھتا ہے!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۸۰ ایک برکت بھری مجلس میں ایک نے ایک سے پوچھا کہ "مہاجر الی اللہ" کسے کہتے ہیں؟ جواب دیا، کہ اللہ کا وہ بندہ جو اللہ کے فضل و کرم سے اپنے اللہ کے لیے اپنی جسمانی و نفسیاتی و روحانی لذات و جذبات و خواہشات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیرباد کہا کرتا ہے ——— اور مہاجر الی اللہ کسی سامان کا پابند نہیں ہوتا، توکلت علی اللہ اللہ کی راہ میں سفر کیا کرتا ہے! واللہ اعلم بالصواب!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۸۱ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عامل صغائر سے کما حقہٗ اجتناب نہیں کرتا ورنہ یہ عمل قوی العمل ہے اور اس کا عامل ایسے حال میں نہیں ہو سکتا، انجن کی طرح دندناتا ہُوا اپنی منزل پہ گامزن رہتا ہے۔ سلوک کی منزل کے آخری مراحل میں بعض مقامات پہ ذرا سی کوتاہی بھی صغائر و کبائر کے زمرے میں شمار کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کسی کو دیکھ کر جھڑکنا تو در کنار، ماتھے پہ تیور بھی نظر انداز نہیں کیے جاتے صغائر کبائر سے کلیتاً اجتناب کر!

وما علینا الا البلاغ

اَلحمد للحیّ القیوم

فَاللہ خیر الرّازقین

۲۵۸۲ اپنے پورے حال کی تفصیل خواب کے آئینہ میں دیکھ!

الحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۸۳ افعال و اقوال کی کثافت و کدورت رُوح کی پرواز میں مخل ہو جاتی ہے،

سُبحان اللہ! الحمد للہ!

اللہ نے سیاحت کے اصُول مقرر کیے ہوئے ہیں۔ ان کی خلاف وَرزی کرنے والے کو معینہ مقام سے آگے کی سیاحت کی اجازت نہیں دی جاتی!

اَلحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۸۴ تبلیغ کی ابتدا و تعارف یوں کر، کہ

اے میرے مولاؑ کے کریم رؤفٌ رحیم رُوحی فدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سوئی ہوئی اُمّت! اپنی کھوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کمربستہ ہو! آمین۔

اَلحمد للحیّ القیوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۸۵ اور یہ عظمت کسی اور طرح کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ ہم اللہ کی رَسّی کو مضبوطی سے نہ تھامیں! وَمَا علینا اِلّا البلاغ

الحمد للحیّ القیوم

فَاللہ خیر الرّازقین

۲۵۸۶ ایک نے کہا کہ وہ نہایت ہی اطمینان سے پرواز کئے جا رہا تھا، کہ کسی نے اسے پکارا، واپس آ ——— تصدیق اعمال کے بغیر کوئی اس حد سے آگے قدم نہیں رکھ سکتا۔ اپنا نامۂ اعمال دِکھلا۔ اگر تو آگے جانے کے قابل ہُوا تو جائے گا، ورنہ یہیں سے لوٹا دیا جائے گا۔

میرے اعمال نامہ کو دیکھ کر کہنے لگا، واپس لوٹ! تم آگے نہیں جا سکتے۔ اس حد سے آگے صرف وہی جا سکتے ہیں "جو وہ کام" جن سے منع کیا گیا ہے مطلق نہیں کرتے۔ اور تیرا اعمال نامہ اللہ اللہ ان سب کاموں سے جن سے کہ باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اٹا پڑا ہے۔ واپس لوٹ، اور جب تک آگے جانے کے قابل نہیں ہوتا، جانے کی جرأت مت کر!

اَلحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۸۷ اصلی چیز ہر دکان سے تو کہاں بازار سے بھی دستیاب نہیں ہُوا کرتی۔ کہیں کہیں ہوتی ہے، اصلی چیز پہ نقلی اور نقلی چیز پہ اصلی لیبل، چہ معنیٰ دارد، اصلی چیز لیبل کی محتاج نہیں ہوتی، اصلی چیز ہر جگہ نہیں ہوتی، جہاں ہوتی ہے وہاں چھپ نہیں سکتی

اَلحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین۔

۲۵۸۸ لعل و گوہر کے دنیا میں تو ڈھیر ہوتے ہیں۔ لیکن بازاروں میں نہیں ہوتے، نہ ہی ہر کسی کو ان کا پتہ ہوتا ہے۔

نایاب چیزیں عام نظروں سے اُوجھل رکھی جاتی ہیں۔

اَلحمد للحیّ القیّوم

فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۸۹ اوروں کو تو کیا بادشاہوں کو بھی یہ چیزیں نصیب نہیں ہوتیں۔
سنگِ پارس، گوہر، گیدڑ سنگھی، سانپ کا منکا

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۲۵۹۰ محبت کا دعویٰ محب کا ہوتا ہے محبوب کا نہیں۔ محب اپنے محبوب پہ اپنی جان وار دیتا ہے، محبوب مختار ہوتا ہے۔ اپنے محب سے محبت کرے نہ کرے، البتہ محب محبت سے کبھی باز نہیں رہتا۔ اگرچہ آرے سے بھی چیر دیا جائے ____ محب محبوب کی بے رخی پہ کبھی شکوہ نہیں کرتا۔ محبت ہی کی ادا سمجھتا ہے۔

جس محب کا محبوب بچپن سے بڑھاپے تک کبھی نہ ملے، لیکن محب کی محبت میں رتی بھر فرق نہ آئے، وفا کی انتہا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین

۲۵۹۱ محبت کے تین درجے ہیں۔
نچلا۔ بچلا۔ اُتلا یعنی نیچی۔ بیچی۔ اُچی اور محبت کا یہ مقام ہر کسی کو کبھی نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ رب العالمین کے حبیب ہی اللہ کی مخلوق کے محبوب ہو سکتے ہیں ہر کوئی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرازقین۔

۲۵۹۲ جو اپنے حقیقی دوست کو دوست نہیں رکھتا، اسے کوئی دوست نہیں رکھتا جو اس کا وفادار نہیں اس کا بھی کوئی وفادار نہیں۔

ہر کس و ناکس کو دوستی کا شرف بخشنے والے غافل! اس دنیا میں کوئی کسی کا دوست نہیں۔ اُس کی تلاش کر جس کی دوستی سچی ہو، سچی ہو اور اچھی ہو اور ایسے دوست کا ملنا آسان نہیں۔

اے مسلمان اے میری جان!

ایسا دوست، اللہ رب العالمین کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ حَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آمین

الحمد للحی القیوم

فاللّٰہ خیر الرّازقین

۲۵۹۳ اے ملّت کے پاسبان اے نوجوان تجھے کیا ہو گیا ہے تو کیا سوچ رہا ہے؟ کیا تجھے یہ پتہ نہیں شیطان تیرا دشمن ہے اور ہر وقت تیرے اپنے ہی جسم الوجود میں موجود رہتا ہے اور تجھے کسی نہ کسی گورکھ دھندے میں ڈالے رکھتا ہے۔ یہ ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھنے کا دور نہیں کام کا دور ہے بھلا کبھی مومن بھی مایوس ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں مومن کبھی مایوس نہیں ہوتا کبھی ناامید نہیں ہوتا۔ کبھی بدبخت نہیں ہوتا کبھی بدنصیب نہیں ہوتا کبھی محروم نہیں ہوتا اور کبھی نامراد نہیں ہوتا، یہاں تک کہ دوزخ کے دھانے تک بھی نہیں ہوتا۔ ہمارا اللہ رب السمٰوات والارض مالک الملک۔ علی العظیم۔ قادر المقتدر اور احکم الحاکمین ہے۔ ہم جہاں بھی ہوتے ہیں ہمارے پاس ہوتا ہے اور ہمارے ساتھ ہر گھڑی ہوتا ہے۔ اس کے سامنے ہوتا ہے پھر یہ گھبراہٹ کیسی؟ یہ مایوسی شیطان کی

لائی ہوئی ہے حقیقت میں کوئی چیز نہیں مردود کو تاثر اور دفع کر۔ خوش ہو کہ اللہ تیرے ساتھ ہے اور تجھے تیرے اللہ ہی کی حمایت حاصل ہے۔ برملا کہہ کہ میرے قلبوت میں رہنے والے ابلیس ملعون تو میرے اللہ کی رحمت سے بیشک مایوس و نا امید ہے، میں نہیں۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں، مجھ پہ میرے اللہ کی رحمت تاری ہے مجھ پہ تیرا جادو نہیں چل سکتا، یہ پڑھ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم جیم جیم جیم جیم جیم جیم جیم حبیب شیطان کو پتہ چلا کہ وہ کسی بھی حربے سے بے خبر نہیں ہر حربے سے اگرچہ کتنا ہی مستور و محجوب ہے پوری طرح آگاہ ہے تو سر پیر رکھ ڈال کر چلانے لگا اور گوز کرتا ہوا میدان سے بھاگ نکلا۔ یا حی یا قیوم انت رب ذوالجلال والاکرام۔

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۹۴ تو حاسد ہے تو رو متکبر ہے تو کھو۔ مومن کو تو اللہ نے عجز و انکساری بخشی ہوئی ہے وہ کیوں روئے؟ بے شک مومن کا رب غفور الرحیم رحیم و دود اور قریب و مجیب ہے اور وہ کسی بھی حال میں اپنے بندے کو تیرے حوالے نہیں کرتا اور نہ ہی یہ اس کی شایانِ شان ہے۔ وما علینا الا البلاغ ۰

الحمد للحی القیوم

فاللہ خیر الرازقین

۲۵۹۵ بچہ بچے کو کھیلنے کی دعوت دیتا ہے

آ، کھیلئے

چل او تھے کھیلاں گے

کھیل کے آئے ہیں یا کھیلنے چلے ہیں۔
تو دین دار ہے دین کی دعوت دے۔ بچے کا نصب العین کھیل اور تیرا دین کی تبلیغ ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۹۶ نظامِ قدرت تیری اور میری تدبیر کے ماتحت نہیں ارادتِ ازلی کے تحت محوِ عمل ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۹۷ بہترین اسلامی لباس پٹھان مرد اور عورت کا ہے۔ایک نے کہا کہ شاید اسی وجہ سے اللہ نے انہیں رعب بخشا ہوا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

۲۵۹۸ قدرت جو چاہتی ہے کر کے رہتی ہے تدبیر قدرت کے ماتحت ہے خودسر نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم
فاللہ خیر الرّازقین

يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

تیرا شکر احسان ہے کہ "مقالاتِ حکمت" جلد دوم کی تکمیل تیرے حبیبِ اقدس صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی طیّب مبارک محبّت پہ ہوئی بے شک ان کی محبت ہی بزمِ ہستی کی روحِ رواں ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اٰمِيْن

امروز سعید و مسعود مبارک سہ شنبہ ۱۹ شوال المکرم ۱۳۹۷ھ

ابو انیس محمّد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ
المہاجر الی اللہ والمتوکل علی اللہ ، لعظیم
المقام البخاف الصحاف المقبول المصطفین ○ دار الاحسان فیصل آباد پاکستان